U56319 1-12-09

Title - Deewan Zaheer.

Auther - Sayyed Zaheer Uddin Hussain Khan Zaheer Dehelvi.

Publisher - Matba Mufeed Aam (Agra).

Date - 1316 - 1330 H

Pages - 328.

Subjects - Urdu Shayari - Kulliyaat - e - Dawaween

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

از نتائج افکار جناب مولانا سید محمد ظہیر الدین صاحب متخلص بہ ظہیر ولد حضرت صلاح الدولہ

مرحوم نجم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم و استاد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی عرش آرامگاہ

# دیوان ظہیر

## جلد اول

حسب فرمایش جناب مہاراجہ بھگوان سہای صاحب بہادر

امرای حیدرآباد دام [illegible]

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخاں [illegible] چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم



توحید الٰہی میں جو سرگرم رقم تھا — سجدے میں خمیدہ سر تسلیم قلم تھا

تھا منزل مقصود وہی جو نقش قدم تھا — میرا ہی مگر شوق طلب جیب ستم تھا

ہستی کی اسیری سے غضبناک میں دم تھا — جب دام سے چھوٹی تو نہ غم تھا نہ الم تھا

اور ... چو اک جوہر اعلیٰ کا بہرم تھا — یہ نقش حدوث اور وہ اک نور قدم تھا

قطرہ کے لیے قہر ہے دریا کی جدائی — ہستی کا تعلق مجھے نذرِ الم تھا

عاشق کو دیا سوز حسینوں کو کرشمے — یہ تیری عنایت وہ ترا لطف و کرم تھا

تھا دور سے دور اور وہ نزدیک سے نزدیک — جب غور سے دیکھا تو بہت فاصلہ کم تھا

کہیں بند ادھر سے تو ادھر کھل گئیں آنکھیں — جو پردہ اوٹھا چشم سے جلباب حرم تھا

جب آنکھ ہوئی بند کھلا حال کہ میں ہی — اک پرتو انوار تجلی قدم تھا

حیرت نے عجب ہرزہ خرامی سے بچایا — یہ دیدہ سرگشتۂ دیر و حرم تھا

وہی امی ہے اس نگہ کا جسنے دوشِ نازک پر
ازل سے بخششِ امت کا ہے بارِ گران باندہا

کہین کہٹکا نہین سالک کو ہرگز کوی جنت تک
وہ تمنے جادۂ حبل المتینِ دینِ ہدیٰ یان باندہا

نہین فکرِ حوادث جسمین کچہہ یا سیدِ عالم
وہ مستحکم حصارِ حیطۂ امن و امان باندہا

تصور نے ترے روضہ کے چشمِ حق نگر کہولی
کہلے در ہای جنت جب خیالِ آستان باندہا

نوا سنجانِ یثرب کی ترنم ریزیان سنکر
زمین پر بلبلانِ قدس نے ہے آشیان باندہا

۵۶۳۱۹

ظہیر اوسکا ثنا خوان ہون کہ جس سلطانِ ذیشان نے
مکان مین جلوہ فرما ہو کے عزمِ لامکان باندہا

صورتکدۂ دل مین تصور ہے نبی کا
نقاش ہون تصویرِ رسولِ عربی کا

یہ کون ہے وہ کون ہے افلاک و زمین کیا
چرچا ہے خدائی مین تری بوالعجبی کا

یہ کیا ہے کہ تجہہ سے ترے اجداد کو ہے فخر
دم بہرتے ہین قدسی تری والانسبی کا

سیماے پر انوار ہے صد مشرقِ خورشید
جلوہ تری انگشت مین ہے ماہ شبی کا

تہا حضرتِ یوسف سے زلیخا کو تعشق
غوغا ہے ملائک مین تری خوش طلبی کا

تہا عالمِ ارواح مین استادِ ازل کون
احسان ہے احسان ترا سب پہ نبی کا

کس پیار سے لیتا ہے ترا نامِ مبارک
اللہ ہے شاہد تری شاہد لقبی کا

دیکہا رخِ پر نور مین اللہ کا جلوہ
جلوے ہین خدائی کی تماشا ہے نبی کا

ای رحمتِ عالم ترے تکیہ کی بدولت
پایا ہے لقب نخل نے شیرین رطبی کا

کہنے کو تو کہہ جاؤن سمجہتے احدی میم
ڈرتا ہون کہ ہے یہ کلمہ بے ادبی کا

تو قاسمِ فردوس ہے تو مالکِ کوثر
کیا خوف ہو محشر کی مجہے تشنہ لبی کا

یان بہی مرا حامی ہے وہان بہی مرا حامی
ہے فکر تجہی کو مری عقبیٰ طلبی کا

نازش ہے ظہیر اوسکی غلامی پہ مجھے بھی
ہے جس سے شرف ہاشمی و مطلبی کا

بیان کیا ہو بشر سے آپکے اوصافِ بیحد کا
خدا کے نام سے مشتق ہے نامِ پاک احمد کا

فروغِ روی عالمتاب کن سے کچھ گذر کر ہے
خدا کے نور میں پایا نشان حسنِ محمد کا

گنہگاروں میں چرچا ہی حضور آتی ہیں بخشین
زمین سے آسمان تک غلغلہ ہے آمد آمد کا

گذر گہ ہے تری شاہا ازل کیا ہے ابد کیا ہے
یہ اک ناکا در آمد کا وہ اک ناکا برآمد کا

کرے کارِ خدائی بندگی میں کسکی طاقت ہے
خدا کے سامنے کہدون یہ رتبہ ہے محمد کا

خدا کی شان سے ہے وہ عالمِ علمِ الٰہی ہو
پڑھا جسنے دبستان میں نہیں اک حرف ابجد کا

مدینہ تک پہونچ جاؤن ظہیر اب یہ تمنا ہے
لگاؤن جا کے آنکھون سے غبارِ پاک مرقد کا

## منقبت

مرا سینہ سفینہ ہے ولای شاہِ مردان کا
حریمِ دل تجلی زار ہے انوارِ عرفان کا

مجھے تعلیم ہے اوس سے میں درس وحدت کی
کہ عقلِ اولین ہی طفلِ مکتب جس دبستان کا

مرا مشرب محبت ہی تہو الفت تو کافر ہون
تولا رکنِ اعظم ہے مری ارکانِ ایمان کا

صداقت کی گہی بس ہے یداللہ فوق ایدیھم
قوی تر ہی قوی دستون سی بازو دستِ یزدان کا

یہ جہا میں ترے رتبہ کو بس اتنا سمجھتا ہون
امامِ انس و جان بازوی نبی کا شیرِ یزدان کا

علی کی در پہ جو پہونچا خدا کی پاس جا پہنچا
تقربِ دستِ یزدان کا ہی قربِ خاص یزدان کا

ظہیر ہیچ پر ہون غلامِ خاص مولا ہون
ترنم سنج ہے حسان مرے اشعارِ دیوان کا

دل مرا گلشن ولای مرتضے کا ہو گیا — اس گلستان مین گذر شیر خدا کا ہو گیا
سر پہ سایہ دامن مشکل کشا کا ہو گیا — آسرا بیدست کو دست خدا کا ہو گیا
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار — خوب شہرہ ذوالفقار مرتضے کا ہو گیا
تیغ دشمن پر چلی کاٹے پر روح الامین — رعب حق بازوے خیبر کشا کا ہو گیا
مرگ ہوا ہو ولادت جو ہو اپنے گہر مین ہو — مولد و مشہد تمہارا گہر خدا کا ہو گیا
تو ہی بیشک دست حق اور دست حق مین کائنات — مالک و مختار تو ہر دوسرا کا ہو گیا
یا علی منہہ سے کہا اور مشکلین آسان ہوئین — نام ہی مشکلکشا مشکلکشا کا ہو گیا
واہ وا کیا کوی عرفان کی نکالی راہ راست — اک جہان دنبال وا اوس پیشوا کا ہو گیا
عقد مین دختر نبی نے دی خدا نے تیغ دی — مرتبہ کیا کیا علی مرتضے کا ہو گیا
نے کیسا نور کو پیوند بخشا نور سے — فخر آدم خویش فخر انبیا کا ہو گیا

ای ظہیر اوسکے دو عالم مین رہین کیون کام بند
جو غلام باصفا مشکلکشا کا ہو گیا

اور تعلق خاطر بیداد سامانکا — شہید تیغ احسان ہون نوازشہای نہانیکا
رکھہ لیا پردہ ہماری دین ایمانکا — کہ ہمسے پہر گیا دل اوس بت برگشتہ مژگانکا
ہے جادہ جادہ رشتۂ الفت بیابان کا — سر ہر خار سے اوسجہا ہی اک اک تار دامان کا
کرشمہ ہے اوسی برگشتہ مژگان کا — کہ دل پیر حرم سے پہر گیا گبر و مسلمان کا
ہے وہ رہ کر کہٹکنا دلمین پیکانکا — یہ تیر بازگشتی ہے اوسی برگشتہ مژگان کا
کہی دلکی حقیقت پردہ داری نے — تحیر عکس طلعت ہے شکایتہای نہان کا
تشنین شوخی ہی مزاج لاوبالی کی — مری خاطر مین عالم ہے تری زلف پریشان کا

پڑا ہے دست دعا جتنا یہ کافر دو کہنچتا ہے
فلک بہی کوئی گوشہ ہے تمہارے دامان کا

لب جانبخش پر جہوٹے مسیحائی کے دعوے ہیں
کہ تم پر دم نکلتا ہے مریض درد ہجران کا

مری ماتمکدہ میں نور ظلمت سب برابر ہے
سویدا ہی شب غم ہے سپیدہ صبح ہجران کا

نگاہ لطف کہتی ہے کہ دل ہے غیر کی جانب
کنایہ ہم سمجہتے ہیں اشارتہای پنہان کا

غضب کی تفرقہ ڈالی تمہاری چشم فتان نے
مسلمان دشمن کافر ہوا اور کافر مسلمان کا

نہ اوٹہو وصل دشمن میں نقاب روے روشن کو
کہ پردہ ہے یہ عاشق کی شب تاریک ہجران کا

ہمارے ساتھ کیا وحشت بہی ناصح قید ہوتی ہے
رکا ہے بند زندان سے کہیں سودا بیابان کا

اسیری حضرت یوسف کو خوشتر تہی عزیزی سے
نگہبان دیدۂ یعقوب تہا اطراف زندان کا

رہے ہے پیش نظر یوسف حجاب چاہ زندان میں
جہاں چشم زلیخا ہے وہیں روزن ہے زندان کا

سلیقہ شرط ہے ہر کام کو بیداد آسان ہے
کبہی آنسو بہی پونچہا ہے کسی کی چشم گریان کا

تمہاری سادہ لوحی کا کوئی کافر ہی منکر ہو
اگر چل جائے دشمن پر کرشمہ چشم فتان کا

مہی دست گریبان کو ٹہکانے سے لگانا تہا
وہ کچہہ کچہہ شرمگین ہو کر چہڑانا مجہسے دامان کا

اگر منظور ہے ناصح جنون کی چارہ فرمائی
ہمارے پیرہن میں ٹانک دو دامن بیابان کا

اگر ہے پاس نخوت کچہہ بہلا دو یاد دشمن بہی
تغافل رسم دل ہے کتاب [illegible]

اونہیں اغیار کو اپنی وفاداری جتانی تہی
وگرنہ پوچہتا کیا تہا مریض درد ہجران کا

قدم رکہتے کہیں ہو اور کہیں پڑتی ہیں مستی میں
تمہارا سا ہی کچہہ کچہہ حال ہے بیمار ہجران کا

قلم اوٹہتا نہیں دل کی حقیقت کیا لکہون قاصد
مرے خط کے عوض لیجا کوئی پرزہ گریبان کا

ظہیر خستہ و آفت رسیدہ بس غنیمت ہے
چراغ صبحگاہی ہے کسی بزم سخندان کا

غضب ہے حسرت سے دل توڑا ہے واعظ سنگسارونکا
ستمگر صبر تیری جان پر امیدوارون کا

علاج درد بھی ہے دردِ سر آفت کے مارون کا
ذرا سا منہ نکل آیا مرے تیمارداروں کا

گذر جنت مین ہے واعظ اگر پرہیزگارون کا
بھلا دوزخ مین تو ہوگا ٹھکانا تیرہ کارونکا

کیا ہے محتسب نے راز افشا پردہ دارونکا
خدا رکھتا ہے پردہ کیسے کیسے تیرہ کارونکا

نہ دنیا مین سمائی ہے نہ عقبیٰ تک سمائی ہے
تری در پر ٹھکانا ہے تری آفت کے مارون کا

زبانِ مدعی تیر نگہ کے کام کرتی ہے
کلیجہ چیر کر دیکھو تم اپنے دلفگارون کا

مرے ہمراز منہ دیکھے کی کہتی ہین وہ جا جا کے
گلہ کرنا پڑا دشمن سے مجھکو دوستدارون کا

گرا دینا اٹھا لینا بنا دینا مٹا دینا
فلک پیرو ہے ان کافر نگاہونکی اشارونکا

ملایا خاک مین جنکو تو پھر انسے کدورت کیا
مٹا دو دل سے نقشہ خاکسار انکی مزارون کا

گریگا خود فلک جانِ عدو پر برق بن بنکر
پڑیگا صبر آخر تو کہین ہم بیقرارون کا

ابھی تک وہ لیے جاتی ہین مجھسے کچھ ادائی سی
اشارہ ہے سیہ دن پر بھی نگاہونکے اشارونکا

ملی ہین خاک مین کیا کیا مری دلکی تمنائین
زمینِ شعر دیتی ہے نشان کچھ کچھ مزارون کا

بھری ہے گردشِ افلاک اوسکی چشمِ فتان مین
پلٹ جانا نگاہون کا ہے پھر جانا ستارونکا

ذرا سے لب ہلانے مین تمہارا کیا بگڑتا ہے
کہ اک امید پر ہوتا ہے جینا بے سہارون کا

نجومِ طالعِ دشمن فلک پر جگمگاتے ہین
شبِ تاریکِ ہجران مین کہان جلوہ ستارون کا

قیامت ہے بھلا وعدی پہ کیسکو صبر آتا ہے
بندھا ہی آس ہے دل توڑنا امیدوارون کا

ذرا سی چین ابرو مین ہزارون ٹکڑے اڑتی ہین
حباب آسا ہے نازک شیشہ دل بے سہارون کا

ستم دیکھو کہ دل لیکر مکرنا اور یہ کہنا
تمہین کیون اعتبار آنے لگا بے اعتبارون کا

تکلف برطرف اے میکشانِ محفلِ رنگین
ظہیر مردہ دل بھی تھا کبھی تو یار یارون کا

مہربان مجھ پہ کسی دن مرا قاتل نہوا
تیغ کا ہاتھ بہی گردن مین حمائل نہوا

ناوک انداز کد ہر غمزۂ قاتل نہوا
مین اسی شک سے بسمل ہون کہ بسمل نہوا

چرخ کا ایک ستم داد کے قابل نہوا
کوئی چلتا ہوا فتنہ کبہی شامل نہوا

کچھ مری قید سے ناصح تجھے حاصل نہوا
نالہ زندان مین بہی پابند سلاسل نہوا

دشت گردی کا مزہ قیس کو حاصل نہوا
خاک ہوکر بہی غبار پس محمل نہوا

کچھ محبت مین تمہاری مجھے حاصل نہوا
تمسے مین شاد کبہی مجھسے مرا دل نہوا

دیکھتے آپ بہی کس کس کو کہ بسمل نہوا
ہای جب ہاتھ مین خنجر ہے مرا دل نہوا

لٹ رہی ہے کہین بے صرفہ تجلائی جمال
یہ تو کچھ کہیل ہوا پردۂ محمل نہوا

عمر بہر بسمل شمشیر تغافل ہی رہا
مین کبہی زینت فتراک کے قابل نہوا

دربدر بن کے رہا دل مین خیال مژگان
اپنے پہلو سے جدا خنجر قاتل نہوا

تہی مگر لطف سے خالی نہ ادائی تمکین
وہ تغافل مین مری حال سے غافل نہوا

تہین ہوتا ہے پس مرگ کسی کا کوئی
درد تک بہی تو برے حالمین شامل نہوا

وہ اوٹہا شور جرس وہ ہوئی آواز رحیل
قافلہ ایک دم آسودۂ منزل نہوا

ڈوبنے کا تو بہلا بحر مین کیا ہو برپا نو
پنجۂ موج بہی دامن کش ساحل نہوا

خاک اوس ہاتھ سے ہو عقدہ کشائی اپنی
جو تصور سے بہی گردن مین حمائل نہوا

وای قسمت کہ مرا عقدۂ تقدیر بنے
وہ کرشمہ کہ ستم مین ترے شامل نہوا

ہاتھ ہنگام ستم وہ مرے سر پر کبہو
جو کبہی غیر کی گردن مین حمائل نہوا

شوق دیدار طلب چشم نظر باز کہان
جلوہ کب رخنہ گر پردۂ محمل نہوا

حیف آتا ہے مجھے چاک جگر پر اپنے
کہ یہ کمبخت ترا پردۂ محمل نہوا

شکر صد شکر کہ دریاے ہلاکت مین ظہیر
ڈوبتے وقت بھی منت کش ساحل نہوا

ہے گرمی ہنگامہ تڑپنا مرے دلکا
اک اک کو دکھاتے ہین تماشا مرے دلکا

رہتا تو ہے اوس بزم مین چرچا مرے دلکا
اچھا ہے کہ اچھا ہو نہ سودا مرے دلکا

ہے جوش قلق معرکہ آرا مرے دلکا
ہنگامہ ہے دلبر سے برپا مرے دل کا

کیون دیکھتے ہو تمکو تو ضد ہے مرے دلسے
آئینہ ہے تصویر سراپا مرے دل کا

بیتابی و آزردگی و رنجش بیجا
انداز ہے سب تمنے اوڑایا مرے دلکا

ہے سیر لگا ہون مین شبستان عدو کی
کیا مجھسے چھپاتے ہو تماشا مرے دلکا

اک شغل ٹھہری ہے تمہین رنجش بیجا
اک کھیل ہوا تمکو ستانا مرے دل کا

جلتا ہون تو شمع سے سلگتا ہون تمہارے
سیکھو مرے دل ہی سے جلانا مرے دلکا

قربان ہون اے عشق تری جامہ دری کے
ہمرنگ گریبان کو بنایا مرے دلکا

کیا کیا مری وحشت نے جھنکائی نہ بیابان
نقشہ مری آنکھون سے دکھایا مرے دلکا

دشمن کی شب وصل مین کیا خاک سحر ہو
پیشام بد انجام ہے سودا مرے دلکا

بیخود ہون تصور مین کسی برق ادا کے
سرمایۂ تسکین ہے تڑپنا مرے دل کا

برباد نہ جائیگی ظہیر اپنی مصیبت
آخر تو کہین صبر پڑیگا مرے دل کا

جبین اور شوق اونکی آستان کا
ارادہ اور ارادہ بھی کہان کا

ہمارے ساتھہ پھرنا آسمان کا
کرشمہ ہے نگاہ دلستان کا

دھری ہے کیا ابھی صبح شب ہجر
ہنسی ہے کاٹنا کوہ گران کا

شبِ غم اور ستمہای شبِ غم
فقط گرنا ہے باقی آسمان کا

یہان یہ دل مین ذوقِ سجدہ ریزی
وہان وہ صرفہ سنگِ آستان کا

فنا ہے سب بہار باغِ ہستی
نسیمِ صبح جھوکا ہے خزان کا

ترے پہلو سے دشمن کو اوٹھانا
گرانا ہے زمین پہ آسمان کا

ہمارا گھر دلِ صیاد مین ہے
چمن مین باندھنا کیا آشیان کا

انھین پھرتے نہین کچھ دیر لگتی
نگاہین کام کرتی ہین زبان کا

مری واماندگی منزل رسان ہے
سراغِ نقشِ پا ہون کاروان کا

مزہ بیداد کا ہی تمنے کھویا
ابھی سے ذکر کیا تھا امتحان کا

رہے پیغامِ دشمن بدگمانی
عدو ہون آپ اپنے رازدان کا

رہے پابندِ دل کے دل مین ارمان
قدم منزل سے بگڑا کاروان کا

سنے نے ای کاش خوابِ بختِ دشمن
بکھرنا گیسوِ عنبر فشان کا

یہ لاغر ہون کہ ہون بھی اور نہین ہون
مرا ہی خال ہے دردِ نہان کا

نظر مین نیند بنکر پھر رہا ہون
نگہبان ہین ہون خوابِ پاسبان کا

نہوگی غیر کی اُلفت نہ ہوگی
بھروسا ہے دلِ نامہربان کا

اوٹھے دنیا سے ہم ہوکر گرانبار
جہان سے لیجیے سامان جہان کا

بس اب بے طاقتی پر زندگی ہے
گران ہے توڑنا جانِ گران کا

دھرا ہے اوسنے دلِ پر دستِ دشمن
اثر اولٹا ہے کچھ اپنے فغان کا

اوٹھا سکتے نہین سر آستان سے
غضب ہے بارِ منت پاسبان کا

مری تقدیر کی نیرنگیان ہین
بدل جانا نگاہِ دلستان کا

عنایت کی تمنا کیا تمنا
گلہ کیا خاطرِ نامہربان کا

ظہیر آؤ چلو اب میکدے کو
نکالا زہد و تقوے سے ہے کہان کا

خوشی گل کی نہ دھڑکا ہے خزان کا
تماشائی ہون نیرنگِ جہان کا

لٹا ہے قافلہ تاب و توان کا
خدا حافظ ہے دل کے کاروان کا

ہمیشہ موردِ برق و بلا ہون
مٹے جب گر الٰہی آشیان کا

اگر پھرتی نگاہِ یار پھرتی
کیا کیا جرم ہے ہمنے آسمان کا

دلِ بیتاب نے وہ بھی مٹایا
کسی کو کچھ جو دھوکا تھا فغان کا

پھرین گر عہدِ دشمن سے تو جانون
نہین ہے اعتبار اونکی زبان کا

ہمارا سوزِ پنہان سُنتے سُنتے
کلیجہ پک گیا ہے رازدان کا

نگاہون سے تمہاری گر کے اوٹھنا
بہت مشکل ہے مجھسے ناتوان کا

پھرے دیر و حرم سے ہوکے مایوس
ارادہ ہے ظہیر اب کے کہان کا

شورش افزا ہے ولولہ دل کا
خود حدی خوان ہے قیس محمل کا

رنگ فق ہو گیا ہے قاتل کا
آپ بسمل ہوا ہے بسمل کا

شوق رہبر ہے وادیِ دل کا
بے نشانی نشان ہے منزل کا

اوٹھ چکے ہین حجاب حائل سب
چشمِ مجنون ہے پردہ محمل کا

تیر وان ہو چکے ہین ترکش مین
اب سنبھلنا محال ہے دل کا

موج کی جا محیطِ ہستی مین
اوڑ رہا ہے غبار ساحل کا

ہاے دشمن کی بزم آرائی ۔ دل مرا ہے چراغ محفل کا
نالہ کیون تا بلب نہین آتا ۔ شور ہے کیا مری سلاسل کا
بزم دشمن نظر مین پھرتی ہے ۔ صاف کتنا ہے آئینہ دل کا
ہے جو کچھ کچھ حیا نگاہون مین ۔ رنگ ہے کسکی طبع مائل کا
رہبری کی شکستہ پائی نے ۔ بیٹھ جانا نشان ہے منزل کا
چشم لیلی نگر کہان سے آئی ۔ ٹکڑے ٹکڑے ہے پردہ محمل کا
نعش اوٹھتی ہے کوی قاتل سے ۔ اب تماشا ہے رقص بسمل کا
کشتۂ ناز اک زمانہ ہے ۔ تیغ مونہہ دیکھتی ہے قاتل کا
کچھ تو ہے لطف سے نہین خالی ۔ چھیڑنا شکوہای باطل کا
جس مین اپنے سوا نہ دیکھوگے ۔ وہ ہمارا ہے آئینہ دل کا
تم سے بزم رقیب روشن ہے ۔ کام کیا ہے چراغ محفل کا

مر گیا کیا ظہیر زندان مین
غل نہین نالہ سلاسل کا

۴

ہوا جو مین ننگ کفر و دین کا ہوا نہ پیوند کیون زمین کا ۔ برا ہو یارب دل حزین کا کہ اسنے رکھا نہین کہین کا
نہ فکر کچھ چاک آستین کا نہ وہم کچھ زلف عنبرین کا ۔ حجاب اک چشم شرمگین کا جواب ہے سب نہین نہین کا
اگرچہ ہے راستی کی صورت کجی کی جانب ہے پر طبیعت ۔ حیا سے آتی ہے بو بھی الفت نگہ پہ شک ہے عتاب و کین کا
وصال دشمن مین عذر کیا ہے کہ رنگ تیرا ہی سے اڑ گیا ہے ۔ نگہ نگہ سے ٹپک رہا ہے عرق خجالت بھری جبین کا
کہان ہین آنکھون مین اشک خونین تمام دامن ہے جوئے رنگین ۔ دھری ہین اوسنے کف نگارین پہ تنگ ہے دست نازنین کا
ادھر وہ مہر تو لاؤ آنکھین ادھر وہ سینہ کو دکھاؤ آنکھین ۔ بدن کی صورت چراؤ آنکھین فسانہ چھیڑین اگر کہین کا

جو تم مٹاتی نہ آستان سے تو کوئی کہتا نہ کچھ زبان سے
کہ نقش پا ہی عدو نہیں تھا نشان سجدہ مری جبین کا

ادا ادا میں جو کرشمیاں ہیں حسین دلکش کی خوبیاں ہیں
جو طبع نازک میں شوخیاں ہیں اثر ہیں یہ سحر آفرین کا

ابھی تو خاموش ہم ہیں بیٹھے رقیب لین تو گل کھلینگے
بہت گریبان کی لکڑی ٹکڑی کریگا یہ چاک آستین کا

ظہیر تمکو ہوا ہے سودا نہیں ہے کچھ ہوش تن بدن کا
نہ جیب و دامان ہے گریبان نہ تار باقی ہے آستین کا

بنایا کعبہ صنمکدہ کو کیا نہ ہی خیال دین کا
اگرچہ کوچے میں نقش سجدہ قدم قدم ہے مری جبین کا

کیا جو رستہ نفاق و کین کا تو پہیر کہا یا کہین کا
ملا نشان منزل یقین کا تو ایک تہا جادہ کفر و دین کا

زبس کہ دلکو ہوا ہے سودا جہان ہے آنکہوں میں تیرہ و تار
نظر میں پہرتا ہے حلقہ حلقہ تمہاری گیسوی عنبرین کا

خدنگ دلدوز کس نظر کا جگر سے یکبار پار گذرا
لب جراحت سے شور پیدا ہوا ہے تحسین و آفرین کا

غرض نہ کعبہ نہ بتکدہ سے جہان میں پہرتے ہیں ہو کے بیسر
بہٹک بہٹک کر پہونچ رہینگے سراغ پایا اگر کہین کا

جگر میں شعلہ بہڑک رہا ہے تمام سینہ دہک رہا ہے
کہ دلمیں پہوڑا سا پک رہا ہے تصور اس آتشین کا

خیال لب ہائے شکرین سے ہوئے ہیں جیسے جگر کے ٹکڑے
پیے ہیں جب گہونٹ خون دل کے مزہ وہ پایا ہے انگبین کا

دم سوال وصال ہے جو دل حزین سے تو کوئی پوچہے
نگاہیں نیچی جہکا جہکا کے تیرا وہ کہنا نہیں نہیں کا

بلا ہے کمبخت سخت جانی ہوئی ہے جنجال زندگانی
گیا وہ پہلو سے یار جانی ہوا نہ پیوند میں زمین کا

نہ چہیڑ اے دست شانہ ہر دم الجہہ الجہہ کے ہو وہ برہم
کہیں وہ افعی زلف پر خم نہ سانپ بنجائے آستین کا

ظہیر بدکیش و رند مشرب بنا ہے عشق بتان میں ایسا
نہ فکر ملت نہ پاس مذہب ہے نہ دنیا کا اور نہ دین کا

ور دل دوست میں اپنا نظارہ کیا کرتا
کنار بحر سے قطرہ کنارہ کیا کرتا

ادا ادا سے تری استعارہ کیا کرتا
تپش کو سبق کی ہیں پارہ پارہ کیا کرتا

سمجھے اشارۂ ساقی سے می پی ہی تھی
سوالِ حرمتِ صہبا دوبارہ کیا کرتا

کرشمہ ریزی پیہم سے دل سنبھل نہ سکا
ہجومِ برقِ تپان مین شرارہ کیا کرتا

ہم ایسے بحر مین ڈوبے جہان پتہ نہ لگا
حبابِ موجۂ پیہم سے کنارہ کیا کرتا

تمام میکدے مین مین نے بے وضو پی تھی
شرابِ ناب سے واعظ غرارہ کیا کرتا

ازل سے مین دلِ صد چاک لیکے آیا ہون
ہوای گل مین گریبان کو پارہ کیا کرتا

سمجھ کے گفتۂ واعظ یہ مین نے توبہ کی
کہ ارتکابِ گنہ کا اجارہ کیا کرتا

جنون مین کسوتِ عریان تنی بہانہ ہوئی
وگرنہ دلقِ گدائی کو پارہ کیا کرتا

بغل مین غنچے کے ہے کائناتِ دلتنگی
سوای جیب و گریبان کو پارہ کیا کرتا

وہ آبھی جاتے اگر یان تو ہم دکھا دیتے
کہ اپنے بختِ نگون کا ستارہ کیا کرتا

ہوس یہی اہلِ دول کیلیے ہے ورنہ فقیر
ہوای تاج و سر گوشوارہ کیا کرتا

اداے عشوۂ پنہان کو کوئی کیا سمجھے
نگاہ کہتی ہے کیا اور اشارہ کیا کرتا

ہنسو نہ ہمیں گر آئینہ ہم دکھا دیتے
تمہارے ساتھ تمہارا نظارہ کیا کرتا

کہین یہ پستیِ طالع ابھرنے دیتی ہے
عروجِ کوکبِ مسعود چارہ کیا کرتا

خدا نے خلعتِ فخری دیا ہے مجھکو ظہیر
لباسِ فقر کو مین پارہ پارہ کیا کرتا

تم تھے جہان وہین دل بھی ضرور تھا
مین بدگمانیون سے بہت دور دور تھا

رندانِ بادہ کش کو بلانا ضرور تھا
واعظ اگر بیانِ شرابِ طہور تھا

کچھ ہو شبِ فراق مین جینا ضرور تھا
وہ تو یہی کہین گے کہ طلبگارِ حور تھا

الله رے شوخیان کسی پہلو دیا نہ چین
وہ شوخ برق وش بھی دلِ ناصبور تھا

کیا کہکے اب کسی کی امیدین بندھاوگی
تمکو ہماری نعش پہ آنا ضرور تھا

بس اک نگاہ غیر نے مجہہ سا بنا دیا
اللہ تمکو حسن پہ کتنا غرور تھا

آئینہ دیکھتے ہی تحیر مین آگیے
اتنی سی کائنات پہ اتنا غرور تھا

تم اور یون اوٹھا دو سر بزم ناز غیر
اوتنا ہی جھک گیے تمہین جتنا غرور تھا

کیا ناگوار طبع ہوا ایسے کی گفتگو
واعظ بھی مست ذوق شراب طہور تھا

پیتے تھے گھونٹ زہر کے ہم بزم وعظ مین
کیا تلخ تر بیان شراب طہور تھا

محفل فروز یان تھین غضب تم غیر مین
کوئی تو دل کی آگ مین جلنا ضرور تھا

پہلے ہی کچہہ نگہہ سے طبیعت بدل گئی
ہمکو مزاج یار پہ کتنا عبور تھا

خط لیکے اوسنے قطع کیے دست نامہ بر
ہای سزا کسی نے کسی کا قصور تھا

کچہہ اور تو خبر نہین مرگ ظہیر کی
اتنا تو جانتے ہین کہ مرد غیور تھا

غوغای پند گو نہ رہا نوحہ گر رہا
ہنگامہ اک نیا کہ مرے بالین پر رہا

ناکامیون سے کام مجھے عمر بھر رہا
شکر ستم زبان پہ شکایت اثر رہا

سر پھوڑنا بھی اگر آٹھون پہر رہا
جس گھر مین ہم رہینگے وہ کاہیکو گھر رہا

اعجاز دلبری بی انداز دیکھنا
ہر ہر ادا پہ مجہہ کو گمان نظر رہا

صدقے ہون جوش طیش کی اس کینہ کی شان
میرا ہی ذکر بزم مین کچہہ بیشتر رہا

قاصد بھی کوئی صبر دل ناشکیب تھا
آتے ہی آتے راہ مین کمبخت مر رہا

اونکی نگہ نے کام کیے میری آہ نے
دل چاک چاک پردۂ بیرون در رہا

پرہیز عشق سے مجھے وحشت فزون ہوئی
مین کچہہ دوا سے اور بھی رنجور تر رہا

ہے پای ہرزہ تازمین کیا گردشِ نصیب
دو دن نہ چین سے سرِ شوریدہ سر رہا

اوٹھہ اوٹھہ کی ساتھہ ساتھہ مری تہک گئی نگہ
مین کچھہ تپش مین درد سی بیتاب تر رہا

زخمونکی مونہہ بہری ترے پیکانِ تیر نے
ہر زخم تازہ مرہمِ زخمِ جگر رہا

کیا خاک دلنشین ہو مرا حرفِ مدعا
اک عمر مدعی کا ترے دل مین گھر رہا

کیا کیا نہ زخمِ دل پہ چہڑکتا رہا نمک
غافل مرے علاج سی کب چارہ گر رہا

ناکامیِ نصیب سے گو دور ہے ظہیر
دل سے فدای روضۂ خیر البشر رہا

دور کیا کیا نگہِ جلوہ نما کو دیکھا
اس سے دیکھا ہی تمہین اس سی خدا کو دیکھا

شعلہ انگیز نشانِ کفِ پا کو دیکھا
شوخ کیا کیا نہ ترے رنگِ حنا کو دیکھا

وحشت انگیز تری زلفِ دوتا کو دیکھا
تنکے چنتے ترے کوچے مین صبا کو دیکھا

چشمِ بدمست مین اندازِ حیا کو دیکھا
مست و ہشیار اسی ہوش ربا کو دیکھا

اونکے آنے کی خوشی تہی مری مرنیکی نوید
شاد کیا کیا نہ دلِ اہلِ عزا کو دیکھا

خود بخود دل مری سینے سی کہچا جاتا ہے
دلربا آپ کی ایک ایک ادا کو دیکھا

پڑ گئی کیا دلِ پُرکین کی گرہ بہی ایسی
کبہی کہلتے نہ تری بندِ قبا کو دیکھا

فیصلہ پاک کیا تیغِ نگہ سے تمنے
بیوفا کو نہ کسی اہلِ وفا کو دیکھا

ہمت حوصلہ فرسا نے اوبہرنے نہ دیا
نہ گریبان سے جدا دستِ دعا کو دیکھا

کچھہ نہ کی اوس بتِ سفاک کی دلمین تاثیر
آہ کو شوق کو نالہ کو دعا کو دیکھا

اور بہجائینگی دشوار کہان کی فریاد
اہلِ محشر نے گر اوس ہوش ربا کو دیکھا

ہای کافر نے اوڑائی ہین تمہاری چالین
ناز کرتے ہوئے کیا کیا نہ قضا کو دیکھا

کیا ملا عشق مجازی مین ظہیر ناکام
مدعی تو نے بشر کو نہ خدا کو دیکھا

زنگ الفت نہ حجاب رخ جانان نکلا
شعلۂ شمع پس پردہ بھی عریان نکلا

بزم دشمن سے نہ وہ شمع شبستان نکلا
تجھ سے کچھ کام نہ اے گردش دوران نکلا

وحشتون سے مری کیا تنگ بیابان نکلا
کہ مرا سایہ بھی کچھ مجھ سے گریزان نکلا

آئینہ تھا جو ترا خلوتی محفل خاص
وہ بھی مجھ سا ہی سراسیمہ و حیران نکلا

جس توقع پہ کیے نامۂ اعمال سیاہ
وا ہی قسمت کہ وہ کافر بھی مسلمان نکلا

چارہ گر ہم نے اسی جان کچھ کہا ہے
دم نکل جائیگا سینہ سے جو پیکان نکلا

زندگی ہین ترے ملنے کی امیدین کافر
جان جائیگی جو دل سے مرے ارمان نکلا

ق اور وان پر بھی دل نے بڑا ہی اوچھا
جو سخن مونہہ سے نکلا وہ پریشان نکلا

یان توقع نہ بندھی تھی کہ ابھی ٹوٹ گیا
کچھ ترے خو سے بھی نازک ترا پیمان نکلا

دھجیان اس صحرا کی اڑینگی اے خضر
پانو اپنا جو کبھی سوے بیابان نکلا

دیکھنا وسعت رحمت کہ پس حشر ظہیر
دل سے ناکردہ گناہون کا نہ ارمان نکلا

۲

دست نازک مین اگر خنجر بران ہوگا
کون ہوگا جسے مرنے کا نہ ارمان ہوگا

ہجر ہے ہجر تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا
دم نہ ہوگا مرے سینہ مین تو ارمان ہوگا

خانۂ دل تو ہوا اور نہ ویران ہوگا
تم نہ ہوگے تو غم ہجر ہی مہمان ہوگا

درد آخر کو دوا ہی تب ہجران ہوگا
سر نہ ہوگا تو نہ فکر سر و سامان ہوگا

داغ دینے سے تو خود ہی مرے دل مین آجاؤ
تمسے بہتر نہ تمہارا غم ہجران ہوگا

نہ رہونگا نہ رہونگا شب غم مین تنہا
تم نہ ہوگے مرے پہلو مین تو پیکان ہوگا

تیغ کیا ہاتھہ مین لیتے ہو مرا دل ہی نلو
کہ تمہارا تو کرم ہی ستم جان ہوگا

شکر کیسا کہ شکایت ہے اجل سے مجھکو
اوس ستمگر کو ابھی جور کا ارمان ہوگا

آج ملنا ہے تو دل کھولکے مل لیجیے
پھر کہین حشر کو ملنا شب ہجران ہوگا

کچھہ طبیعت بھی نگہہ ہی کہ بدل جائیگی
ناصحو دل بھی عدو ہے کہ پشیمان ہوگا

کیا کرون شکوہ بیداد و تغافل اوس سے
اور وعدی سے وہ بدعہد پشیمان ہوگا

غیر کے سر کی قسم آپ کو کہانی ہوگی
پھر نئے سر سے اگر وصل کا پیمان ہوگا

خوگر لذت آزار ہون راحت کیسی
مجھپہ بیداد بھی کیجے گا تو احسان ہوگا

مجھکو دیتے ہو عبث خلد کی ترغیب ظہیر
جانتا ہون کہ وہ کافر نہ مسلمان ہوگا

۴

یہ ننگ الفت اگر نہ ہوتا تو کچھہ خدائی مین کم نہوتا
کسی پہ کوئی نہ جان دیتا کسی پہ جور و ستم نہوتا

عدو جو شایان ظلم ہوتے تو لطف درد و الم نہوتا
مزی محبت کی کون لیتا جو مین قتیل ستم نہوتا

اگر نہ کرتے وہ کج ادائی تو کچھہ عداوت سے کم نہوتا
جو یہ نہوتی تو کیا نہوتا جفا نہوتی ستم نہوتا

غلط ہے شکوہ کہ وہ نہ آئے مجھی تو ہر طرح موت آئی
اگر وہ آتے تو جی نہ جاتا کہ فرط شادی سے دم نہوتا

کسیکے کہنے پہ حصر کیا ہی کہ خود محبت ہی اک بلا ہے
جو طبع نازک مین شک نہوتا تو دلمین انداز رم نہوتا

سپہر کیا تھا کہ تیری در سے وہ اٹھا کے فتنہ جو اٹھاتا
زمین بھی ٹلتی تو مین نہ ٹلتا اگر اسمین ترا قدم نہوتا

یہ کبھی اپنا ہی جی نہ جاتا اگر نہ خوف رقیب کیا تھا
کہ آپ آتے تو اٹھکے آتے زمین پہ نقش قدم نہوتا

جو اونکے عدو کی اصل ہوتی تو تھا امید وصل ہوتی
شب جدائی مین ہم نہ مرتے جو تیغ درد الم نہ ہوتا

غلط ہی سب شورش قیامت ہوئی ہی دوزخ ہی سوز الفت
وگرنہ جان حزین پہ اتنا کبھی عذاب الم نہ ہوتا

بتنگ اتنے ہین زندگی سے کہ مانگتے غیر گر خوشی سے
تو سر کو دینے مین عذر ہمکو تمہاری سر کی قسم نہوتا

نہ وہ زبان ہے نہ وہ عبارت نہ وہ گلے ہین نہ وہ شکایت
جواب خطِ غیر گر نہ لکھتے تو خط مین کیا کچھ رقم نہوتا

اگر عدو پر عتاب ہوتا نہ دل مین یون پیچ و تاب ہوتا
جبین پہ ہر دم شکن نہ پڑتی شکن سے ابرو مین خم نہوتا

یہ سخت جانی بڑہا رہی ہے وگرنہ خنجر مین دم کہان تہا
روان نہوتا گلو پہ ہرگز جو اپنے سینہ مین دم نہوتا

سمجا ہے انکارِ وصل دشمن گواہ صادق ہے شرمساری
اگر نہوتی خجالت اتنی حیا سے گردن مین خم نہوتا

ظہیر ملتی نہ راہِ ایمان جو کفر کرتا نہ رہنمائی
لبون پہ یادِ خدا نہ ہوتی جو دردِ ہجرِ صنم نہوتا

دل مرا یارب ہدف ہو ناوکِ دلدار کا
چومون ہر زخم کے مونہہ سے مین سوفار کا

روز و شب ہین گردشین سی گردشین میرے لئے
آسمان کی دور مین نقطہ ہون مین پرکار کا

ایک دل پہلو مین اپنے اور تقاضا چار کا
ناز کا انداز کا رفتار کا گفتار کا

شرحِ سوزِ غم اگر نامہ مین لکھکر باندہ دون
جلکے خاکستر ہو بازو مرغِ آتشخوار کا

کہہ دیا دو تو جہان سے اضطراب کر گئی
خون ہے گردن پہ اپنی حسرتِ دیدار کا

لن ترانی مانعِ نظارۂ جانان نہین
امتحانِ حوصلہ ہے طالبِ دیدار کا

تابِ نظارہ کسی حسن تجلی ریز کی
صاعقہ پردہ ہے تیرے شعلۂ رخسار کا

ہان جگا دو ٹہوکرون سے خفتگانِ مرگ کو
ہان دکہا دو ڈہنگ کچہہ رفتار مین گفتار کا

ضعف سے گر گر پڑا تیرا مریضِ ناتوان
پڑ گیا گر دور سے سایہ کسی دیوار کا

وہ لگاوٹ شرمگین کچہہ اس ادا سے پہر گئی
آگیا انکار مین ہمکو مزہ اقرار کا

دیکہہ لی تاثیر سوزِ نالہ ہای گرم کی
پک گیا ہے سنتے سنتے دل مرے غمخوار کا

ہے شکستِ شیشہ ہی مین صدای [illegible]
محتسب دہوکے مین توڑا دل کسی میخوار کا

پاسبانِ کوی جانان بخت دشمن کچھہ نہ تھا
اوڑ گیا کیون خواب میرے دیدۂ بیدار کا

وہ ظہیر پارسا شہرہ ہے جسکے زہد کا
آج رستہ پوچھتا تھا خانۂ خمار کا

عہدِ نخست ہمسے بھلایا نہ جائیگا
ہر جا سرِ نیاز جھکایا نہ جائیگا

چھپنے سے رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا
یہ پردہ وہ نہین کہ اوٹھایا نہ جائیگا

دل سے نہ جا کہین کہ پھر آیا نہ جائیگا
نکلی شمیمِ گل تو سمایا نہ جائیگا

کس کس کے در پہ سر کا جھکایا نہ جائیگا
یہ بار وہ نہین کہ اوٹھایا نہ جائیگا

دیکھو برا ہے شوقِ ستم کا مآلِ کار
ہمسے کبھی عدو کو ستایا نہ جائیگا

اتنا نہ مونہہ لگا کے بدآموز کیجیے
ہمسے بڑہا کے ربط گھٹایا نہ جائیگا

مانا کہ ہمسے دل نہین ملتا نہین ملے
کیا تجھہ سے خاک مین بھی ملایا نہ جائیگا

ظالم شبِ وصال ہے مجھسے نہ مونہہ چھپا
آخر تو کل عدو کو دکھایا نہ جائیگا

ہے اپنی سرنوشت مین مضمونِ خطِ غیر
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جائیگا

لکھہ دون جواب خط بھی تسلی کیواسطے
پیغامبر سے جا کے پھر آیا نہ جائیگا

ہے خستگی مری مری صورت سے آشکار
کچھہ داغِ دل نہین کہ دکھایا نہ جائیگا

آنسو بھی گر بنیگی مری آرزوی شوق
دل سے نکل کے آنکہہ تک آیا نہ جائیگا

جانیکو خیر جایئے اوس بزم مین ظہیر
حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا

۴

مر گئے ہم وہ جو کچھہ چتون بدل کر رہگیا
چل گئی تیغِ ادا کھنچکے خنجر رہ گیا

دستِ نازک مین یہ وا فی سے خنجر رہگیا
نیم کشتۂ شوق کشتن مین تڑپکر رہ گیا

بوالہوس نے اوسپہ ایسی قاتل جان دی — باوفا سے بیوفا آخر برابر رہ گیا
ملتی جلتی ہین بتون سے آسمانکی شوخیان — غیر کی جانب سے کیا کروٹ بدلکر رہ گیا
جہانکنا کیسا کہلی اک اور بہی چشم رقیب — دیکھتا صورت کو اوسکی روزن در رہ گیا
پارسائی کا ہماری آج ہی تہا فیصلہ — لوٹ کر توبہ سے پہلے دور ساغر رہ گیا
مین اودہر تڑپا کیا حسرت سے اور دشمن اودہر — ہاتھہ میرے قتل پر جب وہ اوٹھا کر رہ گیا
وصل کی شب یاد آیا وعدہ دشمن سے اوسے — عطر ملنے کے بہانے ہاتھہ ملکر رہ گیا

کچھہ بہی رونا رہا یان زندگی بہر اے ظہیر
اک بلا شب بہر رہی اک حشر دن بہر رہ گیا

خونبہا سے عاشق ناشاد کیا — دلبرون کی داد کیا فریاد کیا
دل کو چاہا جس طرح سمجہا لیا — غمزدون کا شاد کیا ناشاد کیا
کہتے کہتے حال دشمن رک گیا — دل مین سمجہا وہ ستم ایجاد کیا
نامرادی جسکی ٹھہری ہو مراد — وہ دل ناشاد ہو پہر شاد کیا
ہو مقابل کیا نگاہ ناز سے — برق کیا اور برق کی بنیاد کیا
ہم کہان جائین گے چھٹ کر دام سے — چھوڑ کر ہمکو کرے صیاد کیا
گہہ ادا پر مر مٹے گہہ ناز پر — زندگی اپنی ہوئی برباد کیا
ہو رہے ہے جسکے جہان مین ہو رہے — مر مٹے جب شکوہ بیداد کیا
حضرت دل چاہ کر بیٹھے تو ہین — دیکھیے اسکی پڑے افتاد کیا
قید الفت سے رہائی ہے محال — ہم اسیرون کا بہلا آزاد کیا
ہو گیے برباد لاکھون عشق مین — اک ظہیر خانمان برباد کیا

سودای محبت مین جو سر جاے تو اچھا
یہ بوجھ مرے سر سے اوتر جاے تو اچھا

آخر تو ڈبویا ہے مجھے دیدۂ تر نے
پانی یا اگر سر سے گذر جاے تو اچھا

آتا ہے تو آجاے کہین وہ وعدہ فراموش
یا آتے ہی آتے کوئی مرجاے تو اچھا

بدمستی و رندی مین یہان عمر گذاری
باقی جو رہی یوہین گذر جاے تو اچھا

قاصد ترے جاتے ہی وہ آئے ہین آپین
دو چار گھڑی دل جو ٹھہر جاے تو اچھا

سمجھے نہین یاوہ چشم قدح خوار کے مخمور
پیمانہ اگر دل سے اوتر جاے تو اچھا

دشمن کو بھی یارب نہ ہو سودای محبت
اس درد سے پہلی ہی جو سر جاے تو اچھا

رونا ہے تو دل کھول کے رولو نہ ظہیر آج
دامن گہر اشک سے بھر جاے تو اچھا

ہر ایک زخم پہ ہے قصد لوٹ جانیکا
کہ فکر ہے مجھے قاتل کے دل بڑہانیکا

ہزار قصد کیا درد دل سنانے کا
ہوا نہ ضعف سے یارا زبان ہلانیکا

گلا نہین ہے فقط تمسے موںہہ چھپانیکا
ہمین تو ناز اوٹھانا پڑا زمانے کا

برنگ غنچۂ تصویر باغ ہستی مین
ہوا نہ حکم کبھی ہمکو لب ہلانے کا

وہ سب نصیب ازل ہو کہ بجلیان ٹوٹین
جو موںہہ سے نام لیا آشیان بنانیکا

وہ پہلے ہاتہہ مجھی پر لگائین بسم اللہ
جو حوصلہ ہے اونہین تیغ آزمانے کا

کسی کے ناز و نزاکت پہ مرمٹے ہم تو
دل و دماغ کہان اب ستم اوٹھانیکا

قرار وصل پہ ایفای وعدہ تو معلوم
بہانہ اور رہا اونکو موںہہ چھپانے کا

بھلا ظہیر کو کیا بزم وعظ سے نسبت
وہ ایک رند ہے بگڑا ہوا زمانے کا

نہ کھلوا مجھسے زاہد ماجرا نہ پارسائی کا — تماشا بتکدہ مین دیکھتا ہون مین خدائی کا
رہی باہم کشاکش روز ہجر و جان مضطر مین — جہانتک حوصلہ تھا تاب و طاقت آزمائیکا
خدا یادی ہی الفت تو ذ گر شاہد پرستون کی — بتون کو دیدی دل دے آشنا صدقہ خدائیکا
بس اب بستے ہین دو ہی عذر دست جنون کی — وگرنہ ہو چلا ٹکڑے گریبان پارسائی کا
ستمگر اسقدر نازان نہو حسن دو روزہ پر — بہت جلدی نکلجاتا ہی موسم کج ادائیکا
مغان کی پانو پر گرکے کہے ہستے توبہ ٹوٹی ہے — سیا ہے چاک سوسو بار دلق پارسائی کا
ظہیر اس مشغلہ مین روز محشر خوب گذریگا — فسانہ چھیڑ دینگے رنج شبہای جدائی کا

۴

نگہ سے پہلی ہی کردو نہ فیصلہ دل کا — کہ دلکا دل ہی مین ہجائی سب گلہ دلکا
ابھی ہی خوب ہے ہوجائے فیصلہ دلکا — پہلے بڑے سے پڑیگا معاملہ دل کا
الٰہی خیر سے ہوجائے فیصلہ دلکا — کسی سے اب نہ کرینگے معاملہ دل کا
بُری ہی اونسے ہوئی دلگی داتہی ملی — یہ جانتے تو نہ کرتے کبھی گلہ دل کا
وہ بات بات پہ لیتے ہین چٹکیان دلمین — وہ چھیڑ دیتے ہین نشتر سے آبلہ دل کا
بڑی جگہ ہی پھنسا دل اونہی سے کام پڑا — خدا ہی ہو کہ جو اونسے ہو فیصلہ دل کا
بھری ہوئی ہین بہت سی گلونکی دلمین پچار — ٹپک رہا ہے بہت دن سی آبلہ دل کا
یہ ناتوان ہے وہ نازک وہ شوخ یہ بیتاب — نگاہ ناز سے کرلو مقابلہ دل کا
ابھی تو دن ہین تمہارے ستم دکھانیکے — ابھی سے توڑ دیا تمنے سلسلہ دلکا
نگہ نگہ سے پڑا کام جان مضطر کو — ادا ادا سے ہوا ہے مقابلہ دلکا
عجیل مجیل سے کے رہے دلمین حسرت ارمان — ادھر ادھر کے دبالمین ولولہ دلکا

شباب آتے نہ پایا ہی کہ موت آئی
مٹا ہے عین جوانی مین ولولہ دلکا

الٰہی آے اجل گر کسی پہ دل آئے
رہے نہ دل ہی بغل مین نہ حوصلہ دلکا

رہی سہی بھی گلے کر کر بات کہو بیٹھے
الٰہی خاک مین مل جایے ولولہ دلکا

تمہیں تو ہمسے عداوت نبہائی جاتی ہے
نہ توڑنا تھا مری جان سلسلہ دل کا

تڑپ تڑپ کی کٹا دن پھڑک پھڑک کر رات
یہی ہے ابتو شب و روز مشغلہ دل کا

متاع صبر لٹی ہی دھڑی دھڑی کر کے
نگاہ ناز نے لوٹا ہے قافلہ دلکا

ہجوم حسرت و امید لو خدا حافظ
عدم کی راہ کو جاتا ہے قافلہ دلکا

بلائیں وہ مجھے گھر اپنے یا اجل آئیے
بلا سے طی ہو کسی طرح مرحلہ دلکا

تمہیں تو صحبت اغیار سے نہیں فرصت
نکال لینگے کہین ہم بھی مشغلہ دلکا

ظہیر فائدہ کیا ہو کیا جو ہونا تھا
خدا کو مان کہین چھوڑ بھی گلہ دل کا

سخت دشوار ہے پہلو مین بچانا دل کا
کچھہ نگاہون سے برستا ہے چرانا دلکا

ہمسے پوچھے کوئی پوچھے تو حقیقت دلکی
تمنے سیکھے کوئی سیکھے تو ستانا دل کا

حشر آیا غضب آیا کہ طبیعت آئی
زہر ہے قہر ہے آفت ہے لگانا دل کا

ہاے دل اور دل زار کے ہمسے برتاو
اور پھر تمنے دل آزار پہ آنا دل کا

شمع سے زینت محفل ہے نہ پروانے سے
تمکو منظور ہے ہر طرح جلانا دل کا

اصحو زلف کے اوبھاو بڑے ہوتے ہین
کچھہ ہنسی کھیل سمجھتے ہو چرانا دل کا

ابتو یہ دل مین ٹھنی ہے کہ کہے جائین کچھہ کچھہ
وہ سنین یا نہ سنین حال سنانا دل کا

مفت بدنام ہوے رنج اوٹھایا بے سود
تمنے ابتک بھی تو کچھہ حال نہ جانا دل کا

کہتی رہتی تہی سراسیمگی دل کچہہ کچہہ
سوجہتا تہا ہمین پہلی ہی سے جانا دلکا

شمع کی طرح سے جلتے ہین جلانیوالے
سہل ہے کہیل ہے ٹہٹہا ہی جلانا دلکا

تہرڈہالیے ترے اظہار تمنا نے ظہیر
حال کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دلکا

نہین شرمندۂ یکتار ہی دامن اپنا
سر خجالت سے فرو ہے تہ گردن اپنا

رخت تن بہی ہی بری حال مین دشمن اپنا
نہوا تار نفس رشتۂ سوزن اپنا

فتنہ و شر سے پر آوازہ ہی گنبد چرخ
کون سنتا ہے بہلا اس شور مین شیون اپنا

ہم وہ حرمان زدۂ دشت طلب ہین کہ مدام
اپنی شمشیر سے پی کرتے ہین توسن اپنا

یہ چمن وہ ہے کہ جسکو نہین آسیب خزان
خانۂ باغ دل پر داغ ہے گلشن اپنا

بخت ناکام سے پہلے ہی گری برق بلا
لب تک آیا نہ کبہی دانۂ خرمن اپنا

چرخ بیمہر نے ایسا ہمین برباد کیا
کر رہا دوش صبا پر ہی نشیمن اپنا

سر پہ احسان رہا بیسروسامانی کا
خار صحرا سے نہ الجہا کبہی دامن اپنا

عمر بہر مجہہ سے طلبگار خور و پوش رہا
نفس امارہ ہی کمبخت ہے دشمن اپنا

بیوفا ہی ہوئی جاتی ہے تنکے کپڑے
رخت پوشش ہی چہڑانے لگی دامن اپنا

رخت عریانی تن کا ہے بدن پر ملبوس
خرقۂ گرد ہوا ہے یہ ہین تن اپنا

تار باقی نہ رہا جسم پہ اب بہر کفن
اس سے بہتر ہے کہ تن پوش ہو مدفن اپنا

کون ہوتا ہے برے وقت کسیکا دنیا
اب گریبان ہی نہ اپنا ہے نہ دامن اپنا

چاک دوزی سے نہین ایک گہڑی کی فرصت
پارہ دوزون کو کہا چاہیے ہمفن اپنا

کاش ہوجائے وہی پوشش عریانی تن
آب گریہ ہی چڑہا ہے تا سر گردن اپنا

ہین بہد دختہ اسطرح قبا کے ٹکڑے
تن رنجور ہے گویا ہین چلون اپنا

آستین کا ہے بدن پر نہ گریبان کا نام
اب تو خس پوش نفس ہی قفس تن اپنا

آشناؤن نے دیا ہے ہمین جو دنیا مین جواب
دیکھیے حال ہو کیا کیجیے ہین مردن اپنا

دہوبیون کو ہے تو ہی شکوہ نہ ہیرن سے
اس سے بہتر ہے کہ ویرانہ ہو مسکن اپنا

ای ظہیر آؤ چلین سوے درخان حمید
وہی ملجا ہے ہمارا وہی مامن اپنا

نصیحتگر و دل لگایا تو ہوتا
کبھی خنجر عشق کھایا تو ہوتا

رقیبون سے کھنچکر و کہا یا تو ہوتا
ذرا جذب دل آزمایا تو ہوتا

ستمگر یہ وہیا سٹایا تو ہوتا
جنازے پہ کشتے کے آیا تو ہوتا

نہ آتا کہ آتا شکایت تو رہتی
مجھے انجمن مین بلایا تو ہوتا

نہ مانونگا ناصح کہ دل پر ہی قابو
لگا کر کسی سے دکھایا تو ہوتا

یہ مانا عدو پر ہے میلان خاطر
کوئی روز اوسکو ستایا تو ہوتا

مزے تلخکامی کے کیا جانے ناصح
کسی پر کبھی زہر کھایا تو ہوتا

ستمگر نہ کرتے ادای ستم سے
کبھی غیر کو آزمایا تو ہوتا

گلے ہم نہ کرتے تجمل تم نہ ہوتے
عنایت سے کے بوسے ستایا تو ہوتا

نہ آتے تو خنجر ہی وہ بھیج دیتے
کبھی ہمنے گلے سے لگایا تو ہوتا

غم یار تھا زہر قاتل نہین تھا
کبھی مدعی تو نے کھایا تو ہوتا

کمر سے عبث تم لگاتے ہو خنجر
ہمارے گلے سے ملایا تو ہوتا

یہ مانا عنایت کے شایان ہین دشمن
ہمین تو نے ظالم ستایا تو ہوتا

مزے اشکباری کے لیتے تھے پیچھے / جو پہلے تمہنے ہنسایا تو ہوتا
یہ جو گو کہ خط مین شکایت نہ لکھی / کہ دشمن نے اونکو سنایا تو ہوتا
مری سخت جانی کے شکوہ بجا تھے / کبھی دستِ نازک اوٹھایا تو ہوتا
بہت جان دینے کو پھرتے ہین دشمن / ارے بیوفا آزمایا تو ہوتا
دل آزاریون کی تمہین قدر ہوتی / کبھی نازِ دشمن اوٹھایا تو ہوتا

ظہیر آج دعوا ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اون کو سنایا تو ہوتا

ہمکو اونکی نگاہ نے مارا / یا دلِ رو سیاہ نے مارا
کیا وہ فردا ہی حشر ہے فردا / وعدہ صبحگاہ نے مارا
داورِ حشر کی حضوری ہے / ہای شرمِ گناہ نے مارا
اغنیا حرص مین فقیر ہے / خواہش عز و جاہ نے مارا
ہے نگہ بدگمان مہر عتاب / اور اس اشتباہ نے مارا
نہین معلوم جا وہ مقصود / اختلافاتِ راہ نے مارا
جس سے پوچھو جدا بتائیگا / شہرِ جلوہ گاہ نے مارا
کوئی پوچھیگا جب تو کہدینگے / ہمکو اس رشکِ ماہ نے مارا
وہی قاتل وہی ہے پھر فریاد / اس دلِ دادخواہ نے مارا
مر گئے کیون نہ صبحِ وصل عدو / ہائے روزِ سیاہ نے مارا
ہمکو مارا ہے رشکِ دشمن نے / اور اوسی تیری چاہ نے مارا
گرمجوشی ہے وان عدو سے ظہیر / سرد مہری آہ نے مارا

تو دل مین سمجھتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
میرا یہ تقاضا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ شکوہ بھلا کیا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
بیداد یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ کیونکر گوارا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
کچھہ تو سبب ایسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

اسبات پہ بھولا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
بس بس یہی اچھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

رنجش کا مزا جب ہی کہ قائل مجھی کر دو
اور اسکی دوا کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

وعدے کا بھرم سا ہے نکا قری زبان کا
کہہ کہہ کے مکرتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

سو شور سے بڑھکر ہی مری ایک خموشی
لوگون مین یہ چرچا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

ہان دیکھہ تو دشمن مجھے کیا کچھہ نہین کہتے
تو کیا نہین سنتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا کچھہ نہین کہتا ہے وہ بدخو مجھی اور پھر
اک اک کو جتاتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شکوہ ترے طعنون کا نہ غیرونکی زبان کا
رونا مجھے اسکا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سنتا ہون تمہاری ہی رقیبونکی ہی سب کچھہ
کیا جانے مجھی کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سب کچھہ تو کہا چشم غضبناک سے اور پھر
کہنے کو یہ کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

غیرون کا تو کیا مونہہ ہی کہ کچھہ مونہہ سے نکالین
یہ شعبدہ تیرا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا پوچھتا ہے مجھسے مری وجہ خموشی
وہ آنکھہ سے دیکھا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

تمکو تو غرض کیا ہی کہ تم چھیڑکے پوچھو
نقصان یہ میرا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سننا یہی سننا ہے کہ سنتا ہون تمہاری
کہنا یہی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کچھہ بات تو ایسی ہے کہ پردہ ہی وگرنہ
کیا میری تمنا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

مین چپ ہی رہون تو کہتا ہی کہ مطلب کی تو کچھہ
کہتا ہون تو کہتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ شکوہ کرون کیونکہ وہ کافر نہین سنتا
کچھہ حال ہی ایسا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

جو مجھہ کو سناتا ہے بھلا غیر تو سُن لے
یہہ اوسکو بھروسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شہرت ہے زمانہ مین ظہیر اپنے سخن کی
اور مین نے یہ سمجھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

سب بے شاہد وے اعظ ضائع ہو شباب ایسا
درکار نہین مشفق بندون کو ثواب ایسا

سنتے تھے محبت مین ہنتی ہین بڑے جلسے
ہم یہ نسمجھتے تھے ہوتا ہے عذاب ایسا

اظہار تمنا پر آئینہ دکہاتے ہین
ہرگز نہ سنا ہو گا معقول جواب ایسا

ڈھونڈو تو پتا اپنا پاؤ نہ عدم تک بھی
دشمن بھی نہو یارب برباد و خراب ایسا

ہان تو بھی بتا زاہد موہوم امیدون تک
کہو تا ہے کوئی انسان بے لطف شباب ایسا

تو وہ بھی یہ کہتے ہین کچھہ تجھکو نہین غیرت
کرتے ہین محبت مین ہین خانہ خراب ایسا

تہا چین نہ پی دیکھے اب شکل سے نفرت ہے
یا لطف و کرم اتنا یا قہر و عتاب ایسا

ہر گام پہ لغزش ہے ہر بات مین رنجش ہے
آتا ہے کہین سے وہ بدمست شراب ایسا

رفتار سے حشر اوٹھا دیکھا نہ نظر بھر کے
انداز مین یہ شوخی آنکھون مین حجاب ایسا

وہ عرض مطالب پہ کہتے ہین پیامی سے
کیا دیکھہ کے اوٹھے ہین وہ رات کو خواب ایسا

ظاہر ہے نگاہون سے وہ وا دشبینہ سب
آنکھون مین سمایا ہے بیدید کی خواب ایسا

اے میر ظہیر اب کچھہ حضرت کی کہلے ہین گل
واللہ نہ سمجھے تھے ہم تمکو جناب ایسا

کچھہ وان کا یہان رنگ جمایا نہین جاتا
صد حیف کہ دل یان سے چھڑایا نہین جاتا

ہین ہوش یہان اور ہوش مین آیا نہین جاتا
دل راہ پہ لاتے ہین تو لایا نہین جاتا

کچھہ درد معاصی کی دوا ہو نہین سکتی
ہمدرد سے یہ درد بٹایا نہین جاتا

پھسلے ہیں گر انبار ندامت ہین کہ جاتے
اوٹھتا ہے قدم اور اوٹھایا نہین جاتا

کیا تاب کہ اک گام ہو طی مرحلۂ شوق
جبتک کہ اودہر ہی سے بلایا نہین جاتا

جاتا ہے کہان سوجہی ہے کسکی حضوری
موونہہ اپنے کو اپنا ہی دکہایا نہین جاتا

کیا کام ادہر سے او نہین پہونچے جو اودہر کو
آتے ہین ادہر کو تو پہر آیا نہین جاتا

بڑہتے ہین ادہر ہی کو سرکتے ہین اودہر جب
دل خاک پڑے ہے پاون بڑہایا نہین جاتا

کیا کثرتِ پندار ہے کیا غفلت و نخوت
اپنے مین کچہہ اپنے سے سمایا نہین جاتا

یہ داغ معاصی نہین چہپتا نہین چہپتا
ہر چند چہپاتے ہین چہپایا نہین جاتا

افسوس ادہر پانو بڑہاتی نہین برچہے
اور حوصلۂ جرم گہٹایا نہین جاتا

کہتی ہے ندامت کہ سما جائین زمین مین
افسوس کہ خود مین ہی سمایا نہین جاتا

کیا روک لگا جان کو دنیائے دنی کا
دل اور طرف ہا ہی لگایا نہین جاتا

بے سود ہے اب عمر گذشتہ کا تاسف
ہیہات گیا وقت پہر آیا نہین جاتا

جاتے رہے دنیا سے ہی دنیا طلبی مین
کہوئے گئے ایسے کہین پایا نہین جاتا

ملنے سے ظہیر اب کف افسوس کے کیا ہو
بگڑا ہے وہ نقشہ کہ بنایا نہین جاتا

خدا جانے فتنہ اوٹہاؤ گے کیا کیا
دکہایا ہے کیا کچہہ دکہاؤ گے کیا کیا

نگاہون سے اوڑ اوڑ کے جاؤ گی کیا کیا
ابہی تو مجہے تم اوڑاؤ گے کیا کیا

وصالِ عدو اور عذرِ تجاہل
یہ نشتر پہ نشتر لگاؤ گے کیا کیا

یہ چہپ چہپ کی جلوے دکہاؤ گی کبتک
یہ پہر پار بن بن کے آؤ گے کیا کیا

نگہ مین حیا ہے حیا مین ہے شوخی
ستم پردے پردے مین ڈہاؤ گے کیا کیا

سبب پہیر لی نظرون کا کہیے تو کہہ دون
ابہی سیدہی سیدہی سناؤ گے کیا کیا

مری حسرتون کو مرے شہرتون کو
مٹا کر مجھے تم مٹاؤ گے کیا کیا

خدا کے لیے مجہ سے عدو یکھیے
نظر کی طرح جی چراؤ گے کیا کیا

نگاہین ادائین کہ پیمانِ دشمن
چھپا لینے کو مجہسے چھپاؤ گے کیا کیا

مرا سر ہے فتنے ہین نقشِ قدم ہے
سرِ رہ گذر سے مٹاؤ گے کیا کیا

مرا دل ہے پروانے ہین شمعِ محفل
تم اس انجمن مین جلاؤ گے کیا کیا

رقیبون کی ہے چاندنی چار دن کی
میرے گہر اندہیرے مین آؤ گے کیا کیا

یہ کس کس سے شب کو اشارے ہوئے ہے
جتانے کو آنکہین جہکاؤ گے کیا کیا

یہی کہیل کہیلا کیے زندگی بہر
مری جان مجہے آزماؤ گے کیا کیا

ستم کے لیے تمکو حیلے بہت ہین
مجہے تہمتین تم لگاؤ گے کیا کیا

تلافی بہی ہو گی تو کس کس کی ہو گی
مرے دل سہی ہے ہے مٹاؤ گے کیا کیا

برا کہہ کے چلکے گالیان دے چکے ہم
بس اب اور ہم کو ستاؤ گے کیا کیا

ظہیر اور دے دے گے طعنے نہ چہیڑو
ستائے ہوؤن کو ستاؤ گے کیا کیا

رنگ جمنے نہ دیا بات کو چلنے نہ دیا
کوئی پہلو مرے مطلب کا نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے کبہی ڈہنگ سے چلنے نہ دیا
اور ٹکے اپنے سے فرشتے کو نکلنے نہ دیا

کچہہ سہارا بہی ہین وہ ازل نے نہ دیا
دل بدلنے نہ دیا بخت بدلنے نہ دیا

کوئی ارمان تری جلوؤن نے نکلنے نہ دیا
ہوش آنے نہ دیا غش سے سنبہلنے نہ دیا

چاہتے تہے کہ پیامی کو پتا دین تیرا
رشک نے نام ترا منہ سے نکلنے نہ دیا

صبر تجہہ پر مری وحشت کا پڑیگا ناصح
پانو بڑہنے نہ دیا ہاتہہ کو چلنے نہ دیا

وہم تہا یہ خط التقدیر مٹا بے کہین / بدگمان نے مجھے سرپانو سے ملنے نہ دیا
دل بیتاب یہ کیون دست حنائی رکہا / ہاتہہ وہ ہاتہہ ہی سینے مین اچہلنے نہ دیا
بدگمانی کا ٹہکانا ہے کہ اوس کافر نے / عطر کیسا مجھے ہاتہونکو بھی ملنے نہ دیا
ہاے رے گرمی ہنگامہ ستمگر تیری / رنگ محفل کبھی محفل مین بدلنے نہ دیا
ہمنشین یہ بھی طالع ناساز تو دیکھ / دور گردون کو کبھی رنگ بدلنے نہ دیا
شمع رو مین نے کہا تہا مری ضد سے اوسے / شمع کو بزم مین اپنی کبھی جلنے نہ دیا
شکوہ کیا کیا تہی مرے دل مین مگر خیر ہوی / تلخکامی سے لبنے مجھے زہر اوگلنے نہ دیا
کوچہ غیر مین ای رشک تجہی آگ لگی / مدعی تو نے ہمین ضد سے نکلنے نہ دیا
ناتوانی کا برے وقت مین احسان ہے / کہ گرا کر در جانان پہ سنبہلنے نہ دیا
تو ہو دل مین ستمگار ترا نام تو ہی / یہ سمجھ کر ترے پیکان کو نکلنے نہ دیا
ہی وہ بیگانہ روش ہمت دشوار پسند / ساتہہ اپنے کبھی سایہ کو بھی چلنے نہ دیا

چاہتے تہے کہ لکہین کوئی غزل اور ظہیر
قافیہ ہمکو طبیعت نے بدلنے نہ دیا

شوق نے دل سے تصور کو نکلنے نہ دیا / گہر سے مہمان کو مہمان نے ٹلنے نہ دیا
جذبہ شوق نے ارمان سے نکلنے نہ دیا / پہیر ابہی مرے قاتل کو بدلنے نہ دیا
شاخ سے غنچۂ گل غنچہ سے نکلی ہی شمیم / ای غم یار تجہے ہمنے نکلنے نہ دیا
جوش وحشت نے او بہار تو خرد نے روکا / ہر قدم باد بہاری نے سنبہلنے نہ دیا
بزم دشمن مین سے مجہے زیر نظر کیون رکہا / کوئی ارمان نہ تہا مین کہ نکلنے نہ دیا
لاکے ہستی سے عدم مین مجہی تنہا چہوڑا / دو قدم بہی تو مرا ساتہہ اجل نے نہ دیا

زور تمپر نہ چلا کچھہ تو تمہارے بدلے — ہمنے گھر سے شب ہجر انکو نکلنے نہ دیا

کہیں ایسا نہ چمن یاں نظر آیا ہمکو — کہ جہاں داغ الم پہولنے پہلنے نہ دیا

سرمہ گین چشم نے مارا مجہی کس لطف کیساتہہ — حرف تک بہی تو مری مونہہ سے نکلنے نہ دیا

وہ بہلا ساتہہ جنازے کے چلیگا توبہ — جسنے خنجر بہی مری حلق پہ چلنے نہ دیا

سُن چکا تہا جو مری حسرت پابوس کو وہ — نامۂ شوق مرا پانوسے ملنے نہ دیا

ضد تو مجھسے ہی تہیں وہ مرا ارمان تو نہ تہا — تمنے کیون غیر کو محفل سے نکلنے نہ دیا

طرز مومن سے نہ آگاہ تہی جبتک کہ ظہیر
سچ تو یہ ہے کہ کبہی تاک غزل نی نہ دیا

خوب ہوتا اگر خدا سے میں نہ الفت مانگتا — دل بتون کا مانگتا دشمن کی قسمت مانگتا

آسمان سے خاک میں برگشتہ قسمت مانگتا — درہم داغ جگر سے ملتے جو دولت مانگتا

حسب خواہش گر خدا دیتا تو انسان حریص — حشر تک ہر شے یونہیں نوبت بنوبت مانگتا

حور جنت بہی اگر ملتی تو مین اللہ سے — تیرا کوچہ مانگتا تیری سی صورت مانگتا

آسمان اولٹا ہے تو برعکس ہیں سب کاروبار — اس سے بہتر تہا کہ مین رنج و مصیبت مانگتا

جسقدر ثروت بڑہی اُتنی بڑہی حرص و ہوا — خوب تہا انسان اگر صبر و قناعت مانگتا

فقر و فاقہ ہے نصیب زاہد سالوس میں — ان نصیبون پر ہے ظالم حور جنت مانگتا

گر کہین ملتی تو اپنے مہربان کیواسطے — کچھہ مروت مانگتا مین کچھہ محبت مانگتا

دیکہتا کیا کچھہ نہین زاہد اگر مرد خدا — حور جنت کے عوض چشم بصیرت مانگتا

سُن چکا ہون عیش دنیا ہے عدو کیواسطے — پہر دل رشک آفرین کیا خاک راحت مانگتا

بخت یاور یار ہمدم آسمان یار رقیب — اس سے بڑہ کر اور کیا خاک مذلت مانگتا

ای ظہیر اب کچہہ نہین خواہش مگر اسقدر
چشم بینا مانگتا ہون کنج حیرت مانگتا

کہتے ہو کہ مین تجہہ سے تکلف نہین کرتا — یہ کون ہے جو آکے توقف نہین کرتا
ای رشک قمر جسنے تجھے خواب مین دیکہا — وہ میل خریداری یوسف نہین کرتا
دوزخ مجھے منظور ہے اغیار کی ضد سے — جنت ترا کوچہ ہو تو مین تف نہین کرتا
تو وہ ہے ستا کر بہی پشیمان نہین ہوتا — مین وہ ہون کہ جلکر بہی کبہی اُف نہین کرتا
وہ پوچہتے ہین حال دل خون شدہ مجھسے — اور نالۂ بیتاب توقف نہین کرتا
قاصد ہے پہر آخر کو فرشتہ تو نہین ہے — کس طرح سے کہہ دون کہ تصرف نہین کرتا
آتا ہے مرے حال پہ دشمن کو ترحم — یہ ناصح بے درد مگر اُف نہین کرتا
ڈرتا ہے کہ آجایے نہ آنکہون مین مروت — شوخی سے وہ اقرار تعارف نہین کرتا
پہر کیون ہون خطاوار کہ جو آپ نے لکہا — مین اوس سے سر مو بہی تخالف نہین کرتا
جو مجہہ پہ گذرتی ہے وہی میرا بیان ہے — مین تیری قسم اسمین تصرف نہین کرتا

کیا شک ہے ظہیر اسمین جو فرما گئے اوستاد
آرام سے ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

کچہہ شکوے گلے ہوتے کچہہ طیش سوا ہوتا — قسمت مین نہ ملنا تہا ملتے بہی تو کیا ہوتا
خط اوسکو لکہا ہوتا مانا کہ خفا ہوتا — ہوتا تو یونہین ہوتا قسمت کا لکہا ہوتا
دل کی تو نکل جاتی گو حق مین برا ہوتا — کچہہ تمنے کہا ہوتا کچہہ ہمسے سنا ہوتا
امید نہ بر آتی حسرت تو نہ رہ جاتی — ہوتا تو خفا ہوتا شکوہ تو کیا ہوتا
جاتے تو قلق ہوتا آتے تو خفا ہوتے — ہم جاتے تو کیا ہوتا وہ آتے تو کیا ہوتا

شکوہ ن کا گلہ کیا ہے انصاف تو کر ظالم
گر صلح ٹھہر جاتی سو فتنے اوٹھے ہوتے

کہتے بہی تو کیا کہتے ہم داور محشر سے
اس جور و ستم پر تو ہے پیار چلا آتا

ارمان رہا دل مین پامال تو ہونا تہا
یہ پاس تمہارا ہے اغیار و فلک کیسے

ناکام تمنا ہین اتنا بہی غنیمت ہے
گر یوہی وفا ہوتی تہوڑی سی قیامت ہین

کہتا تہا سچا ناصح کیون تمسے جڑی ہوتے
لکہا تہا مقدر مین اندوہ و الم ناصح

معلوم ہوا ضد سے کچہہ دل مین کدورت ہے
بیداد یہ ہوا ہے ہو ہان تہر مروت تہی

تہوڑے سے بگڑتے ہین یان کام سنورتا تہا
ہے لطف تغافل مین یا جی کی جلا تمکین

ملتا تہا تمہین ضد سی گر مجہسے عداوت تہی

کیا کچہہ نہ کیا ہوتا گر تو مری جا ہوتا
اچہا ہے نہ ملنا ہی ملتے تو برا ہوتا

گر تیرا گلہ ہوتا تجہسے ہی کیا ہوتا
گر مہر و وفا ہوتی کیا قہر خدا ہوتا

جو ہم پہ ستم ہوتا تیری ہی ادا ہوتا
ہم آگ لگا دیتے گر دل نہ لگا ہوتا

جتنی کہ خوشی ہوتی رنج اور سوا ہوتا
بیجا بہی اگر کہتے کہنے کو بجا ہوتا

سچ ہے کہ طبیعت کا آنا ہے برا ہوتا
مین کیون نہ حسینون کا پامال جفا ہوتا

گر بند قبا کہلتے عقدہ نہ یہ وا ہوتا
جو وعدہ یہان ہوتا دشمن سی وفا ہوتا

تم مجہہ سے خفا ہوتے مین تم سے خفا ہوتا
وعدہ تو کیا ہوتا گو وہ نہ وفا ہوتا

دشمن کو حسد مجہہ سے کچہہ اور سوا ہوتا

سو تجہہ تو ظہیر آخر وہ جور تو کرتا ہے
مین اوس سے گلہ کرکے محروم جفا ہوتا

ظلم سہنا بڑا ہے جدائی کا
وعدہ اک اک سے رونمائی کا

ہے برا کام آشنائی کا —
اور دعوی ہے پارسائی کا —

دستِ وحشت وہان اوجہنا تہا
تہا اگر شوق ہاتہا پائی کا

تہی سرِ راہ میکدہ مسجد
رہ گیا پردہ پارسائی کا

رشک عاشق کو بوالہوس کو جہال
پوچہنا کیا ترے خدائی کا

گر ہوا ایک روز روزِ جزا
کیا ٹہکانا شبِ جدائی کا

سادگی مین ہے بانکپن کی نوک
ہائے انداز کج ادائی کا

ولولے تہے ہوائے گل کی ساتہہ
نہ رہا وقت اب رہائی کا

قید خانہ ہے زندگانی جبر
ہے مزہ موت مین رہائی کا

تہا اگر پاس نام و ننگ ظہیر
کیون لیا نام آشنائی کا

وقت ہے جرأت آزمانے کا
سامنا ہے شبِ جدائی کا

گر بناتا نہ دن جدائی کا
کیا بگڑتا ترے خدائی کا

دل لگا نکلی تہی خوشی کل تک
آج رونا ہے جگ ہنسائی کا

کوئی عاشق بنا کوئی معشوق
ہو گیا خاتمہ خدائی کا

جنگجو ہو تو آکے مل جاؤ
صلح مین لطف ہی لڑائی کا

غیر کو باوفا بتاتے ہو
کیا ٹہکانا ہے بیوفائی کا

وہ دوراہے مین لاکی چہوڑ گئے
تہا گمان جن پہ رہنمائی کا

وان شکایت ہی سے عداوت رہی
کیا گلہ صبر آزمائی کا

دل بہی پہلو سے خوف کرتا ہے
کیا برا وقت ہے جدائی کا

عقل درماندہ ہمنشین ناصح
کوئی پہلو نہین رسائی کا

دولتِ فقر کم نہین ہے ظہیر
چھوڑ دو عرف میرزائی کا

اوسکے گلے وہ کرتے ہین احسان تو گیا
رنجش کی فکر ہے مجھے ارمان تو گیا

کہتا ہے بیوفا مجھے احسان تو گیا
مین جان سے گیا تری قربان تو ہو گیا

رہنے دے تبکدے مین نہ چھیڑ اے خداپرست
جاتا رہون نہ کفر سے ایمان تو گیا

فقرہ سہی فریب سہی وعدۂ وصال
ایمان کی تو یہ ہے کہ مین مان تو گیا

کیا جانے کیا سمجھ کے وہ خاموش ہو رہا
مجھکو لباسِ غیر مین پہچان تو گیا

ایسے تنک مزاج کو اپنا بنا لیا
حق تو یہ ہے کہ وہ بھی ہمین مان تو گیا

فقرا ہو یا دغا ہو ہمین اس سے مدعا
حسنِ طلب مین غیر کو فرمان تو گیا

سو جان ایسی مرگ خوش انجام پر نثار
اپنا وہ جان نثار مجھے جان تو گیا

مرنا تھا ایک روز ہمین تم پہ مر مٹے
اچھا ہوا کہ مرگ کا ارمان تو گیا

اسکا گلہ نہین جو مجھے اوسنے بُرا کہا
یہ تو ہوا کہ وہ مجھے پہچان تو گیا

ساقی نہ جامِ مے نہ مغنی نہ بادہ خوار
اب کیا دھرا ہے بزم مین سامان تو گیا

گو مجھکو کچھ کہا نہ حجابِ رقیب سے
کافر نگاہِ شوق کو پہچان تو گیا

آخر نہ تھمنے ہاتھ سے کھویا ظہیر کو
محفل مین خاک اوڑتی ہے انسان تو گیا

برائی مین تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا
کسی کی کچھ مگر نیکی بدی سے ہو نہین سکتا

اگر چاہے تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا
مگر بار احبہ الفت مین کسی سے ہو نہین سکتا

وہ خود اسکی طرح آئین دل بتیا [illegible]
بندگی سے بادہ صبر [illegible] ہو نہین سکتا

جفاؤن پر وفا کرنی بڑی مردونکی باتین ہین
نباہ ہے چار دن تمسے کسی سے ہو نہین سکتا

تمھارا کیا ہے تم تو قطع الفت کر چکے ہمسے
تمہین ہم چھوڑ دین یہ اپنے جی سے ہو نہین سکتا

مجھی کو دیچ کرنیکو بیٹھے ہین سب نصیحت گر
اوسے سمجھائے جا کر یہ کسی سے ہو نہین سکتا

بسر کیتک کرے کوئی امیدون ہی امیدون مین
اگر ہو آدمی سے زندگی سے ہو نہین سکتا

خدا سر پر ہے تو کیا غم ہے تم بھی جو کچھ لو سو کر
کسی کا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہین سکتا

لیے قول و قسم اون بیوفا سے اور پشیمان ہون
وہ میرے سامنے شرمندگی سے ہو نہین سکتا

خدا کی بات تو ہے اور یون تو وہ کسی کا بھی
وہ خوش ہے عاجزی سے بندگی سے ہو نہین سکتا

جتائی سوز دل ہے شمع محفل بیزبانی پر
فغان سے جو ہوا وہ کیا خموشی سے ہو نہین سکتا

وہ ملجائین کہ دل پھر جائے یہ ممکن ہے وہ ممکن
اونہین الزام کیا دون جب مجھی سے ہو نہین سکتا

مجھے دیتے ہین طعنے صبر پر وہ کس قیامت کے
اوسی سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

وہ یان بیٹھے ہین بزم عدو مین اور مین دیکھون
الٰہی کیا کرون کچھ بیکسی سے ہو نہین سکتا

زبان کھلوائی یہ کہکر جواب شکوہ کیا دوگے
تکلم آشنا لب نازکی سے ہو نہین سکتا

چھپائی سے چھپے راز محبت سخت مشکل ہے
تری شوخی سے میری خامشی سے ہو نہین سکتا

مری بیتابیون پر خفا ہو کے کہتے ہین
وہ کب ہوتا ہے آگے جو ابھی سے ہو نہین سکتا

بھلا دلبر کسی کے کچھ کسی کا زور چلتا ہے
نہ بولو تم تو دیکھین مدعی سے ہو نہین سکتا

ظہیر اون بیوفا سے آج گر گذرون وہی کی سہی
مگر مجبور ہون یہہ عاشقی سے ہو نہین سکتا

ضرور اس دل بیتاب کو قرار آیا
کہا حضور سے بندے کو اعتبار آیا

خدا کے سامنے تب وہ ہمنشین ناصح
تجھے تو عشق سے قرار آیا

عجب ادا سے وہ آشوب روزگار آیا
کہ خفتگانِ لحد کو نہ پھر قرار آیا

کبھی خوشی سے نہ لیکر پیام یار آیا
قرار بنکے گیا جو وہ بیقرار آیا

خوشی سے رنج سے اپنی تو مین گذار آیا
وہ آپ اپنی نبیٹرینگی جھگڑا وار آیا

بس ابتو ای دلِ مضطر تجھے قرار آیا
کہ آج بزم سے دشمن بھی اشکبار آیا

ابھی نہ فتنہ اعدا سے چین پایا تھا
کہ حشر مجھکو ستانے سرِ مزار آیا

وہ سب سے کہتے ہین کمبخت ابتو سونے دے
ترا کہا تو کیا لے تجھے قرار آیا

یہ فکر ہے نہ گلے سے اوسے لگایا ہو
رقیب پر مجھے کیون بار بار پیار آیا

وہ ستم کہ ذکر پہ میرے بگڑ گیے اوس سے
وہ ہین کہ غیر کی حالت پہ مجھکو پیار آیا

اوسی کو مین نے بنایا ہے طرہ دستار
اولجھ کے گر سے دامن مین کوئی خار آیا

رہی سہی بھی امیدین جواب دے بیٹھین
رقیب مجھسے سوا ہو کے شرمسار آیا

نفس نفس مین ہے یاس آرزو کی خلش
امید دل سے گئی دردِ انتظار آیا

غرض تھی کیا انھین آنے سے میری تربت پر
ستا گیے مجھے اولٹا اگر قرار آیا

خدا ہی چاہتا ہی اوسکو جسکو تم چاہو
تمہارے نام سے دشمن پہ مجھکو پیار آیا

بہت ظہیر کو ہم یاد کرکے وان روئے
کہین جو ذکر حریفانِ بادہ خوار آیا

اضطراب دل نے کیا سینہ مین خنجر رکھدیا
ہاتھ جب دل سے اوٹھایا ہی اوٹھا کر رکھہ

سخت جانی سے مری قاتل نے خنجر رکھدیا
مین نے دل رکھنے کو اوسکی پاؤن پر سر رکھہ

وائے قسمت سر کو ہمنے جب قدم پر رکھدیا
ہاتھ سے بیدادگر نے ہاے خنجر رکھہ دیا

تمنے سنگِ آستان گر مین اوٹھا کر رکھہ دیا
بندگی سے باز مجھہ کو بندہ پرور رکھدیا

نامہ بر نے جب پڑھا خط کا لفافہ سربسر
ہاتھ سے خط رکھ دیا کاندھے سے بستر رکھ دیا

گر شب ہجران نہ کٹتی عمر کے دن کاٹتے
کیون نہ اک خنجر کسی نے زیر بستر رکھ دیا

ہمدمون کی عقل پر کیا جانے کیا پتھر پڑے
قبر پر چاہئے کا اوسکے نہ پتھر رکھ دیا

اسد اسد بدگمانی شکوہای غیر کی
حالِ دل کہنے نہ پایا ہاتھ مونہہ پر رکھ دیا

دیکھی تقدیر پہلے ہی جوابِ خط سے مجھے
بارہا خط اونکو لکھا اور لکھ کر رکھ دیا

ذلتین منظور تھین میری تو کوئی غیر سے مین
کیون نہ اپنے آستان کا تمنے پتھر رکھ دیا

نامۂ دشمن سے کچھ اوٹھتی ہے دلمین گدگدی
کچھ تو ہے جو چپکے چپکے اوسنے پڑھکر رکھ دیا

ایسے فقرے تو بہت سے تاکتے رہتے ہین آپ
دل تو اپنا پھر گیا الزام مجھپر رکھ دیا

وہ صفائی رخ پہ غش ہین یان جلا ہی لیناز
آینہ سے آینہ ہمنے ملا کر رکھ دیا

ظہیر •
شب ظہیر خستہ کو کیا جانے کیا یاد آگیا
سر اوٹھایا اور بالین پر اوٹھا کر رکھ دیا

دیکھنا ذوقِ اسیری بلبل نا[illegible]ا[illegible]کا
آشیان مین خار[illegible]

[illegible]
[illegible] یاد کا

ہے زمین سے آسمان تک شو[illegible]
سننے والا کون ہے یارب مری رودادکا

داد خواہون کو مزہ آجائیگا فریادکا
چھڑ گیا گر حشر مین قصہ تری بیدادکا

کاٹنا ہے بیستون کا زندگانی ہجر کی
یہ ہمارا کام ہے وہ کام تھا فرہادکا

داورِ محشر سے ہم کیا جانے کیا کہنے کو ہین
وہم بیجا ہے تمہین کیون شکوہ بیدادکا

تم ذرا چل پھر کے گرد و فیصلہ گلزار مین
ہے بہت مدت سی جھگڑا سرو سے شمشادکا

تمکو بخشی تھی خدا نے گر نگاہ رخنہ ساز
مجکو دینا تھا محبت مین جگر فولادکا

ذبح کرتا ہے خیالِ رنجشِ بازو مجھے / دستِ نازک تھام لے کوئی مرے جلاد کا

ہے ابھی آغازِ اُلفت اور دل بس مین نہین / دیکھیے انجام کیا ہو اس بُری اُفتاد کا

فصلِ گل اور تذکرہ گلچین کا پیشِ عندلیب / ہے نیا رنگِ ستم صیادِ ظلم ایجاد کا

ہم نہین اپنے مین جب سے تم ہمارے دل مین ہو / خود فراموشی اثر ہے کیا تمہاری یاد کا

وان تغافل روز افزون اضطرابِ شوق یان / اب قدم جمنا ہے مشکل صبرِ بے بنیاد کا

توڑنا مشکل نہین اور باندھنا مشکل نہین / کیا ثبات بے ثبات اس عہدِ بے بنیاد کا

زمرۂ اہلِ سخن مین کیا شمار اوسکا ظہیر
آپ سے بہرہ ہے جو پیرو نہین اوستاد کا

ناتوانی کھوئے دیتی ہے مزہ بیداد کا / دوست سے طالب ہون یا دشمن سے مین امداد کا

کشتۂ انداز ہون کس شوخِ ظلم ایجاد کا / ولولہ اوٹھ اوٹھ کے رہ جاتا ہے کیون فریاد کا

ہے مزہ جوشِ قلق جب شکوۂ بیداد کا / خامشی مین رنگ پیدا کیجیے فریاد کا

حضرتِ واعظ بس اب اتنا کرم کیجیے جناب / ٹھنڈے ٹھنڈے لیجیے رستہ عدم آباد کا

سر اوترنے سے نہ حاصل کچھ سبکدوشی ہوی / بارِ احسان اور گردن پر رہا جلاد کا

ٹل گیا دیوانے سے دیوانہ ابھی سر پر ہے / وہ قدم لیتا ہے میرا اور مین حداد کا

مجھکو صورت آشنا کہتے ہو صورت دیکھکر / حافظہ نسیان مین داخل ہے تمہاری یاد کا

سخت جانی اور ہے خاراکنی کچھ اور ہے / خون گردن پر رہا فرہاد کی فریاد کا

گر نہین کٹتی شبِ یلدای غم خنجر تو ہے / کاٹنا مشکل نہین اس قید کی میعاد کا

وہ ستم کرتے رہین اور ہم ستم سہتے رہین / وان اگر پتھر کا دل ہے یان جگر فولاد کا

کیون گریبان کیطرح سے اب نہ دل ہو چاک چاک / ہاتھ مین دشمن کے دامن ہے مری فریاد کا

کھینچکر تصویر اوسکی بنگیا تصویر وار
دیکھنا نقشہ دم صورتگری بہزاد کا

غیر سے میرا گلہ مجھسے شکایت غیر کی
ہر گھڑی عالم نیا ہے طبع ظلم ایجاد کا

دیکھنا جوشِ قلق کیا کچھہ گوارا ہے مجھے
مدعی سے آج کل طالب ہون مین امداد کا

ہو چلین ہین اب بہت کچھہ در خورِ صحبت رقیب
دیکھنا ہے اب تلون طبعِ ظلم ایجاد کا

خیر ہے کچھہ تمکو واعظ وقت کی باتین کرو
واہ اچھا ذکر چھیڑا گلشنِ شداد کا

کیا کیا تیرا اثر اہو جذبِ شوق ناتمام
چلتے چلتے رک گیا خنجر مرے جلاد کا

ہے جو یہ کچھہ فراہم آپ کے دلمین غبار
ہے یہی مدفن ظہیر خانمان برباد کا

شکوہ دشمن سے کرون یا بخت سے امداد کا
ہاتھہ گردن پر مری اوچھا پڑا جلاد کا

سایۂ دنبال ہون کس غیرتِ شمشاد کا
آپ عاشق ہون مین اپنی خاطر آزاد کا

کون بنتا ہے مکین اس خانۂ برباد کا
یہ دلِ ویران نمونہ ہے جہان آباد کا

اس قدِ دلجو کے آگے پوچھتا ہی کون ہے
رکھہ دیا سرو چمن ہے نام اک آزاد کا

[illegible] دشمن مین [illegible]
[illegible] فرہاد کا

[illegible]
[illegible] کا

پیچتاب سنبل تر آپ کے گیسو مین ہے
ہے مری خاطر مین عالم نکہتِ برباد کا

اک نگہ مین جان بلب ہی اک ادا مین شاد کام
شاد کرنا بات کیا ہے عاشقِ ناشاد کا

تلخکامی ہاے مرگِ سخت جانی ہاے ہاے
آگیا ہے ناک مین دم خنجرِ فولاد کا

رونق افزون ہے فصلِ گل ہی جوشِ سیر دیوانگی
خوب لوہا تیز ہے کچھہ اندنون حداد کا

آشیان خرسند ہی تم خوش ہو دشمن شاد کام
شیون اپنا زمزمہ ہے کچھہ صیاد کا

آج جانبازوں کی پرسش ہے ہان تیغ سے
آج موقع ہے رقیبوں کی مبارکباد کا

چارہ گر کیا پوچھتا ہے اوسکی نرگا کی خلش
ہے مری رگ رگ مین عالم نشترِ فصّاد کا

ہے جو یہہ حسنِ بیان میری سخن مین ای ظہیر
یہ مجھے فیضانِ صحبت ہے مرے اوستاد کا

برا انجام ہے سوزِ جگر کا
کسی دن فیصلہ ہونا ہی گھر کا

نہین کہلتا مآل اپنے سفر کا
نظر سے دور ہے عالم نظر کا

یہ کانٹا بھی نکلجاے شبِ ہجر
کہ دم کے ساتھہ ہی کھٹکا سحر کا

وہ مجھسے دور تر کھینے لگے اور
برا ہو نالۂ حرمان اثر کا

ہم اپنے دشمنِ جان ہین کہ تم ہو
بتائین نام کس بیدادگر کا

ہمین پہنچین تو پہنچین جذبۂ شوق
گذر دشوار ہے وان نامہ بر کا

وہ ہین پیشِ نظر اور پہر نہین ہین
سراسر ہے قصور اپنی نظر کا

اگر نازان ہے شعلون پر جہنم
بہروسا ہے ہمین دامانِ تر کا

حجابِ چشم ہے جلوہ [illegible]
[illegible] رشکِ قمر کا

منور تمسے ہے کاشانۂ [illegible]
[illegible] کیا نام ہے نورِ سحر کا

نقاب اولٹو نہ تم دشمن تو دشمن
مجھے اندیشہ ہے اپنی نظر کا

عدو کی التجا کرنی پڑیگی
بشر سے کام پڑتا ہے بشر کا

اگر لاوے جوابِ خط ہمارا
تو پایان پانو چومین نامہ بر کا

گرا پڑتا ہے کیون کوچہ مین اوسکے
دلِ بیمار کیا پردہ ہی در کا

جوابِ نامہ تو کافر نے لکھا
پتا خط پر لکھا دشمن کے گہر کا

روان ہے شوقین بیتاب قاصد
کوئی آنسو نہو یہ چشم تر کا

اوٹھا دو غیر کا سر آستان سے
یہ پتھر ہے تمہاری رہگذر کا

ابھی ہو جائیگی راہِ عدم طے
وہ خنجر سمجھدین اپنی کمر کا

پھٹا جاتا ہے سیتے سیتے پیوند
گریبان ہین نہو ٹکڑا جگر کا

بتون سے قہر ہے یہ حورون تک رسائی
ادھر کا ہی نہ یہ زاہد ادھر کا

مجھے وہ دے رہے ہین بد دعائین
یہ موقع ہے دعاؤن کے اثر کا

وہ کیون پہلو تہی کرتے عدو سے
کوئی اس شہر مین پہلو ہی شر کا

وہ کہتے ہین تری آنکھین ہی پھوڑین
ارادہ ہو اگر کچھ بد نظر کا

ظہیر رستہ ہے یا شکستہ
الہی آسرا ہے تیری در کا

جنون خار غم دل مین بوتا رہیگا
یہ نشتر یہ نشتر چبھوتا رہے گا

عبث تمنے دامن سے پونچھے ہین آنسو
لب اب غم پھر غم [illegible] روتا رہیگا

[illegible]
[illegible] رہے گا

[illegible]
نوئی مسلسل آپ ہوتا رہے گا

کیا اس توقع پہ خرقے آگین
کہ ابرِ کرم داغ دھوتا رہیگا

کبھی دیدۂ تر پہ تکیہ نہ کرنا
یہ ظالم ہمیشہ ڈبوتا رہیگا

جسے خواب مین تم دکھا دو گی صورت
توقع مین تا حشر سوتا رہے گا

مرا حال سن سن کے قاصد سے بولے
لو ہین وہ نصیبون کو روتا رہیگا

مرے بختِ خفتہ نہ جاگینگے ہرگز
وہ پہلو مین دشمن کے سوتا رہیگا

| | |
|---|---|
| چلو وصل کی شب ہے ملجاؤ ہمسے | یہ قصہ قضیہ تو ہوتا رہے گا |

نہ چہوٹیگا خونِ ظہیرِ پُر ارمان
وہ دامن تو دہونے کو دہوتا رہیگا

| | |
|---|---|
| دیکھنا ہے کہ مددگار ہو دشمن اونکا | حشر کے روز مرا ہاتہ ہے دامن اونکا |
| ہای مہ دل مین ہون اور پہر ان بدظن اونکا | ہوچکا اس دلِ مضطر مین نشیمن اونکا |
| ملنے دیگا اونہیں کس سے دلِ بدظن اونکا | اونکے پہلو مین تو موجود ہے رہزن اونکا |
| کیا قیامت ہی قیامت ہے یہ ای داورِ حشر | غیر کے ہاتہ مین ہے گوشۂ دامن اونکا |
| اب مین اونکی ہی کہون گا کہ الٰہی اپنی | مین ہوا خواہ ہون محشر مین کہ دشمن اونکا |
| موت آتی مجہے ای کاش عدو کی بدلے | کیا خوشی تہی کہ سنون کان سے شیون اونکا |
| ہاتہ کشتے کے قلم کرتے ہین سر سے پہلے | حشر مین تا کہ نہ پکڑے کوئی دامن اونکا |
| ہاتہ وحشت مین ملے بہی ہین تو بیکار ملے | پاس ناصح کا گریبان ہے نہ دامن اونکا |
| ہای کیا غیر کو بالین سے سروکار رہا | رات بہر ہاتہ رہا ہے تہِ گردن اونکا |
| طور کیون خاک ہوا برق گرائی کسنے | ایک یہ ہی تہا مگر غمزۂ پرفن اونکا |
| خوب ہین وہ جو رہے دل مین کدورت بنکر | کہ نہ پامال کیا غیر نے مدفن اونکا |

کافرِ الفتِ اصنام تمہین کیا ہو ظہیر
کلمہ بہرتے ہین سب شیخ و برہمن اونکا

| | |
|---|---|
| عشق ہے عشق تو اک روز تماشا ہوگا | آپ جس منہہ کو چہپاتے ہین دکہانا ہوگا |
| مژدۂ مرگ عدو کسکو گوارا ہوگا | اونکے شیون مین بہی اعجازِ مسیحا ہوگا |
| وان بہی کچہہ جلوۂ دیدار کی امید نہین | وعدۂ حشر نہ کس سے تمہارا ہوگا |

وصل مین بہی تو تہی حشر و قیامت ہوگی — ناز ہر بات پہ ہر ناز بیجا ہوگا
اونکے انداز مین ایسی تو نہ تہی بیہوشی — ہان اوڑا یا دل بیتاب کسیکا ہوگا
طور پر طالب دیدار نے دیکہا کیا کچہہ — حشر کو حشر دم عرض تمنا ہوگا
شکوۂ ہجر بتان کیون ہے ظہیر ناکام — کام بنجائینگے جب فضل خدا کا ہوگا

باعث نام آوری نقصان جان ہوجائیگا — بے نشانی سے مرا نام و نشان ہوجائیگا
ہین امیدین وصل کی نیرنگہای عشق سے — مہربان اک دن وہی نامہربان ہوجائیگا
کب گمان تہا چشم ساقی اسطرح پہر جائیگی — اور دور جام دور آسمان ہوجائیگا
دیکہہ لینا گر سلامت ہے ہمارا دم قدم — خود بخود اہل وفا کا امتحان ہوجائیگا
ای ظہیر اچہی نہین آتش رخون سے چہیڑ چہاڑ — اس ہنسی مین ایک دن جی کا زیان ہوجائیگا

بزم دشمن مین جاکے دیکہہ لیا — لے تجہے آزما کے دیکہہ لیا
تمنے مجہہ کو ستا کے دیکہہ لیا — ہر طرح آزما کے دیکہہ لیا
شمع کے بدلے جلتی ہین عاشق — تیری محفل مین آکے دیکہہ لیا
پند ناصح کا اعتبار نہ تہا — تم سے دل کو لگا کے دیکہہ لیا
اونکے دل کی کدورتین مٹین — اپنی ہستی مٹا کے دیکہہ لیا
کچہہ نہین کچہہ نہین محبت مین — خوب جی کو جلا کے دیکہہ لیا
اپنی حالت پہ رو دیا ہمنے — اونسے جب مسکرا کے دیکہہ لیا
غیر الفت سے جی چورانے لگے — تمنے آنکہین چورا کے دیکہہ لیا

کچھہ نہین جز غبار کین وعناد ہمنے دل مین سماکے دیکھہ لیا
اپنے جلوی کے آپ تہی مشتاق خود ہی پردہ اوٹھاکے دیکھہ لیا
نہ ملے وہ کسیطرح نہ ملے غیر کو بہی ملاکے دیکھہ لیا
بندگی کی نہین پذیرائی بندہ پرور بناکے دیکھہ لیا
درد کسطرح دل مین اوٹھتا ہے تمنے پہلو سے جاکے دیکھہ لیا

کیا ملا نالہ وفغان سے ظہیر
حشر سر پر اوٹھاکے دیکھہ لیا

بتون سے کہین دل بہرا ہے کسی کا کہین توبہی ناصح خدا ہے کسی کا
کسی سے نہ ملنا بہلا ہے کسی کا بہلائی مین ہوتا برا ہے کسی کا
یہ اچہا ہے تو بہی تو اچہا نہین ہے وفادار ہونا برا ہے کسی کا
نصیحت گرون کا یہ کہنا بجا ہے ستمگار تو کب ہوا ہے کسی کا
ستم دیکہتے ہین مرے بعد دشمن برا چاہنا بہی برا ہے کسی کا
مجہے بزم سے وہ اوٹھا کر رہینگے نکلنا مرا مدعا ہے کسی کا
تمہاری نگہہ کی دورنگی نے مارا برا ہے کسی کا بہلا ہے کسی کا
کہین وہ نہ آجایے اے اہل محشر مجہے خوف روز جزا ہے کسی کا
گوارا ہے جو کچھہ گوارا نہین ہے مجہے پاس کیا جانے کیا ہے کسی کا
وہ زانو پہ سر کیون جھکایے ہوے ہین مگر خون سر چڑہا ہے کسیکا

ظہیر اسپہ مرتا ہون کہتی تو ہی خلق
کوئی باوفا مبتلا ہے کسیکا

## غزل قطعہ بند بطرز واسوخت

مفتون ہے کسی نرگس فتان کو کیا ہوا | آشفتہ کیون ہی زلف پریشانکو کیا ہوا
اوڑتی ہوائیان ہین رخ رشک ماہ پر | سیماب گون ہے مہر درخشان کو کیا ہوا
کسکی دعا تھی یہ کہ ستم کی سزا ملے | تم نازکش ہو غیر کے دوران کو کیا ہوا
میری طرح سے ہاتھہ ہی کیون دے لیا یار کا | ہے ہے وہ دشنہ ریزی مژگان کو کیا ہوا
سایہ پڑا ہے کسکے دل چاک چاک کا | ہین تار تار جیب و گریبان کو کیا ہوا
دست دعا بنے جو ستم پر دراز تھے | بیداد و کینہ جوئیے ارمان کو کیا ہوا
کیا لب سے ہل گئے کوئی لعل نمکفشان | موج تبسم لب خندان کو کیا ہوا
کسکے قلق سے آج ہی جی پر بنی ہوی | ہے نالہ سنج کیون دل شادان کو کیا ہوا
کیون لوہی درد سے دل ایذا پسند مین | جوش و خروش کاوش پنہان کو کیا ہوا
میری طرح سے کیا کہین دل لگا بیٹھا | اب پیچ و تاب سنبل پیچان کو کیا ہوا
کیا پیچ پڑ گیا کسی زلف دراز کا | بکھری ہوی ہے زلف پریشانکو کیا ہوا
ہے دشنہ ریز طعنہ بہر سو زبان خلق | بیمار خود ہے عیسی دوران کو کیا ہوا
کیا کام کر گئی مرے دل کی فسردگی | ہنستے تھے جسپہ اب دل شادانکو کیا ہوا
طعنون مین اضطراب کی لذت نہین رہی | کچھ بیمزہ ہے شور نمکدان کو کیا ہوا
کس چشم نیم باز نے دل کو لبھا لیا | ہے اشکبار نرگس فتان کو کیا ہوا
کس خیرہ سر کے دھیان مین ہی سر جھکا ہوا | مٹھی پہ کیون ہی سیب زنخدان کو کیا ہوا
مدنظر ہے کیا کسی آئینہ رو کی شکل | حیرت زدہ ہے نرگس فتان کو کیا ہوا
کس دن ہوی تھی بار خدایا یہ آرزو | تاثیر آہ و زاری و افغان کو کیا ہوا

اشکون سے کیون ہین سیاہ نرگس بھی ہوے
سلک گہر ہے سوزنِ مژگان کو کیا ہوا

رہتا ہی کسکے خندہ دندان نما کا دہیان
اشکون سے تر ہے گوشۂ دامان کو کیا ہوا

کیا دلمین ہے تصور وہ عرق فشان
کیون ہے عرق عرق رخِ تابان کو کیا ہوا

اگلا سا پھر مین نے سر سے حجاب ہے
زیبِ جبین ہے گوشۂ دامان کو کیا ہوا

حسرت کو دل سے دلکو تصور سی ربط ہے
باہم ہے دشمنی لب و دندان کو کیا ہوا

کیا سوی در مری نگہِ انتظار ہے
وحشت مجھے ہے نرگسِ فتان کو کیا ہوا

ایسے کہان کی آپ وفادار بن گئے
ہے ہے یہ طبعِ زود پشیمان کو کیا ہوا

رنگِ وفا ہے چشمِ تلون شعار مین
اب انقلابِ گردشِ دوران کو کیا ہوا

دل انتظار کش ہی نگاہین ہین فرشِ راہ
تصویر در ہے سروِ خرامان کو کیا ہوا

کیا سُن لیا ہے حال پریشان ظہیر کا
برہم ہے طبعِ خاطرِ شادان کو کیا ہوا

## غزل در صنعت عاشق شدن معشوق بر معشوق دیگر و سفارش نمودن عاشق از جانب معشوق پیش مطلوب محبوب خود بنحیکہ کلمۂ رقابت درمیان نیاید

حسینون مین رتبہ دو بالا ہے تیرا
کہ بیمارِ الفت مسیحا ہے تیرا

تماشا ہے جو ہے تماشای عالم
وہ اسطرح محوِ تماشا ہے تیرا

ستم اوسپہ کیجو مری جان سمجھکر
نہین دست و دامان ہمارا ہی تیرا

کیا اوس فسونگر کو تونے مسخر
غضب نقش تسخیر چلتا ہے تیرا

جہان اوسکی بس ہین وہ تیرے بسمین
ستمگر ستم حد سے گذرا ہے تیرا

ترے گھر مین ہے آج ساری خدائی
کہ خواہان ہوا وہ خودآرا ہے تیرا

خدا جانے کیا بات دیکھی ہے تجھمین
خدا جانے کیا ڈھنگ بھایا ہے تیرا

پیا تجھسے وہ اوسنے پیا جہان کو
زمانے مین اک حشر برپا ہے تیرا

کیا اوسنے سامانِ قتلِ دو عالم
بظاہر تعشق جتایا ہے تیرا

مگر کچھ نہ کچھ چال کرتا ہے تجھپر
وہ دمساز یون دم جو بھرتا ہے تیرا

خدا بے نیازی دکھاتا ہے اپنی
کہ وہ نازنین ناز اوٹھاتا ہے تیرا

ظہیر اوسپہ مائل وہ مائل ہے تجھپر
جو مفتون ہے اوسکا وہ شیدا ہے تیرا

کب تمہارا بسملِ تیغِ نظر اچھا ہوا
دل ہوا مجروح گر زخمِ جگر اچھا ہوا

عشق مین جو کچھ ہوا سود و ضرر اچھا ہوا
جو ہوا میرے لیئے ای فتنہ گر اچھا ہوا

جوشِ وحشت مین کہان تھی کاہشِ دردِ الم
ہو گیا رنجور تر مین جسقدر اچھا ہوا

جز اجل ممکن نہ تھی بیمارِ الفت کو شفا
موت ہی آتی مجھے ای چارہ گر اچھا ہوا

سن چکا قاصد کی منہہ سے جبکہ میرا حالِ زار
ہنس کے بولا وہ بتِ بیداد گر اچھا ہوا

جانتا ہون مجھسے کچھ بہتر کہیگا حالِ دل
مدعی اپنا ہوا پیغامبر اچھا ہوا

اور ہم واقف نہین حالِ ظہیرِ زار سے
ہان سنے گئے وقتون مین اک شوریدہ سر اچھا ہوا

گل افشانی کرے ہے مردمِ چشمِ خون فشان کیا کیا
ہمارے جیب و دامن ہے بہارِ گلستان کیا کیا

ابھی سے اگئین نامِ خدا ہین شوخیان کیا کیا
میری تقدیر بین کر بدلتی ہے زبان کیا کیا

مجھے گردش میں رکھتی ہے نگاہ گلستان کیا کیا
نگاہوں میں حیا ہے اور حیا میں ہے نہاں کیا کیا
کشودِ مطلبِ عاشق کے ہیں لب پر گمان کیا کیا
فقط اک سادگی پر شوخیوں کے ہیں گمان کیا کیا
کبھی مسکن ہے کعبے میں کبھی دیر و کلیسا میں
ادھر کچھ پانو بڑھتے ہیں ادھر کچھ ہاتھ اٹھتے ہیں
میری بیتابیِ دل کا تو مجھ سے پوچھنا ہی کیا
مروت کا بھروسا ہے تو کچھ ہو گا ہی تمکین کا
دلِ خون گشتہ حسرت نے کیا کچھ گل کھلائے ہیں
شکایت نالۂ بلبل کی ہے صیاد و گلچین سے
ہزاروں آرزوئیں دل کی دل میں خون ہوئی ہونگی
گذرنا وادیِ تسلیم سے کارِ نمایاں ہے
جنون سے کم نہیں ہے کچھ ہجوم شادمانی بھی
نگاہیں بدگمانی سے کہاں جا جا کے لڑتی ہیں
سراپا بھر دیا ہے رنگ یاس و درد و غم اس میں
وفاداری کی اپنے سب دل آزاروں میں چرچے ہیں
تصور میں وصالِ یار کی سامان ہوتے ہیں
ابھی سے تنگی مشکل ابھی تو دور ہے منزل
نظر میں وان تلون ہے تو یاں بیچینیاں دل میں

مری قسمت دکھاتی ہے مجھے نیرنگیاں کیا کیا
طبیعت میں بسی ہیں خیر سے رنگینیاں کیا کیا
ادای خامشی میں بھر دیا رنگ بیان کیا کیا
نگاہ شرمگین ہی سے نہاں کیا کیا عیاں کیا کیا
دکھائیں چشم شوخ و شنگ نے نیرنگیاں کیا کیا
جنون انگیز یوں پر ہے ہوای گلستان کیا کیا
تمہیں بیچین رکھتی ہیں تمہاری شوخیاں کیا کیا
نگاہِ شرمگین پر شوخیوں کی ہیں گمان کیا کیا
بہار آگین ہے کچھ آنکی برس فصلِ خزاں کیا کیا
شگوفے چھوڑتا ہے بیٹھے بیٹھے باغبان کیا کیا
دکھائیں چشم پر خون نے چمن پیرائیاں کیا کیا
قدم یاں لڑکھڑا جاتے ہیں وقتِ امتحان کیا کیا
ہوای گل میں ہے جامہ سے باہر باغبان کیا کیا
میری آنکھوں میں ہیں دشمن کی بزم آرائیاں کیا کیا
مری گفتار سے ظاہر ہیں رنگ آمیزیاں کیا کیا
ہمیں بدنام کرتے ہیں ہمارے رازداں کیا کیا
ہمیں بھی یاد ہے ... حسرت کی بزم آرائیاں کیا کیا
مجھے ...
... ہیے بیتابیاں کیا کیا
تڑپ ...
... ی ہیں مری بیتابیاں کیا کیا

وہان شرم و حیا کیا کچھہ اوسنہین پردی لگاتی ہے
مجھے بیتاب کرتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

نرالے ڈہنگ ہین دنیا سے کچھہ حسن و محبت کے
طبیعت رنگ لاتی ہی یہان کیا کیا وہان کیا کیا

چلی آتی ہے اتراتی ہوئی کچھہ کوی جانان سے
بسی ہے مشک کی بو مین نسیم بوستان کیا کیا

مری آنکھین ہی لڑ لڑکر قیامت مجھپہ ڈہاتی ہین
نگاہین توڑتی رہتی ہین مجھپر بجلیان کیا کیا

قدم رکھتے نہین ہین وہ زمین پر بے نیازی سے
بڑہا جاتا ہے یان شوق سجود آستان کیا کیا

خدا ہی آبرو رکھتا ہے سالک کی تو ہی ہے
لٹی ہے دور دور جاکر متاع کاروان کیا کیا

وہ جتنے دور پہنچتے ہین تعلق اور بڑہتا ہے
نظر سے وہ جو پنہان ہین تو دلمین ہین عیان کیا کیا

خجستہ جان سچ ہے محبت کچھہ بری شی ہے
مجازی مین حقیقی کی ہوئی ہین امتحان کیا کیا

جب نہ مین پر پایا تو مرنے کا سہارا ہو گیا
آدمی سمجھا فلک کا مین ہی تارا ہو گیا

ضبط بیتابی سے دل ٹکڑے ہمارا ہو گیا
کشمکش سے ہر نفس سینہ مین آرا ہو گیا

اوسکے کوچے تک پہونچنے کا جو چارا ہو گیا
بوالہوس نخوت سی یہ اوچہلا کہ تارا ہو گیا

کیا کہین اس دل کی یا تہون کیا گوارا ہو گیا
طعنۂ دشمن ہمین رفق و مدارا ہو گیا

اوس جفا جو کا بہروسا کیا ہی مشکل روزگار
آج دشمن کا ہوا اور کل ہمارا ہو گیا

ہو گئین اک جنبش لب مین امیدین کسقدر
کیا ہوا کیا کچھہ ہوا کہتا نہ سہارا ہو گیا

مٹ گیے دنیا کے جھگڑے اک نگاہ ناز مین
تم ہمارے ہو گیے عالم ہمارا ہو گیا

حشر مین چار و نظر سے انگلیان اوٹھنی لگین
تیرہ کاری سے یہ کچھہ شہرہ ہمارا ہو گیا

ہو رہا وہ ہی ہمارا جس سے تمنے بات کی
دوست سمجھے ہم جسے دشمن ہمارا ہو گیا

ناگوار خاطر رشک آفرین کیا کچھہ نہ تہا
مختصر یہ ہے کہ اب سب کچھہ گوارا ہو گیا

کیا کہین کہنا پڑا کیا کچھہ پی الزام غیر
جو چھپاتے تھے وہی اب آشکارا ہو گیا

گفتگو مین دشمنون پر کچھ ہمین غالب ہے
بول بالا سب بالاتر ہمارا ہو گیا

واہ وا کیا وقت منزل ہے دل دشمن سے بھی
اہل کا نا اہل کا جس مین گذارا ہو گیا

غیر کی کج بحثیونکی کیون نہ قربان جایئے
اونکے آگے گفتگو کا ہمکو یارا ہو گیا

بت پرستی کرتے کرتے سخت کافر ہو گئے
رنج سہتے سہتے دل بھی سنگخارا ہو گیا

ہنستے روتے ہو گئی اس زندگانی مین گذر
دوست دشمن مین خوش و ناخوش گذارا ہو گیا

غیر کے پیغامبر بن بن کے پہونچے ہم ظہیر
اوسکے کوچہ مین یونہین کچھ دن گذارا ہو گیا

ای حجاب یاد فراموش نقش پا
کیا کہہ رہے ہین یہ لب خاموش نقش پا

دیکھو تو کوی غیر مین تم ہوش نقش پا
غماز بن گیے لب خاموش نقش پا

کیا کیا اوٹھائے حشر تمہاری خرام نے
اوٹھہ اوٹھہ کے فتنہ ہو گئی ہمدوش نقش پا

گر چھیڑ دون فسانہ شب وصل غیر کا
رنگ پریدہ بن کے اوڑی ہوش نقش پا

آتے ہو تم تو حلق کی بیچ کر نگاہ سے
رہبر سبنے رقیب کی پاپوش نقش پا

چلتے ہوئے ہین فتنے تری رہگذار کے
رہتا ہے حشر غاشیہ بر دوش نقش پا

تم شب کہان رہے کہ مرے سیاہ منتظر
خلخال کی صدا پہ رہے گوش نقش پا

میدان رستخیز ہے یا کوی غیر ہے
ہر گام پر ہے فتنہ ہم آغوش نقش پا

کوی عدو مین فتنہ پی فتنہ ہے وان
ہر نقش پا ہی غاشیہ بر دوش نقش پا

چھپتی ہے کوی آمد اغیار کی خبر
ظالم لگے ہوی ہین ادہر گوش نقش پا

سرگوشیان نہ کیجیے بلا کر رقیب سے
ہر نقش پا ہے اک ہمہ تن گوش نقش پا

پھر بھی ترے قدم سے کبھی ہمکنار ہو
اس آرزو مین بار ہے آغوش نقش پا

دنبالہ رو ہے کوئی عدو میں پئے سراغ
میرا شریک حال ہے کچھ جوش نقش پا

ہے کامیاب بوسہ گرانبار کیوں نہو
بالیدہ ہے خوشی سے تن و توش نقش پا

کچھ منزل عدم میں نہ پایا کہیں سراغ
یاران رفتگان ہیں سبکدوش نقش پا

لکھو بدل کے قافیہ ایسی غزل ظہیر
احسنت کہہ اوٹھیں لب خاموش نقش پا

میری نمود ہو وے ہے تصویر نقش پا
نقش فنا ہوں صورت تحریر نقش پا

چلتا ہوں دیکھ دیکھ کے تقدیر نقش پا
ہمدوش پائی یار ہے تصویر نقش پا

کیا کہہ رہی ہے شوخی تحریر نقش پا
ابتک ہے کوئی غیر میں تقریر نقش پا

فیض قدم سے ہی ترے توقیر نقش پا
پہونچی ہے کس عروج پہ تقدیر نقش پا

نقش قدم کو بھی دل عاشق سمجھ لیا
لو وہ مٹانے آئے ہیں تصویر نقش پا

بڑھ کر فروتنی سے نہیں کچھ جہان میں
سچ ہے بجا ہے است ہی تفسیر نقش پا

جس جا رکھا زمیں پہ ہیں جم گیا قدم
میں ناتواں ہوں بستہ زنجیر نقش پا

میں اور سجود کوئی عدو واہ رے نصیب
کچھ آپ کی خطا ہی نہ تقصیر نقش پا

وہ نقش پائی دوست ہی میں نقش خاک کہاں
مجھسے کہیں بلند ہے تقدیر نقش پا

ہر نقش پا کو دیکھ کے ہیں کوئی غیر میں
مٹ مٹ گیا ہوں صورت تصویر نقش پا

ممکن نہیں کہ بعد جدائی وصال ہو
تقدیر سے خلاف ہی تدبیر نقش پا

تم اور تمہارے پائے نگارین کی خاک راہ
شایان احترام ہے توقیر نقش پا

مٹ جائیں ہم جہان سے تو قصہ ہی پاک ہو
کیا پوچھتے ہو غیر سے تدبیر نقش پا

نازک ہو کوئی غیر میں کیونکر گنہ رہا
کیا لے اوڑی ہے شوخی تحریر نقش پا

تیرے قدم کے ساتھ ہین جانین لٹی ہوئین — دیکھین مٹا تو دی کوئی تصویر نقش پا

بتخانہ کوچہ کوچہ ہے کعبہ گلی گلی — اللہ رے فتنہ گری تسخیر نقش پا

لکھی ہے کس ردیف مین تو نے غزل ظہیر
کھینچی ہے زور طبع سے تصویر نقش پا

لہو ولعب مین عہد جوانی گذر گیا — جھوکا خزان کا تھا ادہر آیا ادہر گیا

شب انکو ذکر غیر پہ کیا شک گذر گیا — نیچی نگاہ ہو گئی چہرہ اوتر گیا

اوس کوچہ مین ضرور مرا نامہ بر گیا — جس جا دعا گئی نہ دعا کا اثر گیا

نامہ دیا کہ نامہ رسان کو پیام مرگ — خط کیا گیا کہ مجھ سے مرا نامہ بر گیا

لڑتے ہو مجھسے اور نہین لڑتی نگاہ قہر — معلوم ہو گیا مجھے غصہ اوتر گیا

اونکے تو یان نہ آنیکے شکوے دہرے رہے — میری ہی اضطراب مرا کام کر گیا

آنکھین سی کھل گئین تری جلوونکو دیکھکر — گویا نظر سے ایک زمانہ گذر گیا

کمبخت پاس وضع نے پیچھے ہٹا دیا — مین ایک گام سایہ سے آگے اگر گیا

ہوتا ہے لٹ لٹا کے تری کوچے تک گذر — نالہ بھی گر گیا ہے تو کھو کر اثر گیا

تو بھی سہے بیوفا ترا پیکان تیر بھی — کیا بے لگاؤ سینہ سے ظالم گذر گیا

ای شوق صد دلا کے اوسی کیا ستم کیا — مین اوسکے گھر گیا تو وہ دشمن کے گھر گیا

اک اک کو اپنی بضاعت پہ ناز تھا — مین ساتھ لیکے حشر مین داغ جگر گیا

وہ بدنصیب ہون کہ دم پرورش ظہیر
میرا خیال یاد سے شہ کی اوتر گیا

جلوہ تاب رخ روشن مین کھلا — نشترن زار ہے جلوون مین کھلا

وای قسمت مرا گلزار امید
غنچہ غنچہ دل دشمن مین کھلا

دل کے عقدے رہے سب بند کے بند
اک شگوفہ بھی نہ خرمن مین کھلا

سب گل داغ کے ہین نشو و نما
کہین دل مین کہین گلشن مین کھلا

نہ کھلا تھا جو کبھی غنچہ راز
وہ شگوفہ مرے شیون مین کھلا

جب ہوے مرغ چمن زمزمہ سنج
اک نیا گل ہے نشیمن مین کھلا

آؤ دیکھو مرے گریہ کی بہار
طرفہ گلزار ہے دامن مین کھلا

نگہہ ناز نے جادو ڈالا
سحر ماروس چشم فسون فن مین کھلا

دست گستاخ نہین رہنے دو
یہ گلو بند ہے گردن مین کھلا

بل بے عکس رخ رنگین کی بہار
گلشن آئینہ آہن مین کھلا

کسکی آنکھون سے لڑی آنکھ ظہیر
نرگسین باغ ہے روزن مین کھلا

جو تنگ بوالہوسی راہبر نہین ہوتا
مقام دوست تک اپنا گذر نہین ہوتا

مزاج حسن جو شورش اثر نہین ہوتا
نشان سجدہ مرا در بدر نہین ہوتا

وہ جانتے ہین کہ ہے بیاد چاہ دیدہ شوق
گذر کبھی جو سر رہگذر نہین ہوتا

بلا سے موت ہی آتی جواب کے بدلے
مجھے نصیب جو پیغامبر نہین ہوتا

مجال عرض تمنای دل کسے ہوتی
جو شوق جلوہ گری پردہ در نہین ہوتا

پیامبر مرا آتا نہ یون گریبان چاک
جواب نامہ جو وحشت اثر نہین ہوتا

ظہیر دیر و حرم کی بہت اڑائی خاک
مقام یار تک اپنا گذر نہین ہوتا

## دیگر

جب کدورت سے صفا آئینۂ دل کا ہوگیا
آپ ہی اپنا مجھے ذوق تماشا ہوگیا

دلکو تھاموں ہجر میں یا جانکو تسکین دوں
تم بغل سے کیا گئے اک حشر برپا ہوگیا

اونکے دلمیں بھی ہماری آرزو کا رنگ ہے
غیر کا نقش وفا اپنی تمنا ہوگیا

ہای ہم اور ترک پاس وضع اور پھر اسقدر
دل لگے ہاتھون کیا کیں کیا کچھ گوارا ہوگیا

کیون ظہیر خستہ جان دیکھا محبت کا مزہ
دو ہی دن میں کیا سے کیا عالم تمہارا ہوگیا

## ردیف یای عربی

باہم رہی یہ شکوہ سرائی تمام شب
ہمسایون تک بھی نیند نہ آئی تمام شب

تنہا اونہیں بھی نیند نہ آئی تمام شب
آئی صدای نغمہ سرائی تمام شب

کیونکر شب فراق میں کرتی دعای مرگ
فرصت فغان سے ہی ہمینے نہ پائی تمام شب

ایسے ستیزہ خو سے کہانتک نباہیے
ان بن تمام دن ہے لڑائی تمام شب

کیونکر نہ بھڑکے شعلہ صفت شوق مین وہ دل
جسپر رہے وہ دست حنائی تمام شب

دلگرمی عدو نے مرا جی جلا دیا
دن بھر گلے ہین شکوہ سرائی تمام شب

دلکا برا ہو یون ہی گزر گئی شب وصال
کرتے رہے عدو کی برائی تمام شب

کچھہ اور بھی وصال مین رونا ہوا قلق
باہم رہا بیان جدائی تمام شب

قربان جاؤن نالۂ دلگیر کہ بزم مین
بھولے رہے وہ نغمہ سرائی تمام شب

سویا نہ آپ اور نہ سونے دیا مجھے
اس بدگمان نے شمع جلائی تمام شب

اسکا گلہ نہین کہ شب وعدہ وہ نہ آئے
اوس کوچہ کی ہوا بھی نہ آئی تمام شب

یان شوق جنگجو سے ہے تو وان شرم کینہ جو
رہتی ہے صلح مین بھی لڑائی تمام شب

یاد آیا اونکو وعدۂ دشمن حنا کے بعد
ملتے رہے وہ دست حنائی تمام شب

افسوس بخت خفتہ نہ چونکے ظہیر
نالون سے ہمنے دہوم مچائی تمام شب

تہا زندگی مین ہجر کی جو روز بد نصیب
ہے بعد مرگ بھی شب تار لحد نصیب

زاہد کو ہوگی سایۂ طوبی کی آرزو
یارب ہمین ہو وصل بت سرو قد نصیب

یہ جانتا ہون موت بھی مشکل سے آئیگی
کسکو ہوا وصال ہے بے دو کد نصیب

برگشتہ بخت شوق کی ہمت کو آفرین
اپنی سی کر رہے ہین بہت شد و مد نصیب

دو ڈہنگ ہین وصال کے دونو جہان مین
یا آپ مجہپہ رحم کرین یا مدد نصیب

ہم شادمان ہین ہجر مین ضد سی رقیب کی
ہمکو خوشی نصیب ہوا اوسکو حسد نصیب

کیا کیا ڈبو رہی ہے مری چشم اشکبار
کیا کیا دکہا رہے ہین مجہی جذر و مد نصیب

قسمت سے ملگیا جو ترا سنگ آستان
سر پہوڑتے پہرینگے رقیب حسد نصیب

مصروف دلدہی نگہ جانستان رہے
یارب ظہیر کو ہو یہ داد و ستد نصیب

سیل گریہ مین پہرا کرتا ہون مین در در خراب
یون نہ کرنا تہا مری مٹی کو چشم تر خراب

اپنے ہاتہون کاٹتے اپنے گلے کو وقت ذبح
ایک تو نازک ہے قاتل دوسرے خنجر خراب

رفتہ رفتہ درد و غم نے اپنے دلمین گہر کیا
جسقدر بستا گیا اُتنا ہوا یہ گہر خراب

جو مزے دلمین مکین ہین اوس سے بہتر کون ہے
پہر کہون تو خانۂ دل کو کہون کیونکر خراب

ناکسون کی بدشعاری اصل بد کی ہی دلیل
مرمٹے آتش رخون پر کوئی کس امید پر

گر صدف ناقص نہو ہوتا نہین گوہر خراب
ہے بیاہی شمع پروانہ کی خاکستر خراب

ہو نہو وہ ہی ظہیر خانمان برباد ہو
ہے جو اک آوارہ گرد و خستہ و مضطر خراب

## ردیف بای فارسی

بگڑ کر عدو سے دکہاتے ہین آپ
بناوٹ کی باتین بناتے ہین آپ

مرا سر تو کیا گر جنازہ اٹہے
کہین سنگ در سے اٹہاتی ہین آپ

رہے مرگ دشمن پہ دلشاد کیا
بہت ایسے فقرے اڑاتے ہین آپ

مرا حال کیا لب پہ دم کیون نہو
کہین ایسی باتون مین آتے ہین آپ

بڑہانے کو قصے شب وصل مین
فسانے عدو کے سناتے ہین آپ

مرا جذب دل اک قیامت سہی
کہین ایسے فقرون مین آتی ہین آپ

یہ نشتر ہین موج تبسم نہین
مرے گریہ پر مسکراتے ہین آپ

کدورت کو دل مین بڑہانے لگے
یہ نقشے عدو کے جماتے ہین آپ

ہین اس زود رنجی کے قربان ہو
کہ آنکہین عدو کو دکہاتے ہین آپ

سبک ہو کے اتنا گرانبار ہون
کہ اب آستان سے اوٹہاتی ہین آپ

کسی کو تسلی کسی کو جواب
عجب کچہ لگاتے بجہاتے ہین آپ

بگڑنے کو اسباب لازم نہین
نئی بات دل سے بناتے ہین آپ

بہلا مجہ سے کیا ذکر پروانہ کا
مگر شمع دلکو جلاتے ہین آپ

نہ جہنجلاؤ اتنا چلے جائین گے
کہا تہا کسی نے بلاتے ہین آپ

نہ آنا تھا اگر آئے کیوں خواب میں
مگر سوتے فتنے جگاتے ہیں آپ

طبیعت سے ہے کس وجہ رنج آفرین
نئے سے نئے رنگ لاتے ہیں آپ

مری حسرتوں کو جلا دیجیے
کہ ٹھوکر سے مردے جلاتے ہیں آپ

بندھ ہے کیا کسی کو امیدِ وصال
نظر سے نظر کب ملاتے ہیں آپ

نظر آتے گئے کیا کرشمے ظہیر
بتوں پر جو ایمان لاتے ہیں آپ

قاتل کی شکایت ہے نہ خنجر کی شکایت
کچھ ہے تو ہمیں اپنے مقدر کی شکایت

ہم اور قیامت میں ستم ظلم کی فریاد
ہے تیرا گلہ داورِ محشر کی شکایت

تو اور نگاہِ غلط انداز سوئے غیر
رگ رگ میں یہاں کاوشِ نشتر کی شکایت

بیتابی و شوخی میں نہیں فرق کچھ اتنا
کیوں کر نہ لگے وہ دلِ مضطر کی شکایت

درکار نہیں ہے مجھے لطفِ ستم آمیز
بیجا ہے عدو کے دلِ مضطر کی شکایت

کج فہم ہے دشمن کہیں بھید نہ کھل جائے
لازم ہے تجھے ہمیں زلفِ معنبر کی شکایت

کچھ اس سے نہیں دور کہ جی ہار کے بیٹھے
کرنی ہی پڑی غیر سے دلبر کی شکایت

تم آرزوِ دل کو مرے دل میں سمجھ لو
اچھا ہے کہیں اگر گھر کی شکایت

نیند آئے ہمیں کیا کہ نہیں خار سے کمتر
بیجا نہیں تارِ رگِ بستر کی شکایت

اب سنگِ درِ یار ہے اور خاکِ درِ یار
تکیہ کی شکایت ہے نہ بستر کی شکایت

ہیں ہم کو اگر کچھ دلِ بیتاب کی شکوے
شوخی سے ہمیں بھی ہے برابر کی شکایت

واللہ ظہیر آپ بھی کیا سادہ روش ہیں
اس شوخ ستمگر سے مقدر کی شکایت

## ردیف تای فوقانی

ممتاز نبوت سے ہین شایان نبوت
اے نور خدا تجھسے بڑھی شان نبوت

دیکھو تو کہان خاتمہ بالخیر ہوا ہے
آغاز وہی اور وہی پایان نبوت

سلطان زمن ختم رسل سرور کونین
گلچین بہار چمنستان نبوت

یان مہر نبوت سے ہی وان فخر نگین ہے
سلطان سلیمان ہے سلیمان نبوت

ہے عالم اجساد سے تا بزمگہ قدس
اک روشنی شمع شبستان نبوت

مین کیا ہون کہ ہے خود چمن آرائی دو عالم
شیدای قد سرو خرامان نبوت

پڑتی ہے نظر حد ادب سی یہی گذر کر
ہین دور بہت رتبہ شناسان نبوت

حضرت نے یتیمی مین تھے جوہر اقدار
بچپن مین مہیا ہوے سامان نبوت

موقوف رسالت پہ ہے اظہار خدائی
لازم ہوی وحدت کے لئی شان نبوت

یا سید عالم ہین ترے شوق لقا مین
ہموار ہی زمزمہ سنجان نبوت

وہ حصر فقط ذات مقدس کے لیے تھے
باقی تھے نبوت مین جو ارکان نبوت

کیا عشق زلیخا کو حقیقی سی ہی نسبت
ہے شاہد وحدت مہ کنعان نبوت

کیا خوف ظہیر آتش دوزخ سی ہی تجھکو
ہے سر پہ ترے سایۂ دامان نبوت

بڑھے ہے کاش نامہربانی کی صورت
کسی طور ہو زندگانی کی صورت

نہ ہو لینگے دنیای فانی کی صورت
کہ فانی مین ہے جاودانی کی صورت

گمان ہے فقط زندگانی کی صورت
مجسم ہون مین ناتوانی کی صورت

وہ نازو نزاکت سے چین بر جبین ہین
خدا ساز ہے سر گرانی کی صورت

وہ جیتے ہین مرنے پر جو مر رہے ہین
کہ ہے موت مین زندگانی کی صورت

وہ ہین لوح دنیا پہ حرف غلط ہون
کہ پیدا ہے جس سے معانی کی صورت

نہ آغاز سوجھے نہ انجام ہے ہے
ملے خاک مین ہم جوانی کی صورت

جہان کا مرقع بھی عکس عدم ہے
کہ صورت مین ہے بے نشانیکی صورت

اوسیکا ہے جلوہ جدہر دیکھتا ہون
نظر مین ہے کس ہرجائی کی صورت

دل غیر سے کیونکر اون کو نکالون
وہ چھپتے ہین راز نہانی کی صورت

تصور مین بھی کچھہ سراسیمگی ہے
رہے دل مین وہ بدگمانی کی صورت

وہ آتے ہین تو کیا ذبح کرنیکو آتے
کہ اک آفت ناگہانی کی صورت

وہان راز دل ہے محبت عدو کی
نہین اب کوئی رازدانی کی صورت

تری شوخیون کو ہمین جانتے ہین
وہ کچھہ اور ہے مہربانی کی صورت

نگاہون مین پھرتی ہے جی ڈھونڈھتا ہے
کسی برق وش کی جوانی کی صورت

جو دیکھو تو سب صورتین ہین اسی مین
وہ صورت نہ ہے انسان فانی کیصورت

مری ناتوانی ہے اوس حد کو پہونچی
کہ صورت مین ہے سخت جانیکی صورت

مزہ جب ہے قاصد کہ خط کی عوض خود
وہ آئین پیام زبانی کی صورت

ہمین ذوق شوق آزما دیکھنا ہے
کہان تک ہے یہ لن ترانی کیصورت

ہمارے نہ مانی مین کیا کچھہ نہین ہے
مگر اک نہین قدردانی کی صورت

یہ نازش تختر ہین اہل نظر سے
ہمین تک ہے یہ لن ترانی کیصورت

نگہہ وہ کچھہ آفت ادا یہ بلا ہے
سراپا ہین وہ جانستانیکی صورت

ظہیر جگر خستہ تیری فغان بہی
بہت دور رس ہے فغانی کی صورت

جلوہ زخمون سے نمایان ہے قمر کی صورت
اب گرے اب گری ہم پردۂ در کی صورت

ہم دکہادینگے دعامین بہی اثر کی صورت
آپ پہر جائینگے دشمن سے نظر کی صورت

رہی وحشت مین نہ دیوار نہ در کی صورت
بنگئی اور بگڑ کر مری گہر کی صورت

لطف شبہای بلاخیز عدو کیا جانے
اسنے دیکہی ہی نہین شام وسحر کی صورت

ایک جا چین نہین ایک دم آرام نہین
ہم سراسیمہ رہے گہر مین سفر کی صورت

کچہہ نکل آئے اگر اونسے تعارف کی سبیل
کچہہ بدل جائے ابہی شام وسحر کی صورت

واہ اے عشق تری پردہ دری کی صدقے
مل گئی چاکِ گریبان مین جگر کی صورت

جانتا ہون قلق ہجر ہے انجام وصال
ہوش اوڑتے ہین مرے رنگ سحر کی صورت

پردہ آخر رخ مطلب سے اوٹہاتے ہی بنی
نہ چہپانے سے چہپی زخمِ جگر کی صورت

آؤ تم بہی تو مری خانہ خرابی دیکہو
ہے تماشاگہہ عالم مرے گہر کی صورت

تم سراسر ہو تمنای دعای دشمن
ہین سراپا نگہہ یاس اثر کی صورت

منہ دکہاتے ہی بنی پردہ اوٹہاتے ہی بنی
دیکہہ لے جذبِ دلِ شوق اثر کی صورت

اونکے در پر نہین پرسش تو اوٹہو آؤ ظہیر
اب نکالینگے کہین اور گذر کی صورت

ہے ہماری خاکساری عزوشان کو بہی دوست
ای خوشا پامالی افتادگان کو بہی دوست

ڈہونڈہتے ہین کہو کے اپنے کو نشان کو بہی دوست
دور ہین خود رفتگی مین زندگان کو بہی دوست

یا زبان سے ہو بیان عزوشان کو بہی دوست
دلمین جو سمجہے ہوئے ہین رتبہ ان کو بہی دوست

مل گیے ہین خاکمین اور آسمان پہ ہین دماغ
عالم بالا یہ ہین افتادگان کوی دوست

رہنمای پیروان ہے نقش پای پیشرو
خضر راہ مدعی ہین رہروان کوی دوست

اب کسیکو بغض و کینہ ہے نہ کچہہ شک و حسد
چین سے ہین بعد میرے ساکنان کوی دوست

کیا عجب ہے وصف رضوان وہی سب ہو مرا
ہند گو دیتا تو ہے کچہہ کچہہ نشان کوی دوست

ہے سراغ نقش پای غیر اپنا رہنما
کوی دشمن سے ملا ہمکو نشان کوی دوست

بخت خوش انجام دشمن کو کبہی گردش نہین
یا الہی اور ہے کیا آسمان کوی دوست

تہام لیتا ہے کلیجہ مونہہ سے کچہہ کہتا نہین
نامہ بر سے پوچہتا ہون جب نشان کوی دوست

ہے مقرر مدعی شب باش بزم ناز مین
مہربان ہے آج مجہہ پہ پاسبان کوی دوست

جاگتے ہین آج اپنے بخت خوابیدہ ظہیر
سو رہا ہے شام ہی سے پاسبان کوی دوست

ادائین یاد جو آئین مجہے تمہاری رات
برنگ شعلہ تڑپتا رہا ہون ساری رات

علاج درد رہا جوشش بیقراری رات
تڑپ تڑپ کے سر شام سے گذاری رات

غضب مین آیے احبا بلا مین ہمسایے
کہ دنکو نالہ و افغان ہی آہ و زاری رات

ندیم یہ تو بتا دے کہ صبح کیا ہوگا
اجل سے جان بچا کر اگر گذاری رات

کسی طرح کسی پہلو اجل نہین آتی
زیادہ تر ہے گرانجانیونسی بہاری رات

گہڑی گہڑی مجہے گن گن کے صبح ہوتی ہے
شروع شام سے ہوتی ہے دم شماری رات

زمان ہجر مگر بیستون سے بڑہکر ہے
کہ دن ہے کوہ گران اور اس سے بہاری رات

وصال شیرین ہے ہے دراز تر نکلی
ہمارے روز مصیبت سے کچہہ تمہاری رات

وہ نامراد ظہیر جگر فگار نہ ہو
تڑپ تڑپ کے جو کرتا تہا آہ و زاری رات

خاک سرسبز ہو ہماری بات
موںہہ سے نکلی کبھی نہ ساری بات

ستم یہ مرنے کی ہی یہ ساری بات
کوئی جی کو لگی ہے پیاری بات

نہ بنی اوسنے آخرش نہ بنی
لاکہہ بگڑی ہوئی سنواری بات

ہون تو ہون خوش ادا زمانے مین
ہے تمہارے لیے تمہاری بات

رو دیے دیتا ہون ہر سخن کی ساتہہ
ہو گئی اب تو آہ و زاری بات

تمنے کیا کیا سنائین صلواتین
مین نے آدہی کہی نہ ساری بات

پک گئے ہین دل و جگر دونون
ہمسے پوچھے کوئی تمہاری بات

یہ زبان ہے کہ تیغ براں ہے
دل پہ دیتی ہے زخم کاری بات

ای ظہیر اس مین مین لطف ہی یہ
بحر آدہی ہے اور ساری بات

## ردیف تای ہندی

کیا سنائی کہ دل پہ آئی چوٹ
اف رے ظالم غضب لگائی چوٹ

عمر بہر دل لگی مین کہائی چوٹ
اک گئی دل سے ایک آئی چوٹ

جو نظر سے نہ دل پہ آئی چوٹ
وہ زبان نے تری لگائی چوٹ

کہکے اوسکی نگہہ لگاتی ہے
ہان سنبہل بیخبر وہ آئی چوٹ

تہی نظر سے نظر کی جنگ و جدل
مفت مین جان و دل نے کہائی چوٹ

غیر سے وان لگاہ لڑتی تہی
ہمنے کیون دل پہ لی پرائی چوٹ

مونہہ ہی ترچہی کوئی بڑی ہے نگاہ
دل سے کرتی ہی کج ادائی چوٹ

ساتہہ دل نے دیا لگاہون کا
کون کہاتا ہے یون پرائی چوٹ

ستیاناس جاے الفت کا
ہر گھڑی تازہ دل پہ کھائی چوٹ

جانتا ہون بڑے سیانیت ہو تم
کس کو تاکا کدھر لگائی چوٹ

ہاے وہ پوچھنا تجاہل سے
سچ بتاؤ کہان یہ کھائی چوٹ

چھوڑ بیٹھے تھے ہم تو اُنکو ظہیر
غیر کی ضد پہ دل نے کھائی چوٹ

## ردیف ثای مثلثہ

دل کے دینے پہ ہے ناصح مجھے الزام عبث
کہ سمجھکر نہین کرتا ہے کوئی کام عبث

کچھہ تو رسوای الفت مین مزہ ہے ورنہ
کون ہوتا ہے کسیکے لیے بدنام عبث

تھا جو منظور نظر غیر سے اظہار خلوص
مجھکو بدنام کیا او بتِ خودکام عبث

کیون نہین بوسہ بہ پیغام سمجھکر خوش ہون
نامہ بر کو نہین دیتے ہین وہ دشنام عبث

آہ وزاری کے لیے رات پڑی ہی ساری
مضطرب شام سے ہے تو دلِ ناکام عبث

دل مین ٹھہرائی ہے جو تجھسے بلا کر کہدو
واسطہ ہیچ ہے اور نامہ و پیغام عبث

ہو لیا جو کہ ہوا روزِ نخستین مین ظہیر
گلۂ بخت غلط شکوۂ ایام عبث

## ردیف جیم عربی

کیا دیکھتے ہو دیکھہ کے دشمن کو ادھر آج
ہم خوب سمجھتے ہین جو ہے مدنظر آج

تم کیا کہ زمانہ ہی ہے کچھہ رنگ دگر آج
دل کیا نہین ملتا نہین ملتی ہے نظر آج

تم پہلوے دشمن مین ہو یا ہو مری گھر آج
بیٹھے ہو کہان دل ہی کہان دھیان کدھر آج

تم پھر گیے مجھسے کہ نگاہین طرفِ غیر
بدلا ہے طبیعت کی طرح رنگ نظر آج

ہوتی نہین کیون صبح شب وصل عدو مین — تم چھپتے ہو مجھسے کہ خجالت سے سحر آج
دم ہے کہ غم ہجر ہے جیتا ہی کہ مرنا — تم کیا نہین پہلو مین نہ دل ہے نہ جگر آج
ناکام ہے کچھہ سا ہی شب وصل عدو مین — شرمندہ ہے کیا کیا نہ دعاؤن سے اثر آج
کچھہ سوچ کے بیٹھے ہین تری راہگذر مین — یہ جان لیا ہے کہ نہ سودا ہے نہ سر آج
منظور نہے منظور ہے کچھہ سرزنش غیر — مین بھی تو کہون دل مین وہ کیون آئے ادہر آج
تھی ہم کو کچھہ افسردگی یاس سے تسکین — وہ آگ لگانیکو ہین آئے مرے گھر آج
ہم وصل پہ ادھے ہین ادھر غیر ہی برہم — ہے دونو طرف ضد مین ادہر آج ادہر آج
شوخی ہے طبیعت کی کہ حال دل بیمار — کل اور تھے کچھہ اور ہین انداز نظر آج
کہتا ہون برا غیر کو تم سنتے ہو خاموش — کیا بیخبری ہے کہ نہین کچھہ بھی خبر آج
بشاش کچھہ ایسے ہین وہ پیغام عدو سے — گویا کہ سنی ہے مرے مرنے کی خبر آج
ہے روز مصیبت کو نہ آغاز نہ پایان — یہ طرفہ قیامت ہے کہ شب ہے نہ سحر آج
ہم کوچہ دشمن مین بچھا دینگے نگاہین — دیکھین گے کہ جاتے ہین وہ بچ بچ کے کدہر آج
پھر عہد شکستہ کی درستی ہے عدو سے — پھر تمنے مرے قتل پہ باندھی ہے کمر آج
کیون کر نہ کہون شکوہ نہ تھے غیر کے گھر مین — تم شام کو آتے ہوے آئے ہو سحر آج

کیا کیا ہین ظہیر اہل خرابات مین چرچے
ایک ایک سے کہتا ہے کہ ہین آپ کدہر آج

جاتی ہی سوی در خود نظر یار بار آج — کیون کر کہون عدو کا نہین انتظار آج
دیتا پیام وصل ہے کچھہ اضطراب شوق — تھمتا نہین بغل مین دل بیقرار آج
مرنا تو سہل ہے مگر الزام کیون اٹھائین — وعدے کی شب ہے اور یہی انتظار آج

دیکھی ہے کچھہ نہ کچھہ تو رقیبونکی سرکشی
بیٹھے ہین سر جھکایے ہوئے شر مسار آج

دونا ہوا تلاسفِ دردو الم سے رنج
رونے لگے وہ سُنکے مرا حالِ زار آج

کچھہ کم نہین صعوبتِ ہجران ہی حشر سے
ہو جایے کاش پرسشِ روزِ شمار آج

لینا خبر ظہیر کی اسے اہلِ میکدہ
بیٹھا ہے بنکے زاہدِ شب زندہ دار آج

## ردیف جیم فارسے

حسرتِ بوسۂ لعلِ لبِ دلدار نہ کھینچ
منتِ نازِ مسیحا دلِ بیمار نہ کھینچ

خونِ عاشق سے ہے گلرنگ خطا ہی کیاکی
دیکھہ چٹکی مین ستمگر لبِ سوفار نہ کھینچ

ای پریشانی غم ساتھہ نبہا کر دل کا
کلفتِ برہمیِ گیسوے خمدار نہ کھینچ

طالب بوسہ یہ اتنا ترش ابرو کیون ہے
لبِ جانبخش وگے بیمار یہ تلوار نہ کھینچ

تو نے دیکھے ہی نہین روزِ الم کے اندہیر
دور اپنے کو سیاہی مین شبِ تار نہ کھینچ

ہے تو پھر حسرتِ عاشق سے نکلنا کیسا
تیر کو سینۂ بسمل سے کماندار نہ کھینچ

زیست چاہے تو عدو زہر ہی کھا کر مر جا
زحمتِ جان کنی مرون دشوار نہ کھینچ

جذبۂ شوق محبت کو تری آگ سے لگے
مجھہ کو ای دل طرف کوچۂ اغیار نہ کھینچ

کیا یہ کم ہے کہ رہین کشمکشِ شوق ہو ن
جذبِ اُلفت طرف کوچۂ دلدار نہ کھینچ

پیچھے پیچھے چلی آتی ہے نسیمِ کنعان
کاروان کو ہوسِ گرمیِ بازار نہ کھینچ

ہم خنک مہری گردون سے جلے بیٹھے ہین
تو مشقت عبث ای آہ شرربار نہ کھینچ

ایک دریوزہ گر کوئی خرابات ہون مین
مجھہ کو ای کشمکشِ سبحہ و زنار نہ کھینچ

رند ہون قیدِ مذاہب سے ہون آزاد ظہیر
مجھہ کو ہر گز طرفِ کافر و دیندار نہ کھینچ

## ردیف حای حطی

ملا ہے مجھہ کو نصیبون سے مہربان ناصح
کہ اوسکی یاد دلاتا ہے ہر زمان ناصح

ہمارے [illegible] پہ کہے تو بُرا حسینون کو
خدا سنائے نہ ہمکو ترا بیان ناصح

مرا جو شیشۂ دل سنگ یاس سے توڑا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان ناصح

گلی مین یار کی جانے کو منع کرتا ہے
ہوا ہے تو بھی رقیبون سے ہمزبان ناصح

ہم اور کوی بتان اور جادہ فرسائی
پھرے گا ساتھہ ہمارے کہان کہان ناصح

خبر ہے گرم مرے گھر مین اونکے آنیکی
ذرا خدا کے لیے بند رکھہ زبان ناصح

جلا ہوا ہے مگر تو بھی اوس پریوش سے
تری طرف سے مجھے ہین بُرے گمان ناصح

تری زبان نے مجھے خلق مین کیا بدنام
ترے سوا نہین اب کوئی رازدان ناصح

خدا کرے کہ کہین دل ترا بھی آجایے
ظہیر راز سے تو بھی ہو ہم فغان ناصح

## ردیف خای معجمہ

وہ اور بھبوکا ہووے جب عکس پڑا سُرخ
کیا نام خدا رخ پہ دوپٹہ ہے کھلا سُرخ

تلوؤن سے ملا آپنے کسکا دلِ پُرخون
ایسا تو نہ دیکھا تھا کبھی رنگِ حنا سُرخ

کیا حُسن کی گرمی سے دمکتا ہے وہ چہرہ
عارض کی ہے رنگت گلِ احمر سے سوا سرخ

اللہ رے نزاکت کہ حرارت سے حنا کے
گلرنگ ہوا جسم ہوے جب کفِ پا سرخ

کچھہ رنگ دگرگون ہے خدا خیر کرے آج
رخسار ہین گلرنگ تو آنکھین ہین جدا سرخ

رنجش سے بڑھا پیار بگڑنے سے بنی بات
چہرہ کا کھلا حسن جو غصے مین ہوا سُرخ

ہے ہے نہ رہا وصل مین کچھہ خوفِ محبت
بوسون سے کیے اونکے لبِ روح فزا سرخ

گلگونہ رخسار ہوی شعلہ مزاجی
کچھہ آج نقابِ رخِ روشن ہی سوا سرخ

ہے مدنظر قتلِ ظہیرِ جگر افگار
اوس کافرِ سفاک نے نامہ ہے لکھا سرخ

## ردیف دال

ہے وحدت و کثرت مین تماشای محمدؐ
مجموعۂ قدرت ہے سراپای محمدؐ

ہے دیدۂ حق بین مین تماشای محمدؐ
اللہ کا طالب ہے شناسای محمدؐ

بچتا جو لگا ہون سے تو سایہ نظر آتا
ہے چشمِ ملائک مین مگر جای محمدؐ

پیراہنِ یوسف کو ہے جس بو مین بسایا
تھی نکہت گیسوی سمن سای محمدؐ

اوس نور مجسم مین ہے اللہ کا جلوہ
ہے شکلِ الف قامتِ رعنای محمدؐ

سایہ کے نہ ہونے سے کھلا سر نہانی
یعنی کہ نہین خلق مین ہمتای محمدؐ

ہے موجِ تبسم مین عجب روح فزائی
قربانِ لبِ لعلِ مسیحای محمدؐ

ہے خلوت و جلوت مین وہ اسمی شامل
کونین مین ہے نقش کفِ پای محمدؐ

حضرت کے سوا کون ہے حضرت کا شناسا
ہے چشمِ محمدؐ مین مگر جای محمدؐ

کٹتی ہے اسی دہیان مین عاشق کی شبِ ہجر
اے وصل علی زلفِ دل آرای محمدؐ

مجبور شریعت سے ہون کچھہ کہہ نہین سکتا
ہے دل مین جو کچھہ جوش تولای محمدؐ

ہے سرمۂ مازاغ سے شورش گرِ عالم
آشوبِ جہان نرگسِ شہلای محمدؐ

اپنے کو جو تھی مدِ نظر اپنی نمائش
خود حسن ہوا محوِ تماشای محمدؐ

یان روز نخستین ہی سے ہے فرد اس فردا
کچھ اوس سے بھی اول ہے تجلای محمدؐ

موسی کو ہے جس برق تجلی سے غش آیا
وہ نور دل افروز ہے شیدائے محمدؐ

کیا حسن نمک بیز ہے اللہ رے اللہ
کونین مین ہے شورش و غوغای محمدؐ

دیکھو تو ذرا حسن دوئی سوز کے جلوے
ہر رنگ مین ہے رنگ تجلائے محمدؐ

رحمت کے اشارے ہین شفاعت کی کرشمے
ہے جان جہان نرگس شہلائے محمدؐ

مطلوب جہان ہے مرے مطلوب کا طالب
اے عشق خوشا طالع شیدائے محمدؐ

اس عجز نوازی پہ تصدق ہے دل و جان
اُمت کی تمنا ہے تمنائے محمدؐ

کیون سر بگریبان ہے ظہیر جگر افگار
وافر ہے بہت دامن پہنائے محمدؐ

کہون کیا شوکت و شان محمد
بہت اونچا ہے ایوان محمدؐ

محمدؐ اور یہ سامان محمد
زہے شوکت زہے شان محمدؐ

دو عالم مین ہے سامان محمد
کہ یان تن ہے تو وان جان محمدؐ

فروغ لمعہ انوار حق سے
فروزان ہے شبستان محمدؐ

ازل کیا ہے ابد کہتی ہین کسکو
یہی آغاز و پایان محمدؐ

چمن پیرائے گلزار جہان ہے
بہار روی خندان محمد

سبق آموز عقل اولین ہے
مگر طفل دبستان محمدؐ

صباحت زار روز کن فکان ہے
دم صبح گریبان محمدؐ

گل شاداب رحمت سی ہی معمور
سراسر جیب و دامان محمدؐ

بس اب ممکن ہی قرب خاص باری
کہ ہاتھہ آیا ہے دامان محمد

فرشتے ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو
وہی تو ہین غلامانِ محمدؐ

فرازِ عرش سی گذرا ہوا ہے
عروجِ خاکِ بیزانِ محمدؐ

کوئی کیا جانے اسرارِ لدنی
کہ مشکل تر ہے آسانِ محمدؐ

ادہر امت ادہر عشقِ حقیقی
کہین دل ہے کہین جانِ محمدؐ

کلیم اور انتہای شوق اور طوٗر
فرازِ عرش وجولانِ محمدؐ

اگر چشمِ حقیقت بین سے دیکھو
نہین آغاز و پایانِ محمدؐ

محمدؐ ابیارِ باغِ کن ہے
بہارِ کن ہے بستانِ محمدؐ

زبانِ حق محمدؐ کی زبان ہے
خدا کا حکم فرمانِ محمدؐ

درِ جنت پہ ٹھہرے ہین گنہگار
کہ اب آتا ہے فرمانِ محمدؐ

مگر عشقِ خدا کا سلسلہ ہے
کمندِ زلفِ پیچانِ محمدؐ

دبا جاتا ہے جس سے فتنۂ حشر
وہ ہے سروِ خرامانِ محمدؐ

نہ کیون ہون نرگسین آنکھونکی قربان
کہ نرگس خود ہے حیرانِ محمدؐ

وہ چشمِ نرگسین وہ کحلِ مازاغ
دلِ عالم ہے قربانِ محمدؐ

نہ ہونگے حشر تک جس سی سبکدوش
وہ کچھ ہے بارِ احسانِ محمدؐ

نمایش حق کو تھی منظور اپنی
کھلا اب رازِ پنہانِ محمدؐ

فقط اک چشمِ عالم مین نہین جا
خدا ہے خود نگہبانِ محمدؐ

ہوای شوق مین پہونچے کہان ہین
رہے ہے ہشیار بستانِ محمدؐ

ظہیر اور اسقدر گستاخ دستی
بھلا تو اور دامانِ محمدؐ

ہے جلوۂ حق آئینۂ روے محمدؐ
کیون چشم خدا بین نہ اوٹھی سوی محمدؐ

قبلہ ہے مرا کعبۂ ابروی محمدؐ
سر طاعت خالق مین ہے دل سوی محمدؐ

گر سے نہ دیا حور و ملائک نے زمین پر
آنکھون مین لیا سایۂ گیسوی محمدؐ

ہو نکہت فردوس سے کس طرح نہ برہم
جس سر مین ہو سودای سر کوی محمدؐ

دیکھینگے ترے گلشن فردوس کو رضوان
آئے ہین مقیمان در کوے محمدؐ

ہے سلسلۂ حسرت آزادی محشر
دلبستگی حلقۂ گیسوے محمدؐ

دیکھین تو چلی آئین کہان تک ہین گنہگار
وہ عرصۂ محشر ہے تو یہ کوے محمدؐ

ڈرتا ہون کسی وقت نہ کچھ منہ سے نکل جاے
اللہ سے ملتی ہے بہت خوی محمدؐ

کھنچنے کو کھنچے طول یہ ہنگامۂ محشر
کافی ہے بس اک جنبش ابروی محمدؐ

ایک ایک سے ہوتی ہین شفاعت کی سوالے
طرار ہے کیا چشم سخنگوے محمدؐ

محشر مین گنہگارون سے اللہ نے کہا
رحمت کا ادہر باب ادہر روی محمدؐ

سایہ کے عوض ساتھ ہے انبوہ گنہگار
صدقے ترے ای قامت دلجوی محمدؐ

اب ہم پہ کھلے معنی ایمای یداللہ
ہے دست خدا قوت بازوی محمدؐ

یارب ہو وہ دن بہی کہ ظہیر جگر افگار
آنکھون سے ملے خاک سر کوی محمدؐ



انکھ اپنی شب غم نہ ہوی تا بسحر بند
دشمن مری آنکھون مین رہا شب کو نظر بند

وان روزن در بند ہین یان دیدۂ تر بند
وہ وان ہین نظر بند تو ہم یان ہین نظر بند

دو چار گھڑی باز رہے تا در امید
دربان در دلدار ابہی سے تو نہ کر بند

کچھ دور نہین چارۂ خونابہ فشانی
یا زخم جگر بند ہو یا دیدۂ تر بند

توسوز نہان سے نہین ای چارہ گر آگاہ
مرجاؤن گا مین ہونگے اگر زخم جگر بند

اوس بزم مین مین سوی فلک یون نگران ہون
صیاد کو جس طرح تکے طائر پر بند

تہا موت کو بہی ہاے اسیوقت پہ آنا
وہ آیے ادہر آنکہہ ہوی ہای اودہر بند

اب ڈر ہے مجھے جذبۂ دل پردہ دری کا
سنتا ہون کیے غیر نے وان روزن در بند

دیکھو تو ذرا عشرت دشمن کے تکلف
دربان پہ یہ قدغن ہے کہ ہو شام سے در بند

کیا جانین ظہیر اب کی ہے کس خواب گران مین
یون آنکہہ نہ رہتی تہی کبہی آٹھہ پہر بند

تیرے بلاکشون کی اگر ہو فغان بلند
ہو جائے ضد سے اور بہی کچہہ آسمان بلند

کرتے ہین ہم بہی نالۂ آتش فشان بلند
دیکہین بلند تر ہے فلک یا فغان بلند

ہو بہی گئی جو آہ دل ناتوان بلند
پہر کچہہ مکان بلند نہ کچہہ لامکان بلند

اپنی نگاہ مین ہین نشیب و فراز دہر
ہے ایک دوسرے سے کہین آسمان بلند

ہے لطف سوز جب کہ شکایت نہ لب تک آئے
وہ آگ دل مین ہو نہو جس سے دہوان بلند

ہمت اگر ہو نالۂ گردون شگاف مین
کچہہ دور آسمان ہے نہ کچہہ لامکان بلند

دست دعا مرا مری ہمت سے پست تر
اور دل کے حوصلون سے ترا آستان بلند

اللہ رے اوج طالع مسعود مدعی
ہے گو کہ آسمان مگر اتنا کہان بلند

کیون تجہہ کو آشیانۂ بلبل کا فکر ہے
اتنی تو شاخ گل نہین ای باغبان بلند

وقف حوادث فلکی ہین بلند قد
گرتی ہے تاک تاک کی برق آشیان بلند

ہمراہ قافلہ ہون جو ہمسے شکستہ پا
ہرگز نہو غبار رہ کاروان بلند

ہے دہوم عرش تک تری فریاد کی ظہیر
ہوتا ہے شور نالہ کہان سے کہان بلند

## ردیف ذال

پڑھنے لگتا ہون اوٹھا کر جو زمین کا کاغذ
ہے یہہ سودا کہ نہو کوئی وہین کا کاغذ

کیا ہے تعویذ نمط اوسکو چھپا کر رکھون
نامہ بر لایے گر اوس پردہ نشین کا کاغذ

نہین تقدیر کے لکھے کا کوئی اور علاج
گلے ہے جوشش گریہ مین جبین کا کاغذ

خط مرا جان کے کرتے ہین وہ پرزے پرزے
لایے گر نامہ رسان کوئی کہین کا کاغذ

وہ مضامین دلاویز وہ دلکش عنوان
نسخہ سحر ہے اوس دشمن دین کا کاغذ

دم بدم چھیڑ ہے یہ گھر سے اوٹھانیکو لیے
لے لیا آپ نے کیا مول زمین کا کاغذ

ای ظہیر اوسکو اگر بھیجتے ہو نامہ شوق
ہو لفافہ یہ نہ تحریر کہین کا کاغذ

## ردیف رای مہملہ

آنکھون مین رہے تم دل مضطر سے نکلکر
صد شکر کہ گھر ہی مین رہے گھر سے نکلکر

آوارہ و برباد پھرا گھر سے نکلکر
چکر مرے تلوون مین رہا سر سے نکلکر

شامل ہے تپش مین تری شوخی دم بسمل
دم آگیا مجھہ مین ترے خنجر سے نکلکر

پرسان نہین مسکن مین کوئی اہل ہنر کا
ہے قدر مگر لعل کی پتھر سے نکلکر

سر پھوڑتی پھرتی ہے مری قبر سے حسرت
ویران ہین ارمان دل مضطر سے نکلکر

دنیا مین نہین ہے شب ہجران کا ٹھکانا
کمبخت کہان جایے مرے گھر سے نکلکر

چھپتے ہو کدھر تم دل عاشق تو نہین ہے
جاوگے کدھر عرصہ محشر سے نکلکر

ارمان نہین ہم کہ کسی دل مین سمائین
جائین تو کہان جائین ترے گھر سے نکلکر

مارا بھی جلایا بھی مجھے ایک ادا مین — دم آگیا مجھ مین تری ٹھوکر سے نکلکر
اللہ رے اللہ رے آشفتہ مزاجی — سودا بھی پریشان ہے مری سر سے نکلکر
اس پیچ مین آئے کبھی اوس پیچ مین آئے — جائینگے کہان زلف کی چکر سے نکلکر
آہ دلِ پر درد ہو یا جان ہو میری — جاتے ہو کہان تم دلِ مضطر سے نکلکر

پابندیٔ ہستی ہے ظہیر آہ عجب قید — جا سکتے نہین گنبدِ بے در سے نکلکر

## ۴ سمجھکر

طرزِ نگہِ نرگسِ مستانہ سمجھکر — ہم پی گئے شکوے تری پیمانہ سمجھکر
ہر سنگ کو سنگِ درِ جانانہ سمجھکر — سو بار گئے کعبے کو بتخانہ سمجھکر
ساغر کو ترے نرگسِ مستانہ سمجھکر — سو ٹکڑے کیے توبہ کے پیمانہ سمجھکر
باتون مین اوڑایا کیے دیوانہ سمجھکر — سمجھے نہ یگانے مجھے بیگانہ سمجھکر
جان باختۂ گیسوی جانانہ سمجھکر — اونکے دلِ صدچاک سے ہم شانہ سمجھکر
طولِ شبِ غم ہے نہ سیہ روزیٔ ہجران — گیسو سے اولجھتا دلِ دیوانہ سمجھکر
عاشق کی بھی کچھ برہمیِ دلکا ہی دہیان — مشاطہ ذرا کیجیو تو شانہ سمجھکر
جلوی یہ نہین جسم جو صورت نظر آئے — بیہوش ہوئے طلعتِ جانانہ سمجھکر
روداد الم کیا مرے غمخوار سے سن لی — وہ دل مین جو آتے تہین غمخانہ سمجھکر
اوس غم مین جینے نہ دیا رشک و قلق نے — اپنون نے نکالا مجھے بیگانہ سمجھکر
اس گھر کا مکین ہو رہے ہی حسرت و ارمان — تم دلکو بنا نا مرے غمخانہ سمجھکر
بدمستی و ہشیاری مے خوار تو دیکھو — پیمانِ وفا توڑے ہین پیمانہ سمجھکر
اک گل پہ تو اسنج نہین ذوق مین بلبل — اک شمع پہ جلتا نہین پروانہ سمجھکر

میرا نہ گریبان ہو نقابِ رخِ جانان
اے دستِ جنون ہمتِ مردانہ سمجھکر

مسجد کو نہ لیجائینگے زاہد نہ خفا ہو
آئے ہین نشے مین درِ میخانہ سمجھکر

تشخیص نگاہِ بتِ خودکام سے نے مارا
دیوانہ بنایا ہے مجھے فرزانہ سمجھکر

عاشق سے بھی ہوتی ہے کہین تشکوہ مری
بلبل نہ سمجھنا ہے مجھے پروانہ سمجھکر

زاہد نے کیا کیا ہے نہ پی مے نہ دیا دل
توڑا کبھی توبہ کو نہ پیما نہ سمجھکر

سر تیرے قدم پر ہے کبھی پاے مغان پر
گرتا ہے نشیمن ترا استانہ سمجھکر

پھر کہتے ہین تو ہین نکتہ سرا اہلِ خرابات
پڑھتے ہین سخن کو مرے رندانہ سمجھکر

دلکش ہے غضب نرگسِ مستانہ ساقی
میخوار سما جائین نہ میخانہ سمجھکر

پوچھین تو غرض کیا ہے نہ پوچھین تو بیان کیا
وہ اور سنینگے مرا افسانہ سمجھکر

کچھ اپنی طرف دیکھیے کچھ ظرف قدح خوا
دیتے ہو تو دینا ہے مجھے پیمانہ سمجھکر

ممکن ہے کہ دربانِ درِ ساقیِ کوثر
لوٹے نہ گدائیِ درِ میخانہ سمجھکر

کوچے مین ترے گرمیِ ہنگامہ ہے مجھسے
رہنے دے مجھے سبزۂ بیگانہ سمجھکر

## قطعہ

اسد وہ دن بھی ہو کہ خاکپۂ شیرب
ہم سر پہ رکھین تاجِ ملوکانہ سمجھکر

مین خاک نشین درِ قوسین نشین ہون
اے چرخ بچھا مسندِ شاہانہ سمجھکر

مجھکو شرفِ خلعتِ الفقر ملا ہے
دھوکے مین نہ آ دلق گدایانہ سمجھکر

اوس در کا ثنا خوان ہون کہ جس در پہ فرشتے
رک جاتے ہین دربار امیرانہ سمجھکر

ملجا ہے ظہیر اپنا درِ ساقیِ کوثر
ہم وان بھی چلے جائینگے میخانہ سمجھکر

صبحِ محشر یاد آئی شامِ ہجران دیکھکر
کھل گئین آنکھین مری خوابِ پریشان دیکھکر

آ گئے دھوکے مین ہم روے فروزان دیکھکر
دل دیا اک نامسلمان کو مسلمان دیکھکر

آج کیون اتنا بیانِ خلد مین لگتا ہے جی
کیا کہین آیا ہے واعظ کوئی جانان دیکھکر

ہو چلا ہے کفر میرا رہنمایِ راہِ دین
خلد مجھکو یاد آیا کوئی جانان دیکھکر

پنجۂ وحشت سے پیراہن جگر تک چاک ہے
پھٹ گیا ناصح کا دل میرا گریبان دیکھکر

بخت خوابیدہ ہمارا جاگ کر پھر سو گیا
بند آنکھین ہو گئین رخسارۂ تابان دیکھکر

مجھہ سے زاہد ماجرای بت پرستی کچھہ نہ پوچھہ
ہوش میرے اوڑ گئے تصویر جانان دیکھکر

جوش وحشت سے نہین ٹکتی زمین پر اب قدم
اوڑ گیا کوسون ہمارا دل بیابان دیکھہ کر

ہین گرفتارون مین جسکے کچھہ اوسیکو فکر ہے
ہم ہوئے ہین معتکف کنج زندان دیکھکر

وہ نگاہ شرم آگین اسطرف پھرتی نہین
پھر گئین اپنی نگاہین وضع دوران دیکھکر

کیون نہین ہوتی خدایا شام غم صبح وصل
چاہیے عیش و طرب ہو رنج و حرمان دیکھکر

کب ہوا نادم کیے پر اپنے وہ نا منفعل
ہے پشیمان ہی تو دشمن کو پشیمان دیکھکر

بیمروت وقت شکوہ بن گیا نا آشنا
پھیر لین آنکھین مرا حال پریشان دیکھکر

کیون نہ مر جاؤن مین ایسے پر کہ ہنگام وداع
لے لیا مونہہ پر دوپٹہ مجھکو گریان دیکھہ کر

دعوی رنگین نوائی بھول جاتے ہین ظہیر
خوش نوایان چمن تجھکو غزل خوان دیکھکر

ٹھہرا ہے حصر درد جدائی وصال پر
موقوف زندگی ہے امید محال پر

دھڑکا شب وصال مین ہے صبح ہجر کا
آغاز مین نگاہ ہے اپنے مآل پر

دیکھین کہانتک آپ عدو سے نباہینگے
انجام ہر کمال ہے آخر زوال پر

یارب وفور شوق کی تدبیر کیا کرون
ممکن ہے انتہا ہی جدائی وصال پر

انجام عشق دیکھیے کیا حال ہو ظہیر
آغاز ہی مین وحشت دل ہے کمال پر

میکشو رحمت باری ہے گنہگارون پر
بجلیان کوندہتی ہین بانکی دیوارون پر

وار پر وار بپا ہی ہین دل افگارون پر
رکھہ لیا ہے نگہ یار نے تلوارون پر

سادہ لوحون پہ نہ موقوف نہ عیارون پر
دل کا آنا ہی قیامت ہے طرحدارون پر

واہ وا خوب شب وعدہ لگائی مہندی
رات بھر تمنے لٹایا مجھے انگارون پر

یاالہی کہین عاشق ہون نصیحتگر بھی
بیگناہون کا پڑے صبر ستمگارون پر

بدگمان تم بھی مجھی سے ہو تکلف موقوف
ورنہ تکرار ہو کیون وصل کی اقرارون پر

آج سے ہم بھی ہی چاہنے والے اونکے
کچھہ تو ہے بات کہ گرتی ہو ہوسکارون پہ

دل شکستہ ہین قفس توڑکی جائین کیا خاک
بجلیان ٹوٹ پڑین تازہ گرفتارون پر

اپنے سینے مین ہے وہ آہ شرربار ظہیر
برق بھی لوٹتی ہے شک سے انگارون پر

ناز معشوق کی ہوتی ہین طلبگارون پہ
برق بھی تاک کی گرتی ہے وفادارون پر

حسن کی گرمے بازار الہی توبہ
آگ سی آگ برستی ہے خریدارون پر

رشک کی جا ہے ستمگر کہ گوارا ہے تجھے
ناتوانی کے ستم ہون تری بیمارون پہ

تھوڑی دولت پہ تنکظرف اچھل پڑتے ہین
دیکھہ لو کرکی نظر غور سے فوارون پر

کشتۂ شوق تجلی ہین تجلی معلوم
ہای گرتی نہین بجلی بھی بلامارون پہ

حوصلے جرم کے کچھہ اور بڑھا دیتی ہو
تم کچھہ اس ڈھب سے بگڑتی ہو خطاوارون پہ

کہنہ بیٹھین کہین کچھہ موںہہ سے لب زخم جگر
موںہہ نہ کھلواؤ خفا ہو کی دل افگارون پہ

سر کے بل جادۂ تسلیم کرو قطع ظہیر
کہ قدم رکھتے ہین اس راہ مین تلوارون پر

شانِ حسنِ کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر
صورتِ معنی نما ہین شمع و گل شمس و قمر

قطرہ قطرہ بحر ہے پہر بحر کا کیا پوچھنا
کیسے کیسے دلربا ہین شمع و گل شمس و قمر

اوسکو دیکھا چاہیے ذرہ ہین کس خورشید کے
یہ تو مانا بے بقا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک کی ہو کر نہین رہتے جہان مین خوبرو
ایک عالم آشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

ہے تحیر خیز حسنِ عالم آرا کیا کہون
ایک شانِ کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک شب کے دوست ہین یہ ایکدن کے آشنا
آشنا نا آشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

اب سے کہلے ہین معنی لولاک ہمپر ای ظہیر
کسکے جلوے کی ضیا ہین شمع و گل شمس و قمر

گدگدایا جو اونہین نام کسی کا لیکر
مسکرانے لگے وہ موںہہ پہ دوپٹہ لیکر

خوش تو ہین آپ ہمارا دلِ شیدا لیکر
کہین سودا ہی محبت کا ہو نہ سودا لیکر

آج تک کوئی نہ ارمان ہمارا نکلا
کیا کرے کوئی تمہارا رخ زیبا لیکر

واہ یہ خوب ہوی کوئی کہین ہو بدنام
ذکر ہے دوڑتے ہو نام ہمارا لیکر

اَج جو دل دے تمہین کوئی تو کس امید پہ دے
تم پہر بیٹہتے ہو مال پرایا لے کر

پوچہہ لیتے ہین وہ یہ اپنے خریدارون سے
آپ لے کیا لیکے ہو اور جاؤ گے کیا کیا لے کر

تیرہ روزون کی شاید کوتاہی ہے کیا کیا
تیرے گیسو کی درازی شب یلدا لے کر

[illegible] آ سکے جو رک جاتے ہو ای نالۂ زار
پانو پہیلانے لگے تم بہی سہارا لے کر

دن ہین سے دل بیمار گہرے پڑتی ہو
اوٹہہ کہڑے ہو نہ چلو نام خدا کا لے کر

غیر کو ساتہہ ہے وہ پہر عیادت لایا
لو مسیحا ملک الموت کو آیا لے کر

اک نہ اک فتنۂ نو خیز لگا لاتے ہو
تم تو آتے ہو نیا روز تماشا لے کر

اب تو حسرت ہے یہی وصل کی بدلی ہو دل صبا
دم نکل جاے کہین دل کی تمنا لے کر

کل اوٹہا لیے گئے اوس بزم سے سنتی ہین ظہیر
مفت معتوب ہوے نام ہمارا لے کر

---

شب کو وہ شوخ رہا گہر سے مقرر باہر
آج اغیار ہین کچہہ جامہ سے باہر باہر

دل مین خندان ہین گلِ داغ گلِ تر باہر
ہم گلستان مین رہے قبر کے اندر باہر

جہانک لیتے ہین وہ غرفے مین جو آ کر باہر
دو رہی سے مجہے کہتے ہین [illegible]ہر باہر

ناصحو ہے وہی مسکن کہ جہان جی لگ جاے
گہر مین جنگل نظر آتا ہے مجہے گہر باہر

سبب خیر ہے مجہے چہپ چہپ کی جہان جاتی ہو
ڈاک رہتی ہے دل و چشم کے اندر باہر

مین گداے درِ میخانہ ہون پہر دے ساقی
ٹوٹا پہوٹا جو پڑا ہو کوئی ساغر باہم

شمع سان پردہ مین بے پردہ نظر آتے ہین
جلوۂ حسن سے یکسان ہین وہ اندر باہر

ان دمون مین ہی کٹی رات کہ کون آتا ہے
دیکہنا گہر سے نکلکر دلِ مضطر باہر

بیخودِ شوق ہون کیا مجہے گلے کرتی ہو
میرے قابو سے ہے میرا دلِ مضطر باہر

جنبشِ بادِ بہاری نہ ہمین چہیڑ کہ ہم
چل کہڑے ہونگے ابہی گہر سے نکلکر باہر

کیون کہا اوسنے کہ دشمن ہے کسی اور کی گہر
اب وہ گہبرا کے ہنوی پہرتے ہین اندر باہر

چین دیتی نہین تربت مین بہی شوریدہ سری
کہ گریبان کفن سے ہے مرا سر باہر

واہ کیا بات ہے ای شوق ملاقات رقیب
کہ وہ گہبرا کے نکل آتے ہین اکثر باہر

پوچھہ لیتے ہین مجھے گھر سے نکلتے ہین وہ جب
دیکھنا جھک کے نہ بیٹھا ہو وہ باہر

پردہ اوٹھتا ہے تو اک برق چمک جاتی ہے
ہم گرے پڑتے ہین پردہ کی برابر باہر

مین تو ارمان نہین ہون کہ نکالو گے مجھے
بیٹھہ جاؤنگا ابھی در پہ مچل کر باہر

مین نہ مانونگا نہین الفتِ اغیار ظہیر
کچھہ تو ہے وہ جو نکل آتے ہین اکثر باہر

## ردیف رائے ہندی

ذکر عدو وصال مین اے بدگمان نہ چھیڑ
ظالم خدا کو مان کے یہ داستان نہ چھیڑ

ہوتی بری ہے آہِ دلِ دردناک کی
ہمکو نہ چھیڑ پھر خدا آسمان نہ چھیڑ

دشمن زبون و بخت معین دوست مہربان
ڈر ہے نکالے اور کوئی آسمان نہ چھیڑ

دینا پڑے نہ ضد سے کسی شعلہ رو کو دل
بے وجہ سب بے قصور مجھے بدگمان نہ چھیڑ

کہہ دونگا سب عدو سے تری بیوفائیان
مجھہ سے حدیث مہر و وفا بدزبان نہ چھیڑ

کچھہ کچھہ غنودگی مین ہے وہ چشم نیمباز
فتنے کو خواب ناز مین تو اے فغان نہ چھیڑ

زخم کہن پہ اب نہ لگا زخم نو ظہیر
غربت مین داستانِ وطن ہمزبان نہ چھیڑ

## ردیف زائے منقوطہ

لٹ لٹا کر ہے سلامت دل صد چاک ہنوز
کوئی ایسا نہوا لکھہ کا گھر خاک ہنوز

وہی ہنگامہ ہے غیر ہین بیباک ہنوز
اوڑ رہی ہے تہِ کوچہ مین وہی خاک ہنوز

ہم ہی کیا ہین کہ تڑپتے ہین تہِ خاک ہنوز
ان جفاؤن پہ نہین شکوۂ افلاک ہنوز

روح کے ساتھہ ہے کیا جانیے کیا نیک و بد
کہ نہین چین سے یہ مشتِ کفِ خاک ہنوز

مین تو مضمون لگا لکھہ کی پشیمان ہوا
کہ زمین ہے مری اشعار کی نمناک ہنوز

غم سے دو روز مین غنچہ کا جگر چاک ہوا
ہم لیے بیٹھے ہین بر مین دلِ صد چاک ہنوز

قطعِ امید بھی قطع تعلق معلوم
کہ سلامت ہے بغل مین دلِ بیباک ہنوز

وہ جفاؤن سے پشیمان ہوے بھی تو کیا
جنگجویانہ ہین انداز ہین سفاک ہنوز

ہم ہین وہ رند کہ آشام ہین تقوی بھی
محتسب کوی خرابات مین ہے وہ پاک ہنوز

جیب دل مرِ خجالت سے گریبان مین جھکا جاتا ہے | شوخ چشمی سے نظر ہے ہی بیباک ہنوز
تم تو شوخی سے نہ باز آئے نہین کیا پروا | کوئی بیچین تڑپتا ہے تہِ خاک ہنوز
ان قوافی مین لکھو ایک غزل او ظہیر | توسنِ طبع روانی مین ہے چالاک ہنوز

می سے تائب بھی ہوے پیرہن ہے نمناک ہنوز | تاک رہتی ہے نگاہون کی تہِ خاک ہنوز
زندہ درگور ہین غم سے ترے غمناک ہنوز | مل گئے خاک مین لیکن نہ ہوے خاک ہنوز
کوئی آسودہ نہین غم سے تہِ خاک ہنوز | ہین گریبان کیطرح جیبِ کفن چاک ہنوز
جانتا ہون کہ رقیبون سے ہوی ہے ان بن | ورنہ ایسے تو نہ تھے آپ غضبناک ہنوز
وہ بگڑ کر بھی لگاوٹ کی لیے جاتے ہین | ہم گئے جان سے قصہ نہ ہوا پاک ہنوز
صورتِ یاس برستی ہے جوابِ خط سے | چشمِ قاصد دمِ گفتار ہے نمناک ہنوز
کیا ہوا ناصحِ نادان نے اگر قید کیا | خاک اوڑانے کیلیے ہاتھ ہین چالاک ہنوز
ہم چمن مین بھی رہے برگِ خزان دیدہ نمط | کہ اوڑتے پھرتے ہین بشکلِ خس و خاشاک ہنوز
کیونکر اوس منزلِ تجدید پہ رسائی ہو ظہیر | کہ جہان وہم رسا اور نہ ادراک ہنوز

قولِ شکست سے ہمنے بھلایا نہین ہنوز | ہر جا سرِ نیاز جھکایا نہین ہنوز
اچھا ہے لطفِ جور جو پایا نہین ہنوز | دستِ ہوس عدو نے بڑھایا نہین ہنوز
دیکھا تو آسمان سے بلا کا نزول تھا | بالین سے ہمنے سر کو اوٹھایا نہین ہنوز
دار و رسن کی فکر ہے اربابِ ہین | جو دل مین ہے زبان پہ آیا نہین ہنوز
رہنے دے ذکرِ آتشِ دوزخ کو پند گو | کیا سوزِ غم نے دلکو جلایا نہین ہنوز
یارب ابھی سے کیون دلِ مضطر کو یاس ہے | قاصد تو کوئی یار سے آیا نہین ہنوز
افسانہ تھا ہی طور و تجلی سُنا کرو | پردے سے اوس نے جلوہ دکھایا نہین ہنوز
دشمن نگاہِ لطف سے خرسند ہو تو ہو | بارے نظر مین اونکے سمایا نہین ہنوز
ہے جی مین اب کہ حضرتِ ناصح کو بھیجیے | قاصد جوابِ خط کوئی لایا نہین ہنوز
اوس بت نے نیم جلوے مین کیا کچھ نہ کہہ دیا | لیکن نظر مین کوئی سمایا نہین ہنوز

کہتے ہین وہ ظہیر بھی کتنا غیور تھا
جب سے گیا بگڑ کے پھر آیا نہین ہنوز

---

مدعی ایک نہین محرمِ اسرار ہنوز
سبحۂ شیخ مین ہے رشتۂ زنار ہنوز

عام ہے صیتِ کرم پھر گنہگار ہنوز
باب توبہ ہے درِ خانۂ خمار ہنوز

آستانِ حرم و دیر سے پردہ نہ اوٹھا
سر پٹکتے ہی رہے کافر و دیندار ہنوز

چشمِ حق بین ہین نہ ہین گوشِ حقیقت آگاہ
کہ وہی بانگ انا الحق ہے وہی دار ہنوز

اس پہ مرتے ہین کہ غم دلمین رہے جانکے ساتھہ
زندگی یہ ہے کہ ہین جان سے بیزار ہنوز

بھول جاؤگے درِ صومعہ کو حضرتِ شیخ
تمنے دیکھا ہی نہین خانۂ خمار ہنوز

اونکو جو دیکھنے آتے ہین مجھی دیکھتے ہین
ہے تماشا ہی تماشائیِ دیدار ہنوز

ذرہ ذرہ سے فروزان ہی تجلائے جمال
کوئی اوٹھا ہی نہین طالبِ دیدار ہنوز

حیرتِ حسن سے یارائی نظر ہی نہوا
پاس رہ کر بھی رہے تشنۂ دیدار ہنوز

کم نہین یہ بھی تفاخر کہ ظہیرِ خستہ
ہے دعاگوئی درِ دولت سرکار ہنوز

---

زندگی کا ہی سبب خواہشِ آزار ہنوز
ہم تمنائی عیادت مین ہین بیمار ہنوز

کچھہ نہوتے پہ تو یہ کچھہ ہے سرکار ہنوز
کہ رہے واشدگی پر بھی گرفتار ہنوز

اونکے انداز نزاکت نے نہین قتل کیا
ہاتھہ مین خیر سے تھمتی نہین تلوار ہنوز

حشر مین پوچھتے پھرتے ہین یہ غوغا کیا ہے
دل مین پھرتی ہے وہی شوخیِ رفتار ہنوز

کیا مزہ تھا کہ ہمین ہجر مین جلتی ہی تھی
پھر یہ مرنا ہے کہ جینے سے ہین بیزار ہنوز

حشر کہتے ہو جسے آؤ دکھادین تمکو
ایسے فتنے تو پڑے ہین پسِ دیوار ہنوز

ناتوان نے لبِ نازک کی اوٹھائے طعنے
تم سے بڑھکر ہے توانا دلِ بیمار ہنوز

خاک ہوکر بھی غبارِ دلِ نازک ہی رہے
ہم سبکسار بھی ہوکر ہین گرانبار ہنوز

لطف ہی لطف ہے عرضِ تمنائے وصال
کہ نہ انکار وہ کرتے ہین نہ اقرار ہنوز

صبح ہوتی ہے تو ہوجائے تمہین کیا ڈر ہے
کہ مرے بخت سیہ کی ہے شبِ تار ہنوز

دل سے شکوے کی عوض شکر ستم ہی نکلا
آرزو سے ہے سوا لذتِ آزار ہنوز

اسقدر محو فسون ریزی گفتار رہے
کہ رہی دل مین وہی حسرت دیدار ہنوز

دام سو بار کھلا اور رہائی نہ ہوئی
دل مرا ہے خم گیسو مین گرفتار ہنوز

اور تو ہم نہین واقف ہن کہ ہے کون ظہیر
ایک بیکس تو پڑا ہے پس دیوار ہنوز

درد کی طرح نہ رہ رہ کے ستانا ہرگز
داغ بن بن کے مرے دل مین نہ آنا ہرگز

شمع بن کر نہ کسی بزم مین جانا ہرگز
آگ فتنے کی جہان مین نہ لگانا ہرگز

ہمنشین قصۂ دہلی نہ سنانا ہرگز
زخم نو داغِ کہن پر نہ لگانا ہرگز

یہ ہمین تھے کہ ملے خاک مین خوش خوش آخر
تو گرفتار کو ایسا نہ ستانا ہرگز

گرد کلفت سے تہ خاک دبے بیٹھے ہین
چھیڑ کر ہمکو قیامت نہ اوٹھانا ہرگز

پھوٹ جائینگے نئے سر سے پھپھولے اے دوست
ٹھیس اب شیشۂ دل کو نہ لگانا ہرگز

ہم تو بھولے ہوئے بیٹھے ہین کہانی اپنی
پھر کہین فتنۂ خفتہ نہ جگانا ہرگز

ہم سراپا دلِ مجروح بنے بیٹھے ہین
اور کچھ چھیڑ کے چرکے نہ لگانا ہرگز

اور ہین گل کے رجھانیکے ترانے بلبل
سرگذشت دلِ محزون نہ سنانا ہرگز

اے فلک اب نہ بنیگا نہ بنیگا تجھسے
کوئی صورت کدہ ایسا نہ مٹانا ہرگز

کون سنتا ہے تری نغمہ سرائی بلبل
اگلے وقتون کا کوئی راگ نہ گانا ہرگز

شرم آلودہ نگاہون مین نہان ہے شوخی
کسی پرفن کی فریبون مین نہ آنا ہرگز

آگ لگ جائے ترے شوق مین اے حبِ وطن
مجھکو نقشہ مرے دلکا نہ دکھانا ہرگز

ناخوشمندی بھی زمانے مین بلائے جان ہے
بیخودی ہے کبھی اپنے مین نہ آنا ہرگز

دہر مین اور بہت رنگ ستم ہین گلچین
داستان گل کی نہ بلبل کو سنانا ہرگز

بچ کے اس دامگہِ غم سے نکل جاؤ ظہیر
کسی عیار کے فقرون مین نہ آنا ہرگز

مرے رقیب نہ تھے غیر و پاسبان کس روز
بروں کی جان پہ ٹوٹا نہ آسمان کس روز

رقیب آج ہوا ہے سپہر کل دشمن
ہمارے حال پہ تھے آپ مہربان کس روز

تم اپنی شرم سے سوا ہوئین خموشی سے
وگرنہ کہنے کو بیٹھے تھے رازدان کس روز

مسافرانہ کبھی ہوش مین ہین آجاتے
ہم اپنے گھر مین نہین آپ میہمان کس روز

قتیل خنجر بیداد و قہر کیون ہوتے
رقیب مجھ سے سوا تھے فراجدان کس روز

ترے ستم مین بھی کافر کبھی مزہ نہ ملا
نگاہِ قہر و غضب تھی نہ دلستان کس روز

گلے عدو کے ہین جیسے مرے جلانے کو
وگرنہ غیر نہ تھے اونکے رازدان کس روز

مری فغان ہی گری مجھ پہ برق بن بن کر
ہوا نصیب گلستان مین آشیان کس روز

شکایتِ ستمِ روزگار کیا کیجیے
ترا شریک نگہ تھا نہ آسمان کس روز

ہزار لطف نہان ہین تری خموشی مین
نگہ نگہ سے نہین پرسشِ نہان کس روز

ظہیر کفر مین ایمان سے تجھے خدا شرمی
نہ صحن کعبہ رہا کوچۂ بتان کس روز

## ردیف سین

موت آکے پھر گئی مرے بیت الحزن کی پاس
بجلی گری ہے برق یہ صحنِ چمن کے پاس

کیا جا کے بیٹھیے کسی نازک بدن کے پاس
جز داغ کیا دھرا ہے گل و یاسمن کے پاس

کچھ تحفہ لیکے جائیے اہلِ وطن کی پاس
اک زخم تازہ چاہیے داغِ کہن کے پاس

وہ نازکی سے دے نہین سکتے مجھے جواب
بھرتی ہے آرزوی تکلم دہن کے پاس

ظالم نے سر کو مفت مین پھوڑا پہاڑ سے
کیا آہِ دلتراش نہ تھی کوہکن کے پاس

اوس بیوفا کے سامنے جانا ہے حشر مین
جیب دریدہ بھی کوئی رکھدے کفن کی پاس

کیا جانے کس طرف کو پڑی وہ نگاہِ ناز
خود دلکو پھینک دون مین ناوک فگن کی پاس

ناصح جنون کی پہلے ہی تدبیر چاہیے
جنگل بسا دے لاکے کہین ہی چمن کے پاس

غربت مین رہنمون نہ ہوی گردشِ نصیب
ہم دور ہی رہے جو رہے بھی وطن کے پاس

بی طاقتی سے اک شبِ ہجران نہ کٹ سکی
تیشے کئی ہزار سہی کوہ کن کے پاس

اقرار بھی اوسی سے اوسی سے جواب بھی
اک دوسرا دہن بھی لگا لو دہن کے پاس

یہہ تو ہوا ملین عوضِ بوسہ گالیان
ہم لیگئے دہن کو جو اوس بد دہن کی پاس

کیا روؤن بختِ بد کو کہ ہمسایہ ہی رقیب
عشرتکدہ بھی ہے مرے بیت الحزن کی پاس

اللہ رے بدگمانیِ بوسہ دمِ سخن
وہ کان لاکے رہ گیے میری دہن کی پاس

نازک بہت ہین رنج اوٹھایا نہ جائیگا
آنے نہ دو اونہین میری گور و کفن کی پاس

ای جذبِ شوق وان ہی جو صدقہ نگاہ کا
لیچل مجھی کو خود مری ناوک فگن کے پاس

توبہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہون ای شیخ تو سہی
چلکر تو دیکھہ اوس بتِ پیمان شکن کے پاس

ہے گلشنِ خلیل مین جیسے گذر ظہیر
جاتا نہین ہون پھول کے صحنِ چمن کی پاس

اب کاروانِ عمر ہے منزل کے آس پاس
گرداب مین سفینہ ہے ساحل کی آس پاس

ارمانِ دل نکلکے رہے دل کے آس پاس
لٹتا ہے قافلہ مرا منزل کے آس پاس

ہم جستجوی دل مین پھرے دلکے آس پاس
گمگردہ راہ ہین تری منزل کے آس پاس

بڑھ کر نگاہِ ناز سے ہین کم نگاہیان
سو حسرتین شہید ہوئین دلکے آس پاس

ادھی پڑے ہین وار تمہاری نگاہ کے
بسمل ہین حسرتین دلِ بسمل کے آس پاس

ہین سوگوار بلبل و پروانہ شمع و گل
پھرتی ہے بیکسی ترے بسمل کے آس پاس

اے حسرتِ تپش دلِ مضطر کو تھامنا
قاتل کہین نہ ہو تنِ بسمل کے آس پاس

خنجر سے تیز تر ہے تمہاری ادای قتل
بسمل ہزار ہین تنِ بسمل کے آس پاس

ڈرتا ہون وقتِ ذبح طبیعت بدل نہ جائے
کیون ازدحام ہے مری قاتل کی آس پاس

صحرای نجد وادی دل سے قریب ہے
پردے ہین چشمِ قیس کے محمل کے آس پاس

کہتے ہین اختلاط مین ہنسکر رقیب سے
وہ ننگ خانمان نہو محفل کے آس پاس

ہین سوزِ رشک سے بھی ہوئے شادان کہ مدعی
پھرتے ہین تمسے شعلہ شمائل کے آس پاس

پھر صاعقہ طلب ہے دلِ مستمند قیس
دستِ جنون ہے پردۂ محمل کی آس پاس

گل ہے چراغ بزم تمہارے حضور مین
پروانے سر پٹکتے ہین محفل کے آس پاس

آغاز گریہ کچھ ہے تو انجام ہے بخیر
ڈوبا ہون بحرِ عشق مین ساحل کی آس پاس

آفت کی شوخیان ہین مرے اضطراب مین
پھرتا ہون ایک برق شمائل کے آس پاس

شکرِ خدا ظہیر کہ ہین جمع اہلِ فضل
پروانہ وار داورِ عادل کے آس پاس

کیون کوندتی ہی برق نشیمن کے آس پاس
ایمن سے متصل ہون نہ گلشن کے آس پاس

رشکِ وصال غیر مین کچھ سوجھتا نہین
شب بھر پھرا ہون کوچۂ دشمن کی آس پاس

پردے مین بھی جمال سے تابِ نظر نہین
پھرتی نگاہِ شوق ہے جلون کی آس پاس

روتی ہے شمع شام سے میرے مزار پر
پروانے سر پٹکتے ہین مدفن کے آس پاس

مجھہ سے زیادہ کچھہ مری مٹی عزیز ہے
اغیار کا ہجوم ہے مدفن کے آس پاس

نادم ہوا ہون کھینچ کے مین آہِ سوزناک
یارب نہو وہ کوچۂ دشمن کے آس پاس

مین تفتہ جان ہون سوختۂ آتشِ فراق
ہون دفن بھی تو وادیِ ایمن کے آس پاس

ہے ہے وہ نوحہ گر ہو عزای رقیب مین
جاتا نہو جو حلقۂ شیون کے آس پاس

پاسِ ادب بڑہائیو ہرگز نہ دستِ شوق
بیٹھا ہے دام زلف بھی گردن کے آس پاس

اوس بدگمان کو اور توہم بڑہا دیا
جا جا کے دستِ شوق نے دامن کے آس پاس

دونون سے ای ظہیر جدا ہے مرا طریق
جاتا نہین ہون شیخ و برہمن کے آس پاس

## ردیف شین منقوطہ

مجھے غش پہ ہر دم نہ کیون آئے غش
ترا دھیان ہے کار فرمائے غش

نہ جسے حالِ عاشق سے آجائے غش
بھلا اس نزاکت کو کیا پائے غش

مگر اون پہ عاشق ہے خودرفتگی
وہ آئے ادہر اور ادہر آئے غش

مجھے غش مین گیسو سونگھاتے ہین وہ
سوا غش سے ہے کچھہ دوا ای غش

نقاہت سے بڑھ کر ہے کچھہ نازکی
نہ کیون ایسے نازک سی شرمائے غش

ذرا سامنے رکھہ تو لو آینہ
نظر آئے میرا تماشائے غش

کسی طرح ٹھہرے دلِ بیقرار
نہ آئین اگر وہ تو آجائے غش

نہ آئے جنازے پہ جو سنگدل
اوسے حالِ بسمل پہ کیا آئے غش

یقین ہے وہ آئین اگر خواب مین — مجھے نیند کے بدلے آجای غش
مرے سر کو زانو پہ رکھ لیجیے — رہے عمر بہر تا تمنائے غش
اگر مر بھی جاؤن نہو وہ خبر — بھلا ایسے خود بین کو پروای غش
مجھے غش کے بدلے اجل آگئی — کسی نے نہ دیکھا تماشائے غش
مری بیخودی سے ہو واقف اگر — مسیحا کو خود ہو تمنائے غش
جو بسمل کو ٹھوکر لگا کر چلے — کہان اوس ستمگر کو پروای غش
مری داستان کا اوسے کب دماغ — جسے نکہت گل سے آجائے غش
ذرا آکے صورت دکھا جاؤ تم — مجھے صبر کے بدلے آجای غش
سونگھا دیجیے گیسوے مشکبار — کہ پہر عمر بہر مونہہ نہ دکھلائے غش
وہ دامن کی اپنے ہوا تک نہ دے — مجھے غش پہ سو بار گر آئے غش
غشی سے مری جسکا اوڑجائے رنگ — کہان اوس پری وش کو پروای غش
ترے جلوے کی تاب دیدن نہین — کہان تک اوٹھاؤن ستمہای غش

ظہیر ایسے کافر پہ شیدا ہوے — کہ زاہد بھی دیکھے تو ہو جائے غش

بارے اتنے تو رہے وعدۂ دیدار کے ہوش — رنگ بن بن کے ہین اوڑتے ترے بیمار کے ہوش
خود بخود صبر نمط پاؤن اوٹھے جاتے ہین — نہ رہے کوچۂ دلدار مین رفتار کے ہوش
حال میرا مرے احباب سے دیکھا نہ گیا — ہے مرا رنگ پریدہ مری غمخوار کے ہوش
شکوے بن بن کے نکلنے لگے ارمان دلکے — کاش ہوتے نہ مجھے نزع مین گفتار کے ہوش
جھک گئین اور حیا سے وہ خماری آنکھین — دیکھنا عالم مستی مین قدح خوار کے ہوش

چارہ گر کو مری وحشت نے بنایا مجھہ سا
مجھہ سے پہلے ہی اوڑے ہین مری غمخوار کی ہوش

دم بھی نکلا ہے تو آنکھون مین اٹک کر نکلا
آخرین دم بھی رہے حسرت دیدار کی ہوش

لطف تھوڑا سا ادھر بھی نگہہ ہوش ربا
دیکھنے ہین ابھی اپنے مجھے غمخوار کے ہوش

کفر و ایمان کے تکلف سے ہون آزاد ظہیر
سُبحہ کی فکر ہے وحشت مین نہ زنار کے ہوش

## ردیف صاد مہملہ

دشمن جان ہین وہی تھے جو سراپا اخلاص
سچ تو یون ہے کہ ہمین اس نہ آیا اخلاص

تمنے ضد سے مری دشمن سے بڑھایا اخلاص
اب تو زیبا ہے مجھے غیر سے کہنا اخلاص

ہاتھہ گردن مین مری ورد زبان نام رقیب
ہے تمہارا ہی ہی ماننے سے نرالا اخلاص

بزم دشمن مین بلاتے ہو جلانیکے لیے
واہ کیا خوب ہے کیا خوب تمہارا اخلاص

گرم جوشی بھی تو ہین گرم ادائین دلسوز
ای بتو جا لیے جہنم مین تمہارا اخلاص

دل کے خوش رکھنے کو ہین صف عدو کی چھیڑین
ہمنے دیکھا نہ سنا آج تک ایسا اخلاص

مجھہ سے اور غیر کہے قصۂ جانسوز اپنا
ہے غرض جسکے جلانیسے کہان کا اخلاص

دوستی کی ہے تو کچھہ سونچ سمجھہ کر مجھہ سے
یہ پئے سرزنش غیر ہے اونکا اخلاص

چھیڑتا ہے مجھے دشمن کے ہنسانیکے لیے
ورنہ اوس دشمن جانی کو کہا انکا اخلاص

مہربان بھی وہ ہوے ہین تو جفا سے تھک کر
دشمنی کام نہ آئی تو جتایا اخلاص

غرض مطلب پہ ستاتی ہین جلو ہوش ہین آؤ
مجھہ کو بھاتا نہین اتنا بھی کسی کا اخلاص

کوئی دیوانہ ہو تمسا تو ملے تمسے ظہیر
مہربان عین عداوت ہے تمہارا اخلاص

## ردیف ضاد معجمہ

لو وہ کہتے ہین عدو کی داستان سی کیا غرض
اپنے مطلب سی غرض تمکو جہان سی کیا غرض

تمکو میرے شکوۂ شور و فغان سی کیا غرض
جب غرض مجھہ سے نہین میری بیان سی کیا غرض

دردِ پی ایذا ہو کیونکر دشمنِ جانی نہین
ناصحو تمکو مرے آرامِ جان سی کیا غرض

دیکھنے تھے ہمکو سب تیری کرشمے فتنہ گر
مدعی سے بحث کیا تھی آسمان سی کیا غرض

تو جفا جو کینہ پرور اور مین آزار دوست
مجھہ سے ملجا آکے عذر امتحان سے کیا غرض

شکوہای بیقراری سُنکے وہ کہنے لگے
تم تو ایذا دوست ہو آرامِ جان سی کیا غرض

ہے اگر لوگون کے کہنے پر تو ملنا ہو چکا
مجھسے مطلب ہے تو لوگونکی زبان سی کیا غرض

ای صبا کیا کام ہے اوس زلفِ دوتا کی بری
اب تجھے میرے غبارِ ناتوان سی کیا غرض

ابتو شک بڑھنے لگا ناصح مجھی کچھہ اور ہی
تجھہ کو اوسکی پرسشِ نام و نشان سی کیا غرض

جل گیا شاید دلِ دشمن مری فریاد سے
ورنہ اونکو شکوۂ سوزِ نہان سے کیا غرض

نغمہ سنجانِ چمن کو ہو مبارک فصلِ گل
ہم اسیرانِ قفس کو آشیان سی کیا غرض

ہمنے مانا عشق مین نقصانِ جان بہی ہی ظہیر
دیکھئے جب دل تو پہر سود و زیان سی کیا غرض

## ردیف طای مہملہ

کیا قہر ہے جہان مین کسی بدگمان سی ربط
لو مجھہ سی رنجشین ہین مری رازدان سی ربط

رکہنا پڑا تمہارے لیے اک جہان سے ربط
دشمن سے دوستی ہی نہ کچھہ پاسبان سی ربط

ہم بہی کہین نگے ہمکو زبان و دہان ملے
لب کو نہ لب سے اور نہ بانکو زبان سی ربط

بے ربط کسقدر ہی مری داستانِ شوق
مطلب کو گوش سے نہ بیان کو زبان سی ربط

ہے رہروانِ راہِ رضا کا جدا طریق / اس کاروان سے ضد ہے نہ اوس کاروانسی ربط
دل مین مرے رہے مری آنکھون مین تم رہے / پیدا کیا رقیب نے ہے ہے کہانسے ربط
کیا خوب دشمنون سے ملو تم تو ہم ملین / اک تمسے دوستی ہے کہ ہو اک جہانسی ربط
اک تم ہو بیوفا کہ نہین مجھسے کچھہ لگاؤ / بلبل کو ہے قفس سے چمن کو خزان سی ربط
کیا انتشارِ طبع ہے کیا اختلالِ حال / بے ربطیِ بیان کو نہین کچھہ بیان سے ربط
تیرے گلے جو غیر کے مونہہ سے سُنے نہین / کانون ہی کو نہین مری اس داستانسے ربط

اوس شوخ بیوفا سے ملین کس طرح ظہیر
دشمن سے دوستی ہے نہ کچھہ آسمان سی ربط

یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط / الفت کو دل سے دلکو نہو دلستانسے ربط
جس دل مین سوزِ عشق ہو جلجائے ایخدا / شکوے کو لب سے لب کو نہو کچھہ فغان سی ربط
الفت مین ان بتون کی نہ سودائے عشق ہو / وحشت کو سر سے سر کو نہو آستان سی ربط
بجلی گرے فلک سے مگر جذبِ شوق پر / دل سے کشش کو نہو کاروانسے ربط
وہ دل ہو خاک جسمین رہے حرفِ آرزو / لب کو نہو زبان سے زبان کو بیانسے ربط
وہ چشم کور ہو جسے ذوقِ نگاہ ہو / اور ہو نگاہِ شوق کو حسنِ بتان سے ربط
وہ ذوق کیون ہو دلمین کہ جسکے سبب سے ہو / دل کو قلق سے ربط قلق کو فغان سی ربط
پتھر پڑین زبان پہ کہے جو حدیثِ عشق / پھوٹے وہ کان ہو جسے اس داستان سے ربط

دل سے پسند ہے مجھے یہ مصرعہ ظہیر
یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط

## ردیف ظای معجمہ

زہد و طاعت پہ تجھے ناز بجا ہے واعظ | ہم سیہ رو ہین ہمارا بھی خدا ہے واعظ
صفت خالق علام ہین ستار عیوب | مین نے سو بار ترے مونہہ سے سنا ہے واعظ
کفر و ایمان سے نہ کچھہ دوزخ و جنت سے غرض | یان فقط مدنظر اوسکی رضا ہے واعظ
یان وہ کچھہ ہے کہ جو ہفتاد و دو ملت مین نہین | سب سے کچھہ مشرب رندانہ جدا ہی واعظ
ایسی جنت سے تو دوزخ ہے گوارا ہمکو | گر اسی زہد ریائی کی جزا ہے واعظ
خوش ہون دوزخ سے اگر پرسش اعمال نہو | کہ ندامت مجھے عصیان سے سوا ہے واعظ
اوسکی قدرت کے تماشے نظر آجائین تجھے | دیکھہ تو چل کے خرابات مین کیا ہے واعظ
کیا جہنم ترے بس مین ہے عیاذاً باللہ | کوئی آخر تو ہمارا بھی خدا ہے واعظ
خلد مین جائینگے کہتے ہوے ساقی ساقی | وان بھی مذکور مے ناب سنا ہے واعظ
بخدا اگر نہ سمجھتا ہو تو کافر ہو ظہیر | کہ برے کام کا انجام برا ہے واعظ

## ردیف عین

مین ہون گداز و سوز مین ہمداستان شمع | سوزان برنگ شعلہ و گریان بسان شمع
اس جبر پر دراز ہے کتنی زبان شمع | سنتے جو اختیار مین ہوتی فغان شمع
ایک ایک اہل بزم سے ہے رازدان شمع | کیا بیزبانیون پہ ہے روشن بیان شمع
روشن ہے اہل بزم پہ سوز نہان شمع | پروانہ گر نہین تو شعور رازدان شمع
جلتا ہون اپنی روشنی طبع دیکھکر | آتش زبان ہون دہر مین لیکن بسان شمع
کیا تنگنای دہر مین امکان دم زدن | ہوتی ہے قطع شکوے سے پہلے زبان شمع
دیکھین وہ گل ہو پہلے کہ آجاے ہمکو موت | صبح شب وصال مین ہے امتحان شمع

جز سوزِ سینہ کون ہی دلسوز اہل سوز — گرتے ہین پاے شمع پہ اشکِ روانِ شمع
قربان جان نثار ہی دشمن ہین دل گداز — پروانے ہین نثار سرِ کشتگانِ شمع
اللہ رے شوقِ سوز جگر تفتگانِ عشق — خود شعلہ بن گئی ہے سراپا زبانِ شمع
آسان نہین ہے خواہشِ آزار جان نثار — پروانے کے شریک زیان ہی زیانِ شمع
دنیا مین اہل درد ہین جلنے کے واسطے — سوز و گداز شمع ہے گویا کہ جانِ شمع
نیرنگ سازِ عشق کے دیکھو تو سوز و ساز — پروانے کی ہے خاک سے اوٹھتا دخانِ شمع
ظاہر مین گو کہ کرتی ہے محفل فروزیان — اپنی شمع و نثار ہے تجہیر سے جانِ شمع
اوس شعلہ خو سے بڑھ کے ہون مین بھی تنک مزاج — جلتا ہون اپنی آگ مین ہر دم بسانِ شمع
ہر چند پردہ دار ہے فانوس کا حجاب — ہے پردہ در مگر دمِ آتش فشانِ شمع

راہِ رضا مین اُف بہی نہ کرنا کبھی ظہیر
ہوتی ہے قطع بات سے پہلے زبانِ شمع

## ولہ

شاہد پروانہ ہو یا زینتِ کاشانہ شمع — تم وہ شمعِ انجمن ہو تم پہ ہے پروانہ شمع
رات گھٹنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے — مین سنون تیرا بیان اور تو مرا افسانہ شمع
یہ ہے گریان وہ ہے سوزان وہ گریبان چاک ہے — سب عزادارانِ عاشق ہین گل و پروانہ شمع
کیا خوشی اسکی کہ ہم بہی کامیابِ جلوہ ہین — ہے تو بزمِ غیر مین ہے جلوۂ جانانہ شمع
ایک حیلہ ہے حجابِ برقعِ فانوس کا — موںہہ دکہاے خاک پیشِ عارضِ جانانہ شمع
ہو مبارک تجہکو لطفِ عشرتِ بزمِ رقیب — مین ہون اور میرے لیے بس ہے مرا غمخانہ شمع
جس سے روشن ہے تمہارا گھر وہ ہم لوگ ہین — ہے براے نام یون تو زینتِ کاشانہ شمع

خود نمائی اور ہے سوزِ نہانی اور ہے
تو نے دیکھی ہی نہین ہے ہمت مردانہ شمع

تیرہ روزی سے مری ممکن نہین ہو روشنی
گر جلا کر خاک کر دے تو مرا غمخانہ شمع

گرم ہے ہنگامہ اوس محفل کی دیکھا چاہیے
شمع کے بدلے ہو جس محفل مین صاحبخانہ شمع

جمع ہین بزم عدو مین سب جلانیکو مرے
بربط و چنگ و رباب و ساقی و پیمانہ شمع

ہر قدم پر کوندتی ہین بجلیان وقتِ خرام
دیکھ اوس خورشید وش کی لغزشِ مستانہ شمع

ہے تمہاری آستان پر جلنے والون کا ہجوم
میزبان تم ہو کہ ہے اس گھر مین صاحبخانہ شمع

ہو اگر تاثیر کچھ جذبِ دلِ پروانہ مین
پردۂ فانوس سے باہر ہو بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہو چکی آخر ہوا ہی دورِ جام
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

سوزِ الفت سے دلِ معشوق بھی خالی نہین
دفعتاً کیسی بھڑک اوٹھتی ہے بیتابانہ شمع

جان کھو دیتے ہین ضد پر بات کی عاشق مزاج
سیکھ لے پروانہ سے اندازِ معشوقانہ شمع

رشک کہتا ہے کہ یہ بھی عاشقِ دلدار ہے
رات بھر جلتی ہے میرے ساتھ بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہے بجھا دیجے خدا کیواسطے
ہے تو پھر ہے صحبتِ خلوت مین اک بیگانہ شمع

اب اوٹھا دو بزم مین تم بھی ذرا رخ سے نقاب
شوخ چشمی کر رہی ہے کیا ہی بیباکانہ شمع

کہہ دیا کس نے ترا حالِ دلِ پرغم ظہیر
رات بھر روتی رہی سنکر ترا افسانہ شمع

## ردیف غین معجمہ

باقی دل و جگر مین نہین اب سوائی داغ
اک داغ کی جگہ مین ہین سو سو سوائی داغ

باز آئیے اس ملاپ سے تھوڑے اوٹھائی داغ
دیکھے ستم یہ ہائے و آنکھون پہ کھائے داغ

یا آنکہ موردِ نگہہِ التفات ہے / پوچھو دلِ رقیب ہی سے ماجرای داغ
کہتے ہو بیوفا مجھے انصاف شرط ہے / آخر تو آدمی ہے کہان تک اوٹھائی داغ
ہوتا دوا ہے داغ بھی انجام کار درد / یہ درد وہ ہے جسمین نہین انتہای داغ
مالِ بخیل سے ہے امید بھی عبث / کچھہ کیسۂ فلک مین نہین ہی سوای داغ
چھڑکا ہے پندگو نے عجب زخم پر نمک / ناسور پڑ گیے ہین جگر مین بجای داغ

پیدا ہوا ظہیر ہے جلنے کے واسطے
دل بھر سوزِ رشک ہے سینہ برای داغ

## ردیف فاء

کفر مین بھی ہم رہے قسمت سے ایمان کیطرف / شکر ہے کعبہ بھی نکلا کوی جانان کیطرف
ہمتو کافر تھے ہوا دل بھی تہِ ایمان کیطرف / جسکو دیکھو ہے وہی اوس دشمنِ جان کیطرف
کچھہ اسیرانِ قفس کے بخت ہی برگشتہ ہین / بو بھی گل بھر پھر گیی اولٹی گلستان کیطرف
حسن گر اس حد کھنچا جاتا ہے کچھہ جامِ شراب / موجِ مے کو جنبشین ہین لعلِ خندان کیطرف
دیکھتے مرکر کسی پر لطفِ عمرِ جاودان / کیون گیے خضر و سکندر آبحیوان کیطرف
دستِ وحشت سے گریبان اب جگر تک جا رہی / ناصحو کیا دیکھتے ہو جیب و دامان کیطرف
کلبعد قرون بھی رہی دیر و حرم مین کشمکش / مونہہ سوئے کعبہ رہا دل کوی جانان کیطرف
ایک جیبہ کیا گل کھلاے فصلِ گل آئی تو ہے / ہاتھہ ابھی سے دوڑتے ہین جیب و دامان کیطرف
ہو مبارک تجھہ ہے گر مرا انصاف میری ہاتھہ ہو / مین بھی ہو جاؤن اوسی غارتگرِ جان کیطرف
جس سے وحشت تھہ رہے جا سکے کوئی پابندِ وفا / آنکھہ تک اوٹھتی نہین دیوارِ زندان کیطرف

حشر ٹوٹے کس طرف دیکھیں کدہر بجلی گرے — جہانکتے جاتے ہین غمزے چشم فتان کیطرف
رشک کہتا ہی کہ پہونچی ہونگی اس سے اشک غیر — ہاتہہ اوٹہکر رہگیا سوبار دامان کیطرف
وعدۂ دشمن نہو یارب دمِ پیغام وصل — کچہہ جہکی جاتی ہین آنکہین گریبان کیطرف
مین نہ قاصد غیر کا ہون اور نہ پیغام غیر — کیا مخاطب ہین مری وہ شور افغان کیطرف

وان سراسر عفو ہین اوریان خطائین اے ظہیر
وان ترحم پر نظر یان جرم و عصیان کیطرف

دل دوڑتا ہے کیون نگہہ یار کیطرف — جاتی نہین ہے جنس خریدار کی طرف
اوس چشم سنگسار سے دلکو خدا بچائے — بدست دشنہ زیر ہے ہشیار کی طرف
اک شوخ کفر کیش نے ایمان سے کہو دیا — گردن جہکی ہے حلقۂ زنار کیطرف
جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے — اوٹہتے ہین پانو وادیِ پرخار کیطرف
لطف وصال خاک مین تمنے ملا دیا — ہے دمبدم نگہہ در و دیوار کیطرف
کیا ہو دم اخیر جو کعبہ ادہر نہو — مونہہ پہر گیا تہا کوچۂ دلدار کیطرف
دیکھے نگاہ بہر کے ادہر غیر کیا مجال — آنکہین لگی ہین روزن دیوار کیطرف

اتنا نہین ہے کوئی کہے جو خدا لگی
بولے ظہیر خستۂ دل زار کیطرف

## ردیف قاف

نہ پوچھہ مجہسے مری جان ماجرائے فراق — خدا دکہائے نہ دشمن کو صدمہائے فراق
عذاب حشر سے بڑہ کر ہی کچہہ جفائے فراق — وہ شام غم کی درازی وہ صدمہائے فراق

کسی سے ملکے نہو کوئی مبتلای فراق
کہ ابتدای محبت ہے انتہای فراق

مزے وصال و جدائی کے غیر کیا جانے
تمام عمر ہوا جو نہ آشنای فراق

فسانہ شب ہجران مین دن تمام ہوا
ہوئی جو شام تو سر پہ ہے پھر بلای فراق

تمہارے ہجر مین ماتمسرا ہے کاشانہ
بلند ہے در و دیوار سے صدای فراق

سلام روز جزا کو ہے پند گو اپنا
ملے گناہ محبت پہ گر سزای فراق

بجز وصال غریبی وصال یار کہان
سوای حسرت حرمان نہین وای فراق

وہ گو نہ گو نہ تو ہم وہ رنگ رنگ کی شکل
نہ پوچھ کچھ شب ہجران مین شغلہای فراق

نہ کوئی مونس و ہمدم نہ یاور و غمخوار
ورای گوشۂ غزلت بجز بلای فراق

ہوا نہ خلق نہ ہوگا ظہیر سا انسان
ملول و مضطر و ناکام و مبتلای فراق

## ردیف کاف عربی

سوز غم گل کہلائے گا کبتک
داغ آنکھین دکھائیگا کبتک

سب کرشمے مری نظر مین ہین
تو نگاہین چورائے گا کبتک

حشر ہون مین نہ فتنۂ قامت
کوئی در سے اوٹھائیگا کبتک

کیا تصور ترا ہے پردہ نشین
دل مین آخر نہ آئے گا کبتک

غیر کا وعدۂ وصال نہین
مجھسے مونہہ تو چھپائیگا کبتک

آرزو سی ہے آرزو دل مین
خاک مین تو ملائے گا کبتک

غم ہجران نہین نصیحتگر
تو مری جان کہائیگا کبتک

فکر کیا اور کیا زبان ظہیر
طرزِ مومن اڑائیگا کبتک

فتنہ گر شوخیِ حیا کب تک
دیکھنا اور نہ دیکھنا کب تک

مرگ ناکامی قضا کبتک
درد ہو درد کی دوا کبتک

شوخیِ صبر آزما کب تک
ای تغافل منش حیا کبتک

کیا مرے بخت کی نحوست ہے
گردشِ چشم فتنہ زا کبتک

واں پہونچتا ہے اور پہونچتا ہے
شکوۂ بختِ نارسا کبتک

تم ملو غیر سے نبھانونگا
ہے بھروسا مزاج کا کبتک

وعدۂ حشر اور ترا وعدہ
صبر اور صبر کی وفا کبتک

جانکنی میں ہوں مجھکو مرنی دے
مژدۂ وصل جانفزا کبتک

حیلۂ امتحانِ دل تا کے
وعدۂ صبر جان گزا کبتک

بتکدہ کچھہ درِ قبول نہیں
یاس ناکامیِ دعا کبتک ۴

درد اور درد بھی جدائی کا
ایسے بیمار کی دوا کبتک

تم سے نازک ہے کچھہ تمھاری خو
عہد کبتک کرے وفا کبتک

دیکھہ جانے دے مجھکو ضد نہ دلا
طعنۂ آہِ نارسا کبتک

ایک میں کیا عدو بھی مرتے ہیں
نگہہِ لطف آشنا کبتک

کچھہ قلق بھی ترا تصور ہے
لب تک آئے نہ مدعا کبتک

دل میں جوش حدیث کفر ظہیر
لب پہ شور خدا خدا کبتک

توقع کو توقع بھی کہان تک — یہہ مرنا ہے حیاتِ جاودان تک
نہین ہوا اور نہین ملتا نشان تک — مکان سے ڈھونڈہ آے لامکان تک
رسائی ہے محال اوس آستان تک — اوڑا لین خاک اوڑانی ہو جہان تک
رسا ہون بخت بد اور پھر کہانتک — بہت دشواریان ہین یان سے وان تک
ذرا حرفِ طلب آے زبان تک — مکان کیا ہم تو پہونچین لامکان تک
امیدِ کامرانی ہے فغان تک — فغان کی انتہا آخر کہان تک
جہان سے پہلے زیان ہو سود کیسا — امیدِ سود ہوتی ہے زیان تک
زبان پر اب تو سر دینا ہے باقی — سخن پر دے چکے ہم تو زبان تک
بلند آوازہ ہین وہ راز مخفی — نہ آے جو زبانِ رازدان تک
تمنا اور پھر کسکی تمنا — کہہ ہون سب رطبیان جسکی بیانتک
رہے یہہ زیر مشقِ شوق بیداد — نہ آیا لب پہ حرفِ الامان تک
ترے کوچے مین کیا سر پھوڑتا ہے — یہی کچھہ ہے زمین سے آسمان تک
پیامی سے ادا ہوگا نہ مطلب — اگر لیجا ہے وہ میری زبان تک
نہین کچھہ انتہاے نامرادی — کہانتک آرزومندی کہانتک
نہین معلوم کچھہ آغاز و انجام — کہانسے آے ہین جائین کہانتک
لیے جاتا ہے جذبِ شوقِ منزل — اوٹھے جاتے ہین پاے سار بان تک
نہین اقرار کا بھی اب بھروسا — وہ ہین سیکھے اونکی زبانتک
مآلِ امتحان کی کیا توقع — توقع کی ہے غایت امتحان تک
بھلا تم دیکھ لو اقرار کرکے — نہ آے گا نہ آے گا زبان تک

زمانِ ہجر کی کیون آرزو ہو — کہ مرنا روز کا ہے امتحان تک
بس اب جینے مین ہے گہٹ گہٹ کے مرنا — ہوای گلستان تہی گلستان تک
تری باتون سے ناصح پک گیا دل — سُنے جا یے کوئی کبتک کہان تک
یہ تم کیا سُن رہے ہو مونہہ سے بولو — یہ سب کیا کہہ رہے ہین یان سے وان تک
اونہین در پر قدم رکہنا ہے دشوار — ہجوم سجدہ ریزی ہے یہان تک
بہلا باندہا تو ہے ہاتہون کو ناصح — اوڑا دونگا قبا کی دہجیان تک

یہہ گل تو ایک دن کہلکر رہیگا
ظہیر آخر چہپوگے تم کہان تک

درد کو چاہیے تسکین دوا ہوتے تک — موت کو لاکہہ بہانے ہین شفا ہوتے تک
باز ہے اپنی حقیقت کیطرف چشمِ حباب — نگران صورتِ دریا ہے فنا ہوتی تک
کیا نہو جائینگے ہم ظلم و ستم کے عادی — چاہیے عمر اونہین مشق جفا ہوتے تک
نہ سہی وصل مگر وعدہ تو کر لو مونہہ سے — کیا جیے جائین گے ہم وعدہ وفا ہوتی تک
اللہ اللہ رے نیرنگِ جمالِ جانان — نگہہ شوق رہی بازِ فنا ہوتے تک
مہندی ملتے ہو نہین خونِ شہیدان کا خیال — دیکہنا رنگِ جہان رنگِ حنا ہوتے تک
صبح ہم ہونگے نہ یہ رات نہ پروانہ و شمع — زندگی بزم کی ہے تمسے جدا ہوتی تک
دیکہہ ای شوق تماشا نہ جہپکنے پائے پلک — جلوۂ یار کہان چشم کے وا ہوتے تک
اوسکے کشتون کا اگر نام و نشان باقی ہے — روز لو حشر نیا روز جزا ہوتے تک
ایک ہین چشم بصیرت مین حباب و دریا — ہے دوئی عالم وحدت مین فنا ہوتی تک
مشکل آرام ہے بے ترکِ سرِ ننگ ظہیر — فکر رسوائی ہے انگشت نما ہوتے تک

## ردیف کاف عجمی

عشق اور عشق شعلہ ور کی آگ ۔ آگ اور اُلفتِ بشر کی آگ
شعلہ زن دل مین ہے جگر کی آگ ۔ گھر مین اپنے لگی ہے گھر کی آگ
جسکو کہتے ہین برقِ عالم سوز ۔ ہے وہ کافر تری نظر کی آگ
شوخیون سے تری زمانے مین ۔ پھونک رکھی ہے شور و شر کی آگ
ہای رے تیری گرمیِ رفتار ۔ خاک تک بھی ہے رہگذر کی آگ
لو شبِ وصل بھی تمام ہوئی ۔ آسمان کو لگی سحر کی آگ
اور سوزِ جگر نے بھڑکائی ۔ گریہ باری ہے چشمِ تر کی آگ
گرم جوشی تری معاذ اللہ ۔ ہے بشر کے لیے سقر کی آگ
عشق کیا شے ہے حسن ہے کیا چیز ۔ کچھ اودھر کی ہے کچھ اودھر کی آگ
کیون نہین ان بتون مین سوز و گداز ۔ سنگ مین ہے نہان شرر کی آگ
طورِ سینا بنا دیا دل کو ۔ اُف رے کافر تری نظر کی آگ
لاکھ کے گھر کو خاک کرتی ہے ۔ ہے بُری عشق کینہ ور کی آگ
جس سے وحشی ہے وادیِ ایمن ۔ ہو نہ ہو وہ تری نظر کی آگ
لب تک آتے ہین نالۂ پر سوز ۔ اب خبر لے گی بام و در کی آگ
حسن اور حسن بھی شرارت خیز ۔ آگ اور عشق فتنہ گر کی آگ
ہے بُری چیز عشقِ خانہ خراب ۔ جابجا ہے اسی شرر کی آگ

حق تعالے بچائے اس سے ظہیر
قہر ہے اُلفتِ بشر کی آگ

## ردیف لام

مین اور کنج غمکدہ اور نالہای دل
کس کو سناؤن دل کے سوا ماجرای دل

اچھا نہین ہے فاش ہو گر ماجرای دل
ای کاش دل ہی دل مین رہے مدعای دل

ہوتا نہین ہے کوئی برے وقت مین شریک
گر کچھ بٹایے درد تو شاید بٹایے دل

ڈرتا ہون فرط غم سے نہ دل پاش پاش ہو
کرتا ہون دلکو تہام کے مین ہای ہای دل

شغلِ شبِ فراق یہی ہے کہ رات بہر
کہتا ہون دل کے سامنے مین ماجرای دل

منقارِ عندلیب سے شعلہ اوڑا کرین
یکبار دل کی ساتھ ہو گر ہم نوای دل

کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیو اسطے
کافی ہین بہر نوحہ گری نالہای دل

اچھا کیا جو تو نے کیا او ستم شعار
شایانِ جرم عشق یہی ہے سزای دل

سن سن کے آہ کو مری اب وہ بہی کہتے ہین
یارب یہ دلخراش ہے کسکی صدای دل

غیرون کے سینے پہٹکے کلیجے نکل پڑین
شیون مین گر بلند ہو میری صدای دل

پیدا ہوے ہین درد و الم اپنے واسطے
غم آشنای جان ہے بلا آشنای دل

ہے شرح آرزو ہی مری قطع آرزو
برعکس مدعا ہے مرا مدعای دل

مرتے ہین دردمند کی مرنے پہ اہل سوز
پروانہ سوز و ساز مین ہے ہم نوای دل

کسکو غرض کہ دل کی مصیبت مین جی جلائے
اپنی خوشی کسی پہ اگر آیے آیے دل

دن رات مجھکو نالہ و افغان ہی کام ہے
ہے لب پہ وای ای جگر ہای ہای دل

ای شمع لطف سوز دروں کچھہ اور ہے
پروانہ عمر بہر نہو آشنای دل

ہم اور راہ منزلِ تسلیم یا نصیب
دیکھین گے دل کے ہاتہہ سے کچھہ کیا دکہای دل

تم اور وصل غیر ہے اور نغمہای شوق
مین اور سنگ و سینہ ہے اور نالہای دل

مرجاؤن ایکبار تو قصہ تمام ہو — ٹل جائیے کاش جان حزین پر بلای دل
اس تنگنائے دہر مین فرصت قلیل ہے — شرح جفای دوست لکھون یا وفای دل
آتی ہے بوی سوز سخن سے تری ظہیر — مضمون جانگداز ہین سینا لسای دل

## ردیف میم

خود رفتہ ہین کسی کی ادا دانیون مین ہم — زندون مین کیا رہے کہ رہے فانیون مین ہم
اولجھے ہین کسکی زلف سی نادانیون مین ہم — خود مبتلا ہین اپنی پریشانیون مین ہم
کیون بہگئے نہ اشک کی طغیانیون مین ہم — ڈوبے رہے ہیں بہی تن آسانیون مین ہم
پہرتی ہین دل مین کس ستم آرا کی شوخیان — برق طپان ہین شوق کی جولانیون مین ہم
تم محو دید آینہ آئینہ محو حسن — آئینہ سے بڑہے ہوے حیرانیون مین ہم
بستر تو کیا جہان سے نہ اوٹہے شب فراق — ایسے پہنسے ہوی ہین گرانجانیون مین ہم
خود رفتگی ہے ذوق تصور مین رات دن — کہوئے گیے ہین اونکی نگہبانیون مین ہم
محو تصور رخ دشمن ہین تو ہین — حیرانیون مین تم ہو کہ حیرانیون مین ہم
وحشت مین کسکی پردہ دری کا خیال تہا — اوبہرے کبہی نہ شوق کی جولانیون مین ہم

دل دیکے ای ظہیر کہین کے نہین رہے
ہین شہریون مین ہم نہ بیابانیون مین ہم

اولجہینگے کیا صبا سے ادب دانیون مین ہم — بڑہ کر ہین گیسوؤن سے پریشانیون مین ہم
کیا کیا ہین خوار اونکی نگہبانیون مین ہم — پونہچے کہان کہان نہین مہمانیون مین ہم
دیکہا مآل کار تماشای آینہ — حیرانیون مین تم ہو پریشانیون مین ہم
شکوون سے وہ خجل ہین تو ہم پاس وضع سے — اونسے کہین سوا ہین پشیمانیون مین ہم

دامن کشان ہے کسکی نزاکت شبِ وصال
اس اضطراب پر نہین جولانیون مین ہم

آنکھون سے دیکھتے ہین بدآموزی رقیب
گستاخ کیون ہوے تھے ادادانیون مین ہم

طولِ شبِ فراق مساوات ہو گیا
کتنے بڑھے ہوے ہین گرانجانیون مین ہم

پائی کہین نجات نہ قیدِ حیات سے
آزاد ہو کے بھی رہے زندانیون مین ہم

اک اک سی انجمن مین حیرانی پڑی نگاہ
رہتے نہ کاش اونکی نگہبانیون مین ہم

زیرِ نگاہ بھی ہین نظر سے گرے ہوے
مہمانیون مین اور ہین قربانیون مین ہم

شہرت ہے ای ظہیر ہمارے کلام کی
پہونچے ہین ہندیون سے صفاہانیون مین ہم

ہمنوائی کے لیے شیون مین ہم
دیکھتے دلکش نہین گلشن مین ہم

ہین تو کیا ہین اپنے پیراہن مین ہم
کیا سمائین دیدۂ دشمن مین ہم

گھر بنانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
خار ہین چشم و دلِ دشمن مین ہم

جب ہوے دنبالِ رو مثلِ غبار
اوڑ گیے اک جنبشِ دامن مین ہم

اپنے آنکھون مین کھٹکتے آپ ہین
خار ہون کیا دیدۂ دشمن مین ہم

زندگانی ہو گئین ناکامیان
مر رہے ہین حسرتِ مردن مین ہم

جی بجھا جاتا ہے شامِ وصل مین
ہین چراغِ صبح کچھ دامن مین ہم

سحر سے بڑھ کر ہے افسونِ جنون
کھپ گیے اوس چشمِ جادو فن مین ہم

نعشِ دشمن پر وہ آپ ہے اشکبار
نغمہ آمیزی کرین شیون مین ہم

جھانکنا کیسا وہین سے ہو رہے
مردمک ہین دیدۂ روزن مین ہم

ہوش سے پہلے کسی پر غش ہوے
گھر مین ہین یاد وادیِ ایمن مین ہم

ابتدا سے عشقبازی کھیل ہے — جان پر کھیلا کیے بچپن مین ہم
دیکھتے ہین ہم تہین تم اور کو — آئینہ ہین کیا کفِ دشمن مین ہم
کیا نہین کنج قفس مین فصل گل — خاک اوڑانے جائین کیون گلشن مین ہم
ہم جہان ہین اوس سے کوسون دور ہین — ہین مسافر کی طرح مسکن مین ہم
روشنی لیکر چراغ طور کی — کسکو ڈہونڈہین وادی ایمن مین ہم
ضد سے تم آتے نہین تو ایکدن — مر رہین گے کوچۂ دشمن مین ہم
نقش پای غیر ہے یان خضر راہ — ہین تلاشِ جادہ رہزن مین ہم
آتش گل سے بہڑکتے اور رہین — گلکدہ مین ہین کہ ہین گلخن مین ہم

کیا نیا ہے طرز مومن ای ظہیر
طاق ہین لاریب اپنے فن مین ہم

گیسو سے عنبری ہے صبا اور صبا سے ہم — مہکی ہوئی ہے آج ہوا اور ہوا سے ہم
رکہتی ہے دلمین لاگ صبا اور صبا سے ہم — چلتی ہے ہمسے اوڑ کے ہوا اور ہوا سے ہم
رکہتے ہین دل مین بل خم ابروی یار سے — کیا سر پہ کھیلتی ہے قضا اور قضا سے ہم
رہتی ہے اوس نگاہ فسونگر سے نوک جہوک — رکہتی ہے چہیڑ چہاڑ بلا اور بلا سے ہم
تہوڑا علاج درد دل زار کر چکے — مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم
شوخی سے ایک جا نہ تمہے دم بہر نہین قرار — بیچین تجہ سے تیری ادا اور ادا سے ہم
بیزار تیری خو سے حیا اور حیا سے تو — وابستہ اپنے دم سے وفا اور وفا سے ہم
آرائشون سے کشتۂ عاشق مراد ہے — ہوتی ہے پایمال حنا اور حنا سے ہم
ہمسے وصال مین بہی ہوے وہ نہ بیحجاب — لپٹی رہی بدن سے ردا اور ردا سے ہم

آئی شبِ فراق نہ بالین کے متصل — بیزار کس قدر ہے قضا اور قضا سے ہم
کس کس کو ہے گلہ نہ تمہاری حجاب سے — تنگ آگئی ہے تم سے حیا اور حیا سے ہم
یارب مآلِ رنجش باہم بخیر ہو — بیٹھے ہوئے ہین وہ بھی خفا اور خفا سے ہم
ہے تنگیِ دہن پہ تکلم بھی شیفتہ — ہے کامیاب لب سے صدا اور صدا سے ہم
یہ سب ستم کیے ہین تمہارے حجاب نے — جلتی ہے ہم سے بچ کے حیا اور حیا سے ہم
کس مونہہ سے ہاتھہ اوٹھائین فلک کیطرف ظہیر — مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

کرتے ہین کیسی رشک کی باتین صبا سے ہم — لڑتے ہین ہجرِ یار مین چلتی ہوا سے ہم
ملتے ہین اس جفا پہ بھی اوس بیوفا سے ہم — مجبور ہو گیے ہین دلِ مبتلا سے ہم
مایوس وصل یار کی ہون کیون دعا سے ہم — بندون سے مانگتے ہین نہ مانگین خدا سے ہم
کس درجہ صاف دل ہین کہ رشک رقیب سے — کرتے ہین شکوہ اوس بتِ ناآشنا سے ہم
سننی پڑی ہمین کو کہانی رقیب کی — کہنے گئے تھے حالِ دل اوس بیوفا سے ہم
الفت ہے تم سے اور رقابت جہان سے — ناآشنا محض ہین ہر آشنا سے ہم
کن کن مصیبتون سے بسر کی شبِ فراق — لڑتے ہین ہجرِ یار مین کشتی قضا سے ہم
دیکھین نہ بیٹھتے اوسے دشمن کی گود مین — مل جائین کاش خاک مین یارب بلا سے ہم
دو چار شب تو صبح نہونے دے اے فلک — لائے ہین اونکو دام مین کس التجا سے ہم
بولو خدا کو مان کے بس ہو لیا حجاب — گھٹ گھٹ کے مر نہ جائین تمہاری حیا سے ہم
دنیا مین گر وصال نہوگا تو حشر مین — مانگینگے بدلے حور کے تمکو خدا سے ہم
کسنے ظہیر آج سنا دی وصال کی — باہر ہین کچھ نشاط مین اپنی قبا سے ہم

## ردیف النون

ستم وہ کس پہ کرتے ہین کہ نالی حق ستاتی ہین
اوسیکو آزماتے ہین جسے اپنا بناتے ہین

اوٹھائی چشم ظاہر بین نگاہ حق نگر دیکہ
اوسے ایسے بناتے ہین جسے جلوے دکہاتے ہین

یہ طاقت ہے یہ قدرت ہے اسی ناچیز مٹی کو
فلک سے جو نہین اوٹھتا اوسے انسان اوٹھاتے ہین

کوئی پائی تو کیا پائے نشانِ منزلِ مقصد
جسے خود رفتہ کرتے ہین اوسی رستہ بتاتے ہین

ستم سہتے ہین وہ جنپر نگاہِ لطف ہوتی ہے
سرِ تسلیم مقتل مین وہی پہلے جھکاتے ہین

ہر اک جا جبہہ فرسا ہین کہین کی ہو رہین شاید
درِ دیر و حرم پر ہم مقدر آزماتے ہین

تماشے سے تماشے ہین نمایشگاہ حیرت مین
زبان پر کب وہ آتے ہین نظر مین کب سماتے ہین

اونہین دیکھے تو دیکھے اور کسکو دیکھ سکتا ہے
نگاہین چھین لیتے ہین نظر جس سے ملاتے ہین

اونہین مدِ نظر ہو تو حجاب چشم و دل کسکے
وہ جلوے جب دکہاتے ہین تو سب دوئی اوٹھاتے ہین

یگانون سے غرض اوسکو نہ بیگانون سے کچھ مطلب
کسی در کا نہین رکھتے وہ جب در پر بلاتے ہین

جداگانہ مزہ ہے کچھ جراحت سے جراحت کا
دہانِ زخم سے بسمل تمہارے مسکراتے ہین

متاعِ درد و غم لی ہے بہت کچھ جان کہو کہو کر
حلاوت زندگانی کی ترے رنجور پاتے ہین

تمہارے سوزِ الفت نے عجب الماس ریزی کی
جگر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کر بہر اشک آنکہون مین آتے ہین

غرض کیا دوست دشمن سے کہ دان نگہ نوازی ہے
اسی در سے اوٹھاتے ہین اوسی گھر سے بلاتے ہین

وہ ہر جا رونق افزا ہین حرم کیسا کلیسا کیا
وہین ہے طور وادی مین وہ جہان جلوہ دکہاتے ہین

ہماری سعی لاحاصل ہماری جستجو باطل
اودہر کچھ ہٹتے آتے ہین قدم جتنے بڑہاتے ہین

بلانا جسکو پاس اپنے اونہین منظور ہوتا ہے
اودہر سے لو لگاتے ہین اودہر سے دل اوٹھاتے ہین

یہان غفلت شعاری ہے وہان آمرزگاری ہے
وہ ہمکو یاد رکہتے ہین ہم اونکو بہول جاتے ہین

اسے دیکھین اوسے دیکھین ادہر دیکھین اودہر تو — وہ سو سو بھیس مین چھپ چھپ کے اپنے کو دکھاتے ہین

تمہاری کشتگانِ ناز کو غسل و کفن کیسا — یہ تھوڑا ہے تڑپکر خاک پر خون مین نہاتے ہین

گوارا کب ہے کوی دوست مین دشمن بہی ساتہ آئے — برنگِ نقش باہم نقشِ ہستی کو مٹاتے ہین

تماشے کا تماشا ہے تحیر کا تحیر ہے — ہم اپنے کو نہین پاتے جب انکو دیکھ پاتے ہین

بہت دن خاک اوڑائی زہد کی مسجد مین ہم اب تو — خدا کا نام لیکر جام سے مونہہ کو لگاتے ہین

بڑے کچھہ ظرف رکھتے ہین یہ رندانِ خراباتی — کہ زاہد بے مے و شاہد یونہین ہو حق مچاتے ہین

اگر گوش و نظر ہو تو یہین دیکھو یہین سُن لو — یہ غنچے مسکراتے ہین یہ بلبل چہچہاتے ہین

ظہیر ایسے ہوے سرشار ہم جامِ محبت سے
شکستِ جام سے توبہ کے سو ٹکڑے اوڑاتے ہین

برتر اس آستان سے کوئی آستان نہین — یہ سرزمین ہے وہ کہ جہان آسمان نہین

ٹوٹے ہین پاے شوق تو کیون جاے وان نہین — اس راہ مین تو جان سے جانا زیان نہین

تمسا تو رازِ حق کا کوی رازدان نہین — تم وان چلیں ہو کہ فرشتہ جہان نہین

اوس آستان کی ناصیہ سائی محال ہے — قدسی نگاہبان ہین اگر پاسبان نہین

روح القدس بھی زمزمہ پرداز نعت ہین — کیونکر کہون کہ وہ مرے ہمداستان نہین

دروازۂ بہشت یہ کیون ڈھونڈھنے کو جاین — کیا قاسمِ بہشت کا یان آستان نہین

مجھسے بھی تو سوال کرینگے بھلا نکیر — پھر جواب کیا مرے مونہہ مین زبان نہین

رنجورِ دردِ ہجر ترا ہون رہے نصیب — ناشادمان ہون وہ کہ کوئی شادمان نہین

سب قافلون کے قافلہ سالار ہین حضور — اس کاروان کے بعد کوئی کاروان نہین

اس قربِ اختصاص پہ یہ کچھہ فروتنی — وان تک رسا ہو تم کہ کہین بھی مکان نہین

یثرب کے دیکھو عیش مخلد جناب خضر
کچھ تمکو لطف زندگیٔ جاودان نہین

اولٹا ہوا ہے روی دل آرا سے لب نقاب
ای بیخودان شوق کہان ہو کہان نہین

تم دل مین جلوہ گر ہو مگر یہ خیال ہے
شایان جلوہ گاہ مکین یہ مکان نہین

تمغۂ رہ خدا مین سے کیجیے نذر نور عین
اس سے سوا جہان مین کوئی ارمغان نہین

مجھ سے سیاہ کار کو مہماں کیجیے بہشت
تم میزبان ہو وہ کہ کوئی میزبان نہین

حضرت کی نعت پاک لکھی ہی تو کیا لکھی
یہ تو بیان حق ہے ہمارا بیان نہین

مین اور شاطرانہ ترا ہون غلط غلط
یہ تو لسان غیب ہے میری زبان نہین

کیا کہہ رہے ہین یہ فتدلی کے رمزے
الفت ہی وہ نہین کہ یہان ہی وہان نہین

اک حرف امتی مین سفینہ ہے وار پار
رحمت کے بحر مین لب گوہرفشان نہین

اس خاکدان سے تا بسراپردۂ جلال
حضرت کی جلوہ گاہ کہان ہی کہان نہین

ای شوق رہنما ہو کہ دنیا ہے ساتھ ساتھ
ہمراہ کیا مرے مری حسرت روان نہین

مولا بس اپنے پاس بلا لو ظہیر کو
شایان درد ہجر دل ناتوان نہین

راحت پسند شوخیِ دور زمان نہین
تم مہربان ہوئے تو فلک مہربان نہین

خاطر مین کچھ نشیب و فراز جہان نہین
اپنی زمین شعر مین ہی آسمان نہین

ادنی ستم ہی درخور ایثار جان نہین
ایسے پہ جان جائیے تو اپنا زیان نہین

کس مونہہ سے یہ کہون کہ تری شوخیان نہین
اتنا تو دشمنی مین نہین آسمان نہین

مشکل ہے ای فلک مری نالونکی روک تھام
نے کی تو انہین ہے جرس کی فغان نہین

بخت و سپہر و غیر ہین سب دشمن وصال
ہین آپ مہربان تو کوئی مہربان نہین

آتے مرے اونہین ہی سوال و جواب کے
قاصد کے مونہہ مین ہامی ہماری زبان نہین

اللہ رے تند خو تری نازک مزاجیان
دشمن کی شوخیان مرے دل پر گران نہین

راہِ وفا مین غیر نے رکھے نہین قدم
کوچے مین اوسکے ایک بہی ثابت نشان نہین

مجہہ کو بہی اب تو غیر سے ہین بدگمانیان
یہ کیا ہوا کہ تجہہ کو سر امتحان نہین

طعنون مین وصل غیر کے اب کچہہ مزہ نہین
بے سود سب گلے ہین کہ تو سرگران نہین

افسوس دل ہی نے نہ دیا وقت بدین ساتہہ
قاصد کے ساتہہ کیون مرے نالے روان نہین

ہو دشمنی تو کچہہ گلہ دوستی کرون
مین دیکھتا ہون غیر بہی کچہہ شادمان نہین

آزاد ہو کے دام سے جائین کہان اسیر
اتنے رہے ہین دور کہ یادِ آشیان نہین

پہری فلک سے ہراسان ہی کیون ظہیر
کیا اُنکا سے فضلِ خدا ہی جہان نہین

حال آنکہ حال غیر کسی پر نہان نہین
اسکا علاج کیا ہے کہ تم بدگمان نہین

تم شوخیون سے وان ہو جہان کا گمان نہین
ہین بدگمانیون سے جہان ہم وہان نہین

باور نہین کہ حال عدو کچہہ نہان نہین
آخر تو رازدان بہی کوئی غیب دان نہین

ہوتی ہے قدر نعمتِ راحت بقدرِ رنج
الفت مین لطف کیا ہے اگر امتحان نہین

مجہسے ہی کیون نہ پوچہیے میری برائیان
مجہہ سے سوا تو غیر مرا رازدان نہین

ہم بہی خلاف وضع گوارا کرین اگر
کچہہ ہم مین اور غیر مین تشخیص وان نہین

پیشِ رقیب حال ہمارا نہ پوچہنا
دیکہو ہمارے بس مین ہماری زبان نہین

ہم کیون کہین کہ بزم مین شامل ہین کیون رقیب
جب ہم نہین ہماری طرف سے جہان نہین

کچہہ ناگوار خاطر دشمن نہین ہے اب
ہم کیا سبک ہوے کہ سخن تک گران نہین

سنتے اوسی کو چہیڑ گے کچہہ کچہہ برا بہلا
کمبخت زود رنج بہی تو رازدان نہین

اونکے گلے فلک کی شکایت عدو کی رشک
ایک ہم نہین تو کچہہ بہی نزاعِ جہان نہین

اندازۂ غرور و ستم ہے بقدرِ شوق
یان ولولے نہین ہین تو وان شوخیان نہین

ہین یہ شاک آفرین ترے قصے کہانیان
پنہان ہے تو مگر تیری شوخی نہان نہین

اک حرف سخت تک کا تحمل محال ہے
اتنی بہی اب تو ضعف سے تاب و توان نہین

خالی نہین صلاح سے بے التفاتیان
اغماض کہہ رہا ہے کہ نامہربان نہین

وصل دوام پر بہی رہا غیر شکوہ سنج
حسب مراد کوئی مگر کامران نہین

سو بار سن چکا ہون شکایت مین ذکر جور
پہر تم کہو گے مجہہ سے کہ مین بدگمان نہین

عاشق نہ کم شکیب نہ غماز راز دان
جب تم ہی پردہ در ہو تو پہر کچہہ نہان نہین

کیا کچہہ نہین ہے اس لب جادو نواز مین
اک وعدۂ وصال پہ تو منہہ مین زبان نہین

ناکامئ فراق نے ایسے مزے دیے
اب مژدۂ وصال سے دل شادمان نہین

جاتے ہو بزم غیر مین کتنے سبک خرام
رستے مین دیکہنے کو قدم کا نشان نہین

دیتا ہے کیسے شک کے الزام پند گو
کمبخت جانتا ہے کہ یہ بدگمان نہین

اوس بدگمان سے چشم وفا ہے ظہیر کو
جس کو یقین وفا کا پس امتحان نہین

---

فتنہ گر لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین
کہ تغافل نہین کرتے ہین حیا کرتے ہین

لوگ کیون درد محبت کی دوا کرتے ہین
مرنیوالے بہی کہین مر کے جیا کرتے ہین

شکوہ تیور سے کچہہ شرم سوا کرتی ہین
وہ جفاؤن کی تلافی بہی جفا کرتے ہین

مجہہ سے بہری دشمن کے گلے ہین اونکو
واہ کس لطف کے پردے مین جفا کرتی ہین

مین وہ بیداد سے خوش ہون کہ عنایت سے رقیب
وہ جفا سے یہ پشیمان کہ وفا کرتے ہین

ہے تری بزم سے کتنا مجہے اوٹہنا دشوار
کہ اوٹہانے کو مرے حشر اوٹہا کرتے ہین

حال اس حال کو پہونچا ہے کہ اب خوش ہوکر
مدعی بہی مرے جینے کی دعا کرتے ہین

نازنین ہو تمہین کب کشش عاشق کا دماغ
جو ستم تم سے نہو ناز و ادا کرتے ہین

صبر بنکر کہین بیٹہے کہین ارمان بنکر
کب ترے ناوک دلدوز خطا کرتے ہین

وہ تصور مین بہی آتے ہین عدو کے ہمراہ
بدگمانی کی طرح دل مین پہرا کرتے ہین

پہرتے رہتے ہین جو دلمین تری قد کے فتنے
اپنی تعظیم کو ہم آپ اوٹہا کرتے ہین

لوگ کہتے ہین کہ ہے شیوا بیان کوئی ظہیر
ہمنے دیکہا تو نہین نام سُنا کرتے ہین

رنگ رُخ داغ جگر ہے کہ کہا بہی نہ سکون
مجہہ سے چُہپتے ہین وہ اتنا کہ چہپا بہی نہ سکون

دل کو آزار لگا وہ کہ چہپا بہی نہ سکون
پردہ وہ آگے پڑا ہے کہ اوٹہا بہی نہ سکون

مدعا سامنے اونکے نہین آتا لب تک
بات بہی کیا غم دل ہے کہ سنا بہی نہ سکون

زخم کیا تیغ زبان کے ہی ہین تلوار کے گہاؤ
دل پہ وہ زخم لگاتے ہو کہ کہا بہی نہ سکون

بے جگہ آنکہہ لڑی دیکہیے کیا ہوتا ہے
آپ جا بہی نہ سکون اون کو بلا بہی

پیشتر زخم سے ہو کاوش ناخن کا علاج
چارہ گر ہاتہہ اوٹہا دے کہ لگا بہی

غیر بہی ساتہہ تمہارے ہین نظر مین پہرتے
رشک ہے یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکون

دل پہ کچہہ ایسی بنی ہے نہین بنتی کچہہ بہی
سر پہ وہ آن پڑی ہے کہ اوٹہا بہی نہ سکون

وہ دم نزع مرے بہر عیادت آئے
حال کب پوچہتے ہین جبکہ سُنا بہی نہ سکون

نشتر غم تو نہین دل مین عدو کے طعنے
یاد ہین یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکون

کاش آ جائے مجہے موت کہ جہگڑا ہی مٹے
تم بُلا بہی نہ سکو اور مین آ بہی نہ سکون

ناصحو فرض کیا وان ہے رسائی دشوار
کیا مرے ہاتہہ مین دل ہی کہ لگا بہی نہ سکون

کچہہ مزہ تہا غم پنہان مین سو وہ بہی گیا
زہر ہے زہر غم رشک کہ کہا بہی نہ سکون

دو قدم کے لیے ای ضعف ذرا پانو نہ توڑ
سر نہین ہے سر زانو کہ اوٹہا بہی نہ سکون

پاس مطلب کی زبان تک نہین آنے دیتی
درد کیا شکوہ ہی اونکا کہ سنا بہی نہ سکون

زندگی بہی شب ہجران ہے کہ کٹتی ہی نہین
موت ہے کیا ترا آنا کہ بُلا بہی نہ سکون

آپ کیا چشم عدو ہین کہ نہ دیکہین مجہہ کو
مین مگر اپنی تمنا ہون کہ آ بہی نہ سکون

دم ہے آنکھون مین اسے جان مین لاؤن کیونکر
کب وہ آتے ہے کہ نہین ہاتھ لگا بھی نسکون

مجھہ کو ظالم تری بے حوصلگی نے مارا
زخم کچھہ درد نہین ہے کہ کہا بھی نسکون

شرم عصیان نے جھکایا مری گردن کو ظہیر
بوجھہ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹھا بھی نسکون

دل ہی کہین لگائی کیون سر پہ بری بنائی کیون
لب پہ شکایت آئی کیون جان کسی جلائی کیون
دشمنِ جان ادا سہی ناز نہین جفا سہی
حسن نہین بلا تو ہے عشق نہین قضا تو ہے
پردہ سہی خود نمائیان خلق سے لن ترانیان
مجھہ کو گمان بد سہی ہان وہ خرامِ ناز ہے
پہر تو کہو یہ کیا کہا سچ ہے کہ مین ہون بیوفا
حسن و ادا ہی آدمی حور نہین پری نہین
لطفِ وصال اور ہم خواب ہی یا خیال ہے
راز کہلا حجاب سے پردہ اوٹھا نقاب سے
تمسے ستم کا کیا گلہ اور نہین ہین یہ جفا
کاوشِ زخم دلکشا تلخیِ مرگ جانفزا
یہ تو شبِ وصال ہے ہاے کدہر خیال ہے
طرز سخن ہین سے سخن تیغ نہین سنان نہین
انکی نہ ہو بیانِ حالِ غیر وصفت نہین گلہ سہی
سمجھے ہوے ہین آپ کو ہم ہی کچھہ اپنے زعم مین
ضد مین سے ملے جو غیر سے اوسکو وفا سمجھتے کیا

تاب ستم اگر نہو شکوہ زبان پہ لائی کیون
اپنے پہ اپنا بس نہین اور کے سر لگایئے کیون
ہم ہی نہون جو باوفا کوئی ہمین ستائی کیون
جان پہ جب بنے آ بنی سر پہ ستم اوٹھائی کیون
سامنے آنہ جایئے کیون شوق کوئی بڑہائی کیون
گہر سے قدم بڑہائی کیون حشر کوئی اوٹھائی کیون
شرم ہو گر نگاہ مین شرم سے موُنہہ چھپائی کیون
تم ہی کہو کہ پہر کہین دل ہی تو ہے نہ آئی کیون
اپنے پہ آپ دم بدم شک مجھے نہ آئی کیون
جسکو خدا نہ شرم دے شرم سے موُنہہ چھپائی کیون
چین ہو گر نصیب مین کوئی ہمین ستائی کیون
درد مین گر نہو مزہ زخم پہ زخم کہائیے کیون
مین ہی کوئی رقیب ہون آپکو شرم آئی کیون
تاب جواب گر نہو کوئی ہمین ستائیے کیون
ہم ہین کہان کے رازدان کوئی ہمین بنائی کیون
اوسکو کہان کی دوستی او ہمین بلائیے کیون
ہو جو کبہی سے دشمنی غیر کو آزمائیے کیون

مجھہ کو سر گلہ نہ تہا ذکر گذشتہ کیون کیا ۔ پاس زبان جسے نہو بات زبان پہ لائی کیون

واہ یہ کسر عزوشان اور ظہیر باصفات ۔ جسکو ہو پاس آبرو بزم مین اوسکی جائی کیون

زاہد نہین ہون رند قدح خوار بہی نہین ۔ مل جائے مفت کی تو مجہہ انکار بہی نہین

تقوی اگر نہین ہے تو اظہار بہی نہین ۔ زاہد تری طرح سے ریاکار بہی نہین

سو بات کا جواب ہے وان ایک خامشی ۔ انکار گر نہین ہے تو اقرار بہی نہین

کیا کیا ہین خار دشت تہیہ کیے ہوے ۔ دست جنون سے جسم پہ یان تار بہی نہین

واعظ عبا مری جو مے آلودہ ہے تو ہو ۔ آخر کسیکا جبہ و دستار بہی نہین

ہے بیخودی مری مرے ایمان کی راہبر ۔ کافر ہون وہ کہ دوش پہ زنار بہی نہین

آتا ہے گر تو شوق سے آجاوی حجاب ۔ آخر تو دل ہے کوچہ و بازار بہی نہین

ناصح کو اپنی فکر گریبان ضرور ہے ۔ یان جیب و آستین مین رہا تار بہی نہین

اسدرے بیکسی مرے بالین سے متصل ۔ وہ کیا نہین کہ سایہ دیوار بہی نہین

یان دشمنی مین بحث ہے دلجوئی ایکسو ۔ یعنی مرے وہ درپے آزار بہی نہین

چاک دل حزین کو سئے خاک چارہ گر ۔ تن پر مرے کفن کے لیے تار بہی نہین

ضد ہے اگر وفا سے تو اچہا جفا سہی ۔ دلدار کیا کہ تم تو دلآزار بہی نہین

ابتک بہی آنکھو ہین وہی بدگمانیان ۔ یان شکوہ کیا کہ طاقت گفتار بہی نہین

اچہی کہی کہ طور کہان اور ہم کہان ۔ موسی نہین کہ جلوہ دیدار بہی نہین

نالون سے ادعای جگر دار ہے رقیب ۔ ایسے تو آپ کے در و دیوار بہی نہین

کیا کیا سبک کیا دل بیتاب نے مجھے ۔ اتنا تو بار خاطر اغیار بہی نہین

ہرچند تمسے قطع تعلق بعید ہے ۔ کیا سر کے واسطے مری تلوار بہی نہین

ہین مشرب ریا سے بہت دور ہون ظہیر ۔ تسبیح گر نہین ہے تو زنار بہی نہین

نہ سہی تاب ستم کی جو مری جان مین نہین ۔ غیر کا ہاتہہ تمہارے تو گریبان مین نہین

لذتِ جوشِ جنون کچھہ تنِ عریان مین نہین
خار دامان مین نہین چاک گریبان نہین

مجھہ سے ناکام تمنا نہین دوران مین نہین
گل تو گل خار بہی اوبجہا مرے دامان مین نہین

چین جو ہجر مین ہے پہلوے جانان مین نہین
کہ نہین صبح کا دہڑکا شبِ ہجران مین نہین

بل ہین وہ بل ترے دل مین کہ عیاذ باللہ
خمِ ابرو مین نہین کاکلِ پیچان مین نہین

یا خدا اور بہی عمرِ شبِ ہجران ہو دراز
بیم اندوہ سحر کچھہ دلِ نالان مین نہین

اشک بن بن کے دلِ خون شدہ نکلا شاید
اپنے پہلو مین نہین آپ کے پیکان مین نہین

اوس جفا جو کے لیے صبح کہان آئی ہے
دل پرکین مین نہین نرگسِ فتان مین نہین

مدعا یہہ ہے کہ اسکو بہی ستاے جائین
چہیڑ کچھہ اسکے سوا کاوشِ نہان مین نہین

چشمِ دربان کے لیے خواب کہان سے لاؤن
نیند کا ذکر بہی اپنی شبِ ہجران مین نہین

دل نے چہوڑی نہین دشمن کیلیے کوئی خلش
نوکِ مژگان مین نہین آپ کی پیکان مین نہین

جو نہ دیکہا ہو وہ آئینۂ دل مین دیکہو
کون سی شے ہے جو اس منزلِ ویران مین نہین

رخنہ گر ہین مرے سینہ مین عدو کی چہیڑین
دل مین وہ تیر لگے جو تری مژگان مین نہین

چشم بیدار جو دونون کو ملی تہی تو کیون
بختِ خوابیدہ مرا قسمتِ دربان مین نہین

جذب وہ ہون کہ جو آنکہون سے گرا ہو نسکے
قطرۂ اشک ہون اور دامنِ مژگان مین نہین

دل کے ٹکڑے چلے آتے ہین کہنچے تیر کے ساتہہ
پہر کہو گے کہ کشش ناوکِ مژگان مین نہین

نہ نبہیگی نہ نبہیگی کہ کہین رنگِ وفا
غیر کے دل مین نہین آپکے پیمان مین نہین

مظہرِ ذات بہی اصنام کو سمجہے ہو ظہیر
اور کہتے ہو خلل پہر مرے ایمان مین نہین

حال دل مین نہین اور دل تنِ بیجان مین نہین
تم نہین پاس تو کچھہ بہی شبِ ہجران مین نہین

جو تماشا مرے دل مین ہے گلستان مین نہین
پہول جو اپنی نظر مین ہین وہ دامان مین نہین

کوئی ایسی ہی خلش ہے جو رگِ جان مین نہین
ایک کانٹا بہی کہٹکنے کو بیابان مین نہین

گریہ کسطرح سے کہہ دون مرے نقصان مین نہین
خاک تک ڈالنے کو چشمِ نگہبان مین نہین

دلِ ویران کچھہ بہی نہین تم جو دل و جانمین نہین
پہول گلدان مین نہین شمع شبستان مین نہین

لطف ہے لطف کہ یکجا ہین پریشان کتنے
کون سا عیش ہے جو خانۂ زندان مین نہین

جو کرشمے کہ تری نرگسِ فتان نے دکھائے
ایسے چلتے ہوے فتنے نہین دوران مین نہین

نہ ملا کچھہ نہ ملا لطف جگر کاوی کا
ایک بہی ریزۂ الماس نمکدان مین نہین

ہے وہ عاشق کے لبِ زخمِ جگر مین موجود
جو تبسم کہ تمہارے لبِ خندان مین نہین

ہین تو کیا خاک ہین ہم ہیچ ہی سب بود و نمود
آپ پہلو مین نہین جان تنِ بیجان مین نہین

ہے مرا فکر اسیری اوسے ہون جسکا اسیر
مجکو زندان مین ہے جو چین گلستان مین نہین

جانتا ہون کہ ہنسی ہے تری رنجش آمیز
نیش نشتر ہے تبسم لبِ خندان مین نہین

آئین اب شوق سے ناصح کہ نہین کچھہ بہی لگاؤ
دیکھہ لین تار کفن کو بہی گریبان مین نہین

اک نہین ہے تو تسلی دلِ عاشق کے لیے
یون تو کیا کچھہ ترے لعلِ لبِ خندان مین نہین

ملتے جلتے ہین ترے گیسوئے برہم مجھہ سے
فرق اب تک تو مرے حالِ پریشان مین نہین

بس یہی ہے کہ پشیمان ہو پشیمان مجھہ سا
اور کچھہ غیر کو حاصل مرے نقصان مین نہین

وائے تقدیر ترے بندِ قبا مین پڑ جائے
وہ گرہ جو کہ ترے کاکلِ پیچان مین نہین

بٹ گئی غیر کی جانب نگہِ رخنہ گداز
ورنہ کیون لذت کاوش تری پیکان مین نہین

بیوفائی تری خو مین ہے زبان مین لغزش
بے ثباتی تری پیمان مین تری ہان مین نہین

زندگی اور ترے ہجر کے اندوہ و ملال
ہون مین اسطرح کہ ہونا مرا امکان مین نہین

آج کل ہند مین ہے بلبلِ شیراز ظہیر
دہوم کیا اوسکی فصیحان صفاہان مین نہین

یہ اک دل ہے ہمارے پاس کیا کیا اسکو کہتے ہین
برہمن بتکدہ راہب کلیسا اسکو کہتے ہین

بنے ہمرنگ دنیا اہل دنیا اسکو کہتے ہین
رہے دنیا مین نادان بنکے دانا اسکو کہتے ہین

عدو کی حسرتین بنکر ترے کوچے سے ہم نکلے
مرادین دلکی بر آئین تمنا اسکو کہتے ہین

کہے جاؤن سنے جاؤ حیا تمکو نہ کچھہ مجھکو
تجاہل اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

گلے مل مل کے عاشق سے جلادو حسرتین وہ
زبان خلق سے نکلے مسیحا اسکو کہتے ہین

بھلی لگتی ہے کچھہ جسکو تمہاری کج ادائی بھی
برے ہو کر بھی تم اچھے ہو اچھا اسکو کہتے ہین

بشر کی مرگ و پیدایش کے بھی دو دن معین ہین
مگر اہل فنا امروز و فردا اسکو کہتے ہین

وہ آئینہ کو تکتے ہین ادہین تصویر آئینہ
تحیر اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

پڑے ہین حسن کے پرتو جو کچھہ سینے مین عاشق کے
تجلی اسکو اور برق تجلی اسکو کہتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا ہشیار ہو کس نیند سوتے ہو
نہین یہ جا ہی خوابیدن کہ دنیا اسکو کہتے ہین

وفا شیوہ جانسپاری نہین
ہمین زندگی اپنی بھاری نہین

ستم پیشگی ہرزہ کاری نہین
نہ کہنا کہ الفت تمہاری نہین

چمن کیا فلک تک اڑادی ہوئین
دم سرد باد بہاری نہین

وہان یاس حرمان سے کام آپڑا
پذیرائی آہ و زاری نہین

مجھے بس ہے ای شیخ تر دامنی
نہین لاف پرہیزگاری نہین

رہے غیر بھی اوسنے ناکام وصل
بس اب لطف امیدواری نہین

ہمین اپنے گریے سے نادم ہوے
تمہین غیر سے شرمساری نہین

خلشگر رہے دل مین خار الم
ہمین ذوق امیدواری نہین

نگاہون نے کیا دلمین گھر کر لیا
کہ پہلی سی اب بیقراری نہین

بھلا تم تو اپنی ہنسی روک لو
مرے بس مین تو اشکباری نہین

گرانجانیون کے ہین دن کاٹتے
یہ کچھہ نزع کی دم شماری نہین

گلی سے تمہاری اوٹھا لیجیے
مری نعش غیرون پہ بھاری نہین

مرا جذب دل ہے تغافل اثر
نگہہ کا کوئی زخم کاری نہین

تمہین اس کدورت پہ اتنا غرور
مجھے نازش خاکساری نہین

گلے لب پہ آتے ہین بیساختہ
یہ باتین مری اختیاری نہین

چھپانے لگا موںہہ وہ پردہ نشین
بس اب کچھہ ہمین پردہ داری نہین

دل مضطرب نذر کاہش ہوا
وہ اگلی سی اب بیقراری نہین

نگاہین محبت کی خونریز ہین
تری دوستی دوستداری نہین

ستم ہو کہ شوخی ہو یا ناز ہو
تری کون سی بات پیاری نہین

ظہیر ایک کافر پہ مائل ہوے
بس اب طاقت دینداری نہین

داغ ہون درد ہون حسرت ہون تمنا ہون مین
ہون مین جس رنگ مین اوس ڈھنگ مین یکتا ہون مین

کب کسی اور کی آنکھہ مین سماتا ہون مین
اپنے دلمین ہی ہون تو داغ تمنا ہون مین

سر پہ آتی ہے شب ہجر قیامت کرتی
اے اجل تو ہی چلی آ کہ اکیلا ہون مین

وہ نہ آئین تو نہ آئین یہ نہ ہوگا مجھہ سے
ایک شب کے لیے ممنون قضا کا ہون مین

کچھہ شب قبر سے بدتر ہے عذاب ہجران
زندہ درگور ہون مرتا ہون نہ جیتا ہون مین

سو بھلائی کی بھلائی ہے برائی میری
لاکھہ اچھون کا ہون اچھا کہ تمہارا ہون مین

کل تو آتے تھے ظہیر آپ خدا کے گھر مین
آج کہتے ہو کہ پھر دیر کو جاتا ہون مین

تعلق سے وارستہ انسان نہین
گلوگیر کسکا گریبان نہین

کسے دل لگانے کا ارمان نہین
مگر عاشقی کار طفلان نہین

بہت دور پہنچا ہے دست جنون
گریبان ہے دامان جو دامان نہین

جدا ہے زمانے سے اقلیم عشق
جہان پرسش کفر و ایمان نہین

ترا گرم ہے جب سے بازار حسن
کہین شہرۂ ماہ کنعان نہین

فلک کو پسند آسکے یہہ تفرقے
ملے کوئی انسان سے انسان نہین

نہین تم ہو دل مین تمہارے سوا
کوئی میزبان کوئی مہمان نہین

خدا کی خدائی مین سب چیز ہے
مگر داد خون شہیدان نہین

نہین کون سا درد و درمان ندیم
مرا درد محتاج درمان نہین

کرو چاک سینہ ٹٹولو جگر
بجز حسرت و یاس و حرمان نہین

ہزار آفرین تیری جرأت کو دل
پریشان ہے جتنا پشیمان نہین

کرون سر فدا ہی رہ دوستان
مگر لذت سنگ طفلان نہین

مری تیرہ بختی نے مارا مجھے
خطا وار وہ زلف پیچان نہین

کہان ہم ظہیر اور فکر غزل
جز ایسا ہی داغ سخندان نہین

نہان جب دل مین حسن عشق کے آثار ہوتے ہین
نگہ سے پردہ پردہ جلوۂ دیدار ہوتے ہین

کسی کی خاطر نازک پہ کیا کچھ بار ہوتے ہین
ہمارے مدعا سہل ہی دشوار ہوتے ہین

یہ شوخی ہے کہ ہر ہر بات پر انکار ہوتے ہین
مگر انکار کے پردے مین کچھ اقرار ہوتے ہین

یہ عذر بیدہا کی کیون دم گفتار ہوتے ہین
کہ پیدا اسطلب عاشق کو اب اقرار ہوتے ہین

تبسم ریز کچھہ لعل گوہر بار ہوتے ہین
کرشمے کیا نگہہ سے جانب اغیار ہوتے ہین

وفای عہد پر کس موںہہ سے اب انکار ہوتی ہین
لب راحت فزا سے کیون جراحت بار ہوتی ہین

غضب کچھہ انقلاب کافر و دیندار ہوتی ہین
یہ کیسے شعبدے اے نرگس میخوار ہوتے ہین

تلون کا تلون ہے شرارت کی شرارت ہے
ابھی انکار ہوتے ہین ابھی اقرار ہوتی ہین

بنے ہین مدعای دل خدنگ دلنشین اونکے
کہ دل ہی دل مین کچھہ گویا لب سوفار ہوتی ہین

کوئی انداز پر مرتا کوئی ٹھوکر سے جیتا ہے
یہ کیسی ہر قدم ہنگامۂ رفتار ہوتے ہین

ستم ہوتی ہین کیا کیا لطف کی پردے مین دشمن پر
نگہہ کے تیر چلتے ہین ادا کے وار ہوتی ہین

وصال اوسے اگر ہوتا تو در پردہ ہجر کیون ہوتا
برا انجام ہو جسکا برے آثار ہوتے ہین

ترے رنجور الفت ہون نہی دردو نہی قسمت
مسیحا پر بھی ناز صاحب آزار ہوتے ہین

وہ رفتار تم چلتے ہو خود تلوار بن بنکر
ادہر مجروح ہوتے ہین اودہر افگار ہوتی ہین

نگہہ سے تا نگہہ حائل حیا کی لاکھہ پردی ہین
وہ پلیں چشم بھی اکثر پس دیوار ہوتے ہین

جفا کو ناز سمجھے ہو کہ اتنا موںہہ چھپاتی ہو
ستم بھی کیا تمہاری جلوۂ دیدار ہوتی ہین

نگہہ سے ہر نگہہ انداز مین دلکش نکلتی ہے
ستم پر کیا ستم اے نرگس میخوار ہوتی ہین

ترا تمکین سے کھینچنا وقت کشتن ذبح کرتا ہے
ترے انداز بھی کافر مگر تلوار ہوتے ہین

کسی کی جلوہ فرمائی سہی کیا کیا رشک آتا ہے
رقیب چشم عاشق روزن دیوار ہوتی ہین

ستمگار و نکی بجوئی سہی عیار و نکی گھاتین ہین
یہ کسکے دوست بنتے ہین یہ کسکے یار ہوتی ہین

نقاب اوٹھی تو کیا دیکھین نہ اوٹھی تو نہان کیا ہے
حجاب چشم انوار رخ دلدار ہوتے ہین

اگر ہے دشمنی کچھہ حلقۂ آغوش سے ان کو
یہ کافر کیون ہم آغوش خم زنار ہوتے ہین

وہ آخر ٹوٹ جاتی ہین تمہارے عہد بن بنکر
مرے جیب و گریبان مین جو باقی تار ہوتی ہین

قیامت مین بہی کیا تجلی گر گئی بے نصیبون پہ — یہان ایک ایک سے جو وعدۂ دیدار ہوتی ہین
عجب کیا ہی اگر مرتی ہین تم پر اور نہین مرتے — کہ اکثر کارہای سہل بہی دشوار ہوتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا چلکر کرامات مغان دیکھو
کہ رندان قدح کش محرم اسرار ہوتی ہین

خاک مین وہ مری ہستی کو ملا دیتے ہین — جلتے جی دل کی کدورت مین ہوا دیتے ہین
اونکے آنے کی جو احباب سنا دیتے ہین — ہم تری جان کو ای چرخ دعا دیتے ہین
تلخ شکوی لب شیرین سے مزہ دیتے ہین — گھولکر شہد مین وہ زہر پلا دیتے ہین
مژدۂ وصل کے بدلے مجھے ہر شب احباب — شام سے سورۂ یسین سنا دیتے ہین
یون تو ہوتے ہین محبت مین جنون کے آثار — اور کچھ لوگ بہی دیوانہ بنا دیتے ہین
اوس پریوش سے ملا دو مجھے ای حضرت شیخ — آپ تو حور کو انسان سے ملا دیتے ہین
قہر و بیداد پہ ہین شکر و دعا کے خواہان — داد فریاد کی کیا اہل جفا دیتے ہین
عرض مطلب نہ سہی وجہ خموشی ہی سہی — کچھ نہ کچھ وہ مجھے الزام لگا دیتے ہین
کیا غضب ہے گلۂ غیر کرون یا نکرون — وہ تو پہلے ہی ادہر کان لگا دیتے ہین
اونکو ہوتا ہے جو محفل سے اوٹھانا منظور — مدعی کو مرے پہلو مین بٹھا دیتے ہین
کیا ہی خوش ہون کہ عدو پر بہی دل آیا اونکا — جسپہ مٹتے ہین وہ دنیا سے مٹا دیتے ہین

اپنے انداز کی پڑھ دو نہ غزل کوئی ظہیر
سب کو اس رنگ کے اشعار مزا دیتے ہین

بیمزہ ہوکے کچھ ایسی وہ سنا دیتے ہین — کہتے کہتے مجھے مطلب کی بھلا دیتے ہین
اشک آنکھون سے بہاکر وہ دکھا دیتے ہین — اس طرح غیر کو نظرون سے گرا دیتے ہین

دل کسی کو جو کہین اہل وفا دیتے ہین
مجھپہ تہمت مرے ہمراز لگا دیتے ہین

یہہ تو مانا کہ وہ بدخو ہے دل آزار بھی ہے
اور کچھہ حضرت ناصح بھی بنا دیتے ہین

شادمان ہون کہ جفا غیر کی قسمت مین نہین
حوصلے وہ تو ستم کرکے بڑہا دیتے ہین

نامہ بر ہے نہ پیامی نہ کبوتر نہ صبا
اوسکے پیکان مجھے پیغام قضا دیتے ہین

غیر اور گریہ سے ناخوش ہون مقدر اپنا
ہم تو وہ شخص ہین رووتون کو ہنسا دیتے ہین

غم دیا درد دیا نالۂ جانکاہ دیا
اور کیا اسکے سوا شوخ ادا دیتے ہین

کچھہ وہی عاشق مضطر پہ ستم کرتے ہین
سب حسینون کو جو انداز و ادا دیتے ہین

بخت خفتہ بھی نہ جاگے تو نہ جاگے اپنا
وہ تو سوتے ہوی فتنون کو جگا دیتے ہین

چشم حق بین سے حسینون کو نظر کر زاہد
یہ وہ بندے ہین خدا سے جو ملا دیتے ہین

شعلہ رویون کی محبت سے بچائی اللہ
یہ وہ کافر ہین کہ جیتون کو جلا دیتے ہین

نالہای دل اغیار کے صدقے جاؤن
تمسے بیرحم کو سینے سے لگا دیتے ہین

ای ظہیر اوسنے کہون حال تو کیا خاک کہون
وہ مری بات کو باتون مین اوڑا دیتے ہین

وہ تسلی سے سوا آگ لگا دیتے ہین
آتش شوق کو کچھہ اور بڑہا دیتے ہین

کوستے وہ ہمین ہین ہم اونکو دعا دیتے ہین
ہم تو کیا دیتے ہین اور وہ ہمین کیا دیتے ہین

وہ جو گھبرا کے کبھی پردہ اوٹھا دیتے ہین
مجھکو چلون کیطرح در پہ گرا دیتے ہین

واہی قسمت وہ شب وعدہ اگر ہون بیدار
پاہی قاصد کو مرے بخت سُلا دیتے ہین

نامہ کیسا کہ وہ پیغام زبانی سنکر
ٹکڑے ٹکڑے مرے قاصد کی اوڑا دیتے ہین

تم تو سہوًا بھی مجھے یاد نہین کرتے ہو
غیر کہہ کہکے برا یاد دلا دیتے ہین

پردہ اوٹھے کہ نہ اوٹھے مگر ای پردہ نشین
آج ہم رسم تکلف کو اوٹھا دیتے ہین

آدمی ہو کوئی تم راز محبت تو نہین
کہ تمہین محرم اسرار چھپا دیتے ہین

بات تک مونہہ سے نکلتی نہین اوس کشتہ کی
سرمہ گین چشم سے وہ جسکو لٹا دیتے ہین

یاد ہین جور قیامت کے پریزادون کو
دل کے لوٹے ہوئے ٹکڑونکو ملا دیتے ہین

آتے جاتے نہین کمبخت پیامی اون تک
جہوٹے سچے یونہین پیغام سنا دیتے ہین

وا ہی تقدیر کہ وہ خط مجھے لکھہ لکھہ کے ظہیر
میری تقدیر کے لکھے کو مٹا دیتے ہین

ہے زندگی ہی ہجر کہ آتی قضا نہین
یا وعدہ وصال کہ ہوتا وفا نہین

گو اوسنے ضد سے وعدہ دشمن وفا کیا
بدخو سہی وہ شوخ مگر بیوفا نہین

آنے دو پند گو کو بہی مشغلہ سہی
مدت سے ذکر دوست بہی ہمنے سنا نہین

اک چہیڑ وصل مین ہی ستانیکے واسطے
عذر جفا سے ترک جفا مدعا نہین

آخر ظہیر کیسے جیے ہجر یار مین
کہتے تہے تم تو زیست کا دم بہرا نہین

وہ مہمان ہین آج دشمن کے گہر مین
قیامت کے سامان ہین اپنی نظر مین

نہ تہمتا ہو جو شوخیون سے نظر مین
ستم ہے رہے جاکے دشمن کے گہر مین

مرے قتل پر آپ کیا باندہتے ہین
گمان کے سوا کیا دہرا ہی کمر مین

تمہین وہ قدم چل کے جہگڑا مٹا دو
بہت منکر حشر ہین رہگذر مین

سکتے ہون خط کے لفافی سی قاصد
مجہی کو لیے چل نہ رکہہ کر کمر مین

لپٹ کر گلے سے یہ جہگڑے مٹا دو
عبث گفتگو ہے دہان و کمر مین

| | |
|---|---|
| تمہین مہربان ہو کے مل لو تو مل لو | یہان کیا دھرا ہے دعا کے اثر مین ۴ |
| تمہاری محبت نے ہمکو دکھائے | تماشے نہ دیکھے تھے جو عمر بھر مین |

ظہیر اپنی منزل بہت پاس نکلی
بہت پھیر کھائے رہ راہبر مین

| | |
|---|---|
| یگانہ دشمن و بیگانہ آشنا ہون مین | کہ زندگی سے کسی کے لیے خفا ہون نہین |
| نہ آرزو ہون نہ شکوہ نہ مدعا ہون مین | غبار خاطر اغیار کیون بنا ہون مین |
| دل شکستہ ہون یا جنس ناروا ہون مین | کہ مشتری کی نظر سے گرا ہوا ہون مین |
| فغان درد ہون یا نالۂ درا ہون مین | شکست شیشۂ دل کی غرض صدا ہون مین |
| یہ کس امید و طبیعت سے آشنا ہون مین | کہ اپنے سایہ سے خود دور بھاگتا ہون مین |
| حنای پا ہون تمہارا کہ نقش پا ہون مین | غرض کہ کچھ ہو قدم سے لگا ہوا ہون مین |
| خوشی ہے سبکو مرے دم کے نکلنے کی | کسی کے دلکی تمنا نہ مدعا ہون مین |
| تمام سوز ہون اور سوز بے اثر اپنا | تمام آہ ہون اور آہ نارسا ہون مین |
| تری نگہ سے گرا ہون اوٹھائے کون مجھے | بندھے ہے کسکے نہ بانہی سے جدا ہوا ہون مین |
| شب وصال کی لگ گئی سو نکلی تاب کہان | کہ سفر ہجر سے پہلے ہی چلا ہون مین |
| تمہاری بزم مین گو بیٹھے ہین لیکن پھر | نگاہ غیر مین لطف ستم نما ہون مین |
| الٰہی اس دل رشک آفرین کو کیا کہون | رقیب آئینہ ہون دشمن صفا ہون مین |
| نہ آسمان پہ رسائی نہ وان پذیرائی | دعای وصل ہون یا آہ نارسا ہون مین |

اگر وہ رند نہین ہے تو پارسا بھی نہین
غرض ظہیر کو اتنا تو جانتا ہون مین

انداز محبت کے جو کچھ پا گئیں آنکھیں
بیباک کے بے پردہ سے شرما گئیں آنکھیں

کیا نیم کرشمے میں غضب ڈہا گئیں آنکھیں
کافر تری آنکھوں کی قسم کہا گئیں آنکھیں

غمزوں نے دکھا دی تہی رفتار کی شوخی
چلتے ہوئے ٹھوکر سے ٹھکرا گئیں آنکھیں

نابود کیا نیست کیا مجھہ کو جہان سے
مین ہی غم دل تہا کہ مجھے کہا گئیں آنکھیں

ای دست ہوس تو نے بڑے کفر کو توڑا
وہ وصل کے اقرار پہ شرما گئیں آنکھیں

یون چھین لیا دل کو کہ رستے مین پڑا تہا
کچھہ کہو کے نہ آئین نہین کہ وہ پا گئیں آنکھیں

تم پہلوی دشمن مین رہے اور نہ شرمائے
آنکھوں کی خطا کیا ہے کہ شرما گئیں آنکھیں

تم کیا نہین ملتے ہو کہ بہہ بہی نہین ملتین
دل چھین کے مجھہ سے مرا اترا گئیں آنکھیں

پہرتی ہین نگاہین تری رفتار سے پہلے
دیکھا جو مجھے دور سے کترا گئیں آنکھیں

کرتے ہین اشارون مین وہ سو رمز کی باتین
مین کیا کہون جو کچھہ مجھے فرما گئیں آنکھیں

کچھہ حال ظہیر جگر افگار نہ پوچھو
کمبخت کیا کچھہ نہ ستم ڈہا گئیں آنکھیں

جو چاہین کہہ لین بات بن آئی عتاب مین
دونا ہے التفات نگاہ عتاب مین

فقرہ نیا ہے قطع محبت کے باب مین
کیا بے حجابیان ہین سوال و جواب مین

مطلب کی ایک بہی نہ لکہی اضطراب مین
بہیجا ہے چاک کرکے لفافہ جواب مین

کچھہ بدگمانیان ہین جو توبہ کے باب مین
حیران ہے نامہ بر مرے خط کے جواب مین

تردامنی سے نامۂ اعمال پاک ہے
ساقی مجھے ڈبو دے سراپا شراب مین

ایسی گرہ نہین جسے چپکے سے کھول دین
ڈوبا ہوا ہون سر سے قدم تک شراب مین

عقدے ہزار ہا ہین کشاد نقاب مین

شرم نگہ سے اوسنے بھی کچھہ مونہہ چھپا لیا
لو اور چھپتے ہین بشکل آئین حجاب مین

کٹہرہی ہے جبکہ رحمت حق پاک شوخی جرم
کوئی مجہی کو کیون نہ ڈبو دے شراب مین

قاصد کی لدہی نے قلق کچھہ بڑہا دیا
تسکین دل سے جان پڑی اضطراب مین

کیا قاصد رقیب نے چپکے سے کہہ دیا
اوٹھہ اوٹھہ کے بیٹھہ بیٹھہ گئے اضطراب مین

شبہا ہی غم سے وصل بتان کی امید ہے
ہوتی ہے حشر کے لیے خفت عذاب مین

ہر بار ہے سپہر بدلتی رہے نگاہ
آتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو کبھی انقلاب مین

روز جزا کسے ہے گلون کا تری دماغ
گذرینگے حشر کیسے کئی دن حساب مین

شکوے کیے گلے کیے کیا کچھہ نہین کہا
مطلب کی ایک بہی نہ کہی اضطراب مین

کیا جذب شوق نے اونہین کچھہ سیا سمجھہ لیا
اونکی بلا رہے دل حسرت مآب مین

ملتا ہے واسطے سے خدا بہی خدا گواہ
قرب خدا ہے بندگی بو تراب مین

یہہ حضرت ظہیر کہان سے گئے ہین پارسا
کیا کچھہ نہین کیا ہے زمان شباب مین

وہ اپنی برش تیغ نظر کو دیکہتے ہین
کہ ہم صید مرے زخم جگر کو دیکہتے ہین

بشر شناس کمال بشر کو دیکہتے ہین
کہ دیکہتے ہین تو آب گہر کو دیکہتے ہین

غرض نہ لطف سے ہمکو نہ قہر سے مطلب
ادا شناس ہین اونکی نظر کو دیکہتے ہین

خدا کی شان ہے وہ جائین گہر مین دشمن کے
ہم اپنی آہ کی اوسلٹے اثر کو دیکہتے ہین

شب فراق کے صدمون سے اور ہوئی ہے
ہم اپنی شکل جو اوٹھکر سحر کو دیکہتے ہین

وہ بیوفا ہے تو ہو بند گو سمجہے کیا کام
ہنر شناس سراپا ہنر کو دیکہتے ہین

ظہیر کام نکلتا ہے کہین باتون سے
بتان سیم بدن زور و زر کو دیکہتے ہین

بھری ہین بہنے وہ اشکِ ندامت آستین مین
نہ ایسے پھول پھولون مین نہ گوہر سلکِ گوہر مین

اگر ہوتی نہ وسعت دامنِ رحمت کو محشر مین
چھپاتے کس طرح یہ روسیاہی دامنِ تر مین

دعا سے التجا سے منت و زاری سے محشر مین
تمہین ہم لیکے مانگینگے اگر ہوگا مقدر مین

نگاہِ ناوک افگن سے بچی کیا جا کے دل بر مین
نظر تو وہ بُری شے ہے اوتر جاتی ہے پتھر مین

اونہین دشوار دکھوئی مجھے مشکل وصال اونکا
نہ یہ اونکی طبیعت مین نہ وہ میرے مقدر مین

نہ پوچھو کچھ کہ میری بدگمانی کیا جتاتی ہے
نظر آتا ہے کیا کچھ اس رخِ خجلت مصور مین

کیے ہین وصل کے وعدے قسم کہا کہا کے دشمن کی
ملا دی چاشنی زہر بھی قندِ مکرر مین

اونہین ہم دیکھ سکتے ہین نہ وہ اب منہ دکھا سکتے
لگی رہتی ہین کس کس کی نگاہین روزنِ در مین

اوٹھا او رحمتِ بیداد کو شمشیر کیون کھینچو
ادا سے عمر بھر کا فیصلہ ہوتا ہے دم بھر مین

دمِ کشتن برآئیگی امیدِ قتل کس کس کی
ہزارون دل ہین پیکان مین ہزارون دم ہین خنجر مین

مجھے ہمراہ لے کر مری تقدیر پھرتی ہے
مری تلوون کی گردش ہے اگر میری مقدر مین

تڑپ کر لوٹ کر کاٹی شبِ فرقت تو کیا کاٹی
نہ پیراہن سلامت ہے نہ باقی تار بستر مین

یہان تو حضرتِ زاہد بہت بچ بچ کے چلتے ہین
مزا ہو بادۂ انگور ہو گر حوضِ کوثر مین

یہ جنگِ زرگری جتنی ہے سب تشنی تمہاری ہے
تمہین نے آگ فتنے کی لگا رکھی ہے گھر گھر مین

مری تیغِ زبان مین ہین ظہیر اوس تیغ کے جوہر
پرِ روح الامین کاٹے ہین جسنے جنگِ خیبر مین

یہ ممکن ہے کہ زاہد ہم نہ پوچھے جائین محشر مین
ہمارا [illegible] ہو [illegible] خطا وار [illegible] دفتر مین

یہان تک ناتوان ہون مل گیا ہون تارِ بستر مین
قضا بھی ڈھونڈھتی پھرتی ہے جسمِ زار گھر گھر مین

ہوس باقی نہ رہ جائے ہوائے کوئے دلبر مین
اوڑالون خاک جتنی خاک اوڑانی ہے مقدر مین

دم بسمل تڑپنے کا بھلا سمجھہ مین کہان دم تھا
تمھاری شوخیان کچہہ رہ گئی ہین جان مضطر مین

تمھارا پاس الفت ہی نہین کیا کچہہ نہ ہو جاتا
یہ نالے تو وہ نالے ہین اوتر جاتی ہین پتھر مین

مکدر کیون تھون آخر او نہین بہی شک دشمن ہے
یہان جو بدگمانی ہے وہی ہے وہ ہی وان بہی سر مین

جسے دل ڈہونڈہتا ہے وہ خلش تو اور ہی شی ہے
تمھاری کاوشین لاؤن کہان سے نوک نشتر مین

موذن وصل کی شب خون حسرت تیری گردن پر
ستمگر ذبح کس کس کو کیا اللہ اکبر مین

یہین تم کیون نہ سن لو درد دل گر تمکو سننا ہے
یہین ہم کیون نہ کہہ دین جو ہمین کہنا ہی محشر مین

بتا مت مجھے اشارون سے کہان اس طرح مرتے ہین
دکہا دت مجھے نگاہون سے کہ یون جیتے ہین ٹہوکر مین

یہ شوخی ہے تلون ہین کہ شوخی مین تلون ہے
ابہی کیا تھے گھڑی بہر مین ابہی کیا ہو گئے گھڑی بہر مین

یہ کس حسرت زدہ کے قتل پر خنجر سنبہلتا ہے
کہ آنسو ڈبڈباتے ہین ابہی سے چشم جوہر مین

دل پژمردہ غم کا ہمین کچہہ تو مزہ آتا
یہ غنچہ بہی اگر کہلتا ترے پہولونکے زیور مین

کہین وہ بیمروت بہی طرفدارون مین اوسکے ہے
مری آنکہین جہپکی جاتی ہین کیون دشمن سے محشر مین

یہان یہ شوق مردن ہے کہ زندہ ہو کے مرجائین
وہان یہ بدگمانی ہے کہ جی اوٹہی نہ ٹہوکر مین

ظہیر اپنا نشان پوچہو تو محشر مین تو جا ڈہونڈہو
سیہ کارون کے حلقے مین خطا وارونکے دفتر مین

کہان ہے تاب غمخواری مرے غم کہانیوالی مین
کہ حسرت خون دل ہے زہر غم ہے ہر نوالے مین

حلاوت جام جم کی ہے فقیرونکے پیالے مین
کہ نوش و نیش ہر دو انگبین ہے ہر نوالے مین

[illegible] دلکو اس حیلہ حوالے مین
نکلجاتی ہین اکثر لوسے انکو نکلے نالے مین

ملی لبستگی غنچہ کو داغ دل سے لالے مین
مذاق تلخکامی بہر دیا ہے میرے پیالے مین

ابہی تو محتسب مسجد سے خالی ہاتہہ آیا ہو نہ
اولٹ کر دیکہہ لے ظالم نہین ہے کچہہ پیالے مین

جلاتے ہین مجھے اوٹھا وہ کہہ کہکر تیرے جوبن
غضب کا درد ہے کمبخت کو دکھوائے ہین

الہی دہٹہ گئی کیسی حلاوت رنج وشادی کی
نہ وہ نغمہ ہی نغمہ ہین نہ وہ نالہ ہی نالے ہین

یہ مانا وان اثر اسکی نامرادی کچھہ نہین ہوتا
بلا سے دل کے ارمان تو نکلجاتے ہین نالے ہین

خدایا کیا بلا ہے یہ جو رہ رہ کر کھٹکتا ہے
کوئی خار تمنا رہ گیا ہے دلکی چہالے ہین

تجھے کچھہ خبر ہے ای چارہ گر دل بیتاب سینے
کہین ایسے مریض غم سنبھلتے ہین سنبھالے ہین

تمہارے تن بدن سے آج بوئی شک آتی ہے
صداقت کے لیے کافی ہین یا سچے بول بالے ہین

جفاؤن پر بھی ناخوش ہے مصیبت ہے مصیبت ہے
خدا ڈالے نہ بندی کو کسی بندی کے پالے ہین

پری رو جتنے گرد و پیش ہین سب گرد دامن ہین
وہ شمع انجمن محفل مین ہین یا ماہ ہالے مین

الہی خیر ہو اغیار گرد اوس بت کے رہتے ہین
بہت خونریزیان ہونگی کہ ہے خورشید ہالے مین

تمہارے گھر سے یہ کافر نہین ٹلتا نہین ٹلتا
مگر نام عدو بھی درج ہے شاید قبالے مین

مجھے حال دل رنجور پر افسوس آتا ہے
کہان سے درد و غم آئے ہین اس نازک کی پالے مین

تمہارے وہی نیپاسے نہ یہ ملتا نہ وہ ملتا
سیہ کاکل مین دھبا ہی اگر ہے داغ لالے مین

سوال وصل پر وہ مسکرا کر مجھہ سے کہتے ہین
ذرا آئینہ لیکر مونہہ تو دیکھو تم اوجالے مین

ظہیر خستہ و آفت زدہ ہی بس غنیمت ہے
کہ خوبو ملتی جلتی ہے تمہاری مرنیوالے مین

بے سبب پرسش حال دل بیمار نہین
جانتے ہین کہ اسے طاقت اظہار نہین

دلولے دل مین ہین کیا کیا لب اظہار نہین
مجھہ پہ دشوار ہے وہ امر جو دشوار نہین

مشکل اتنی ہے کہ مرتے نہین بنتی مجھکو
ورنہ جینے سے تو مرنا مجھے دشوار نہین

نہ سہی حاصل مطلب مگر اک شغل تو ہے
نالہ و آہ شب ہجر مین بیکار نہین

پھرتے ہین کہ کہین اور لگالو دل کو — جانتے ہین کہ کوئی تجھہ سا طرحدار نہین
دہوپ بن بن کی سرکتی ہی پرِ شاہ مثال — آج سایہ نظر آتا ہے دیوار نہین

واہ یہ عمر یہ افعال ظہیرِ بدمست
بے حیا تجھہ سا زمانے مین سیہ کار نہین

ہم چکے بس ملال کی باتین — کیجیے کچھہ وصال کی باتین
وضع کو خاک مین ملاتی ہین — اس دلِ پایمال کی باتین
ہم کہان اور شبِ وصال کہان — ہین یہ خواب و خیال کی باتین
نامہ بر دستِ دوست سی کیا کام — کر جواب و سوال کی باتین

اِی جنابِ ظہیر بس دیکھین
کیجیے سنِ سال کی باتین

ذرہ مین وہی وہی قمر مین — ہے فرق مگر نظر نظر مین
کعبہ بھی گئے صنمکدہ بھی — سودا ہی جنون وہی ہی سر مین
پہلو مین تمھین بٹھاکے چھوڑون — ہے جذب جو نالہ سحر مین ۳
الفت نے کیا خفیف اتنا — ہرگز نہ سمائے ہم نظر مین
غش کھا کے گرے کلیم جس سے — ہے جلوہ وہی شجر شجر مین
دل اور بتون کی جلوہ گاہی — بتخانہ بنی خدا کے گھر مین
وہ اور پیام صلح آمیز — ہے فرق بیان نامہ بر مین
اللہ رے ذوق خود نمائی — اپنے کو دکھا دیا بشر مین
نامہ کی عوض اونہین کو لایا — افسون ہے بیان نامہ بر مین

یہ جلوہ نمائیان ہین کس کی
انکھون مین عدو سمارہے ہین

چمکے ہین جو کسوت بشر مین
فتنے ہین نگاہ فتنہ گر مین

منزل پہ کبھی پہونچ رہین گے
بیٹھے ہین ظہیر رہگذر مین

شعلے ہین تپش نہ تڑپ ہے شرار مین
قابو نہ موت پر نہ وفا خوی یار مین
کیا کم ہین غیر خاک اوڑانیکے واسطے
کیا کیا اُٹھا ہے حشر تمہارے حجاب نے
اے برق وش بتا مجھے کیونکر قرار آے
وہ شوق عرض حال وہ شکوے وہ ولولے
کیا کیا وہ کینہ جو مری ایذا سے شاد ہے
ہمسے سیاہ کار بھی امیدوار ہین

ملتی ہے خوی یار دل بیقرار مین
کبتک کرے نباہ کوئی انتظار مین
آسودگی محال ہے مجھکو قرار مین
کیا کچھ ہین شوخیان نگہ شرمسار مین
جب تو سمارہا ہو دل بیقرار مین
کیفیتین وصال کی ہین انتظار مین
چھوڑی نہ ایک طرز جفا روزگار مین
وسعت بہت ہی رحمت پروردگار مین

آؤ ظہیر بیٹھکے یاد خدا کرین
تھوڑے پھرے صنمکدۂ روزگار مین

نظر آئین نہ سوا دوست کے اغیار کہین
خواہش جلوہ نہو طالب اظہار کہین
مدعی ضد سے مری طالب آزار ہوے
حسرتین انکو نہ رہجائین ستم کی اے کاش
ہم تو مشہور ہین کہ جفاؤن کو وفادار ہین

اوٹھ چلے چشم سے یہ پردۂ پندار کہین
فاش ہوجائین محبت کے نہ اسرار کہین
ہاتھ کھینچے نہ ستم سے وہ جفاکار کہین
ہوچکین غیر بھی مجھ سے ہی وفادار کہین
تم نہ مشہور جفا سے ہو ستمگار کہین

مونہہ سے کچھہ کہہ نہین سکتا ہون مین بر سر حشر
یارب آجائے نہ وہ شوخ دل آزار کہین

وہ بھی پرتو ہے تمہارا ہی جسے دیکھتے ہین
نظر آتی ہی نہین صورتِ اغیار کہین

حصر منزل حرم و دیر پہ ہی عجز تلاش
جستجو سے نہ رہے پای طلبگار کہین

جادہ جادہ ہی جدا منزلِ مقصود ہی ایک
رشتۂ سبحہ کہین رشتۂ زنار کہین

مونہہ چھپاے ہو تو پھر شوق بڑہاتی کیون ہو
لن ترانی ہے کہین وعدۂ دیدار کہین

ای ظہیر اپنے لیے دامنِ رحمت ہے وسیع
جا پڑینگے کبھی گوشہ مین گنہگار کہین

مجھے صبر تمکو مروت نہین
کسی سے کسی کو شکایت نہین

ترے وعدہ سے چشم رویت نہین
قیامت کے پیچھے قیامت نہین

نہ مین آینہ ہون نہ تصویر غیر
کوئی مونہہ دکھانیکی صورت نہین

یہ برحق ہے تو وہ بھی آئی ضرور
قیامت کے آنیمین حجت نہین

وہ کہتے ہین سن سن کے اپنے گلے
کہ دشمن سے جائی شکایت نہین

قیامت کی وعدہ پہ کیا صبر آئے
وہ کافر کوئی حور جنت نہین

اوڑالیگی کیا شب وصل غیر
لگا ہون مین رنگِ خجالت نہین

سنو تو ذرا بیہدہ کیون ہوے
مرا درد دل ہے شکایت نہین

تری بزم مین شکل بیمار ہون
مجھے لب ہلانیکی طاقت نہین

جئین کیا کہ اندوہ جینے بھی دے
مرین کیا کہ مرنیکی فرصت نہین

عوض آینہ کی مجھے دیکھیے
وہ مجھہ سے سوا محوِ حیرت نہین

تم اس درجہ مجھسے گریزان ہو کیون
مجھے کچھہ جنون تمکو وحشت نہین

نہ آئے وہ لب تک تو یہ کیون نہ آئے
دم واپسین دل کی حسرت نہین

مرا دل ہے مستا ہی نا منفعل
کہ اپنے کیے پر ندامت نہین

اسے سنگ در سے منافی ہو کیون
مرا نقش سجدہ کدورت نہین

نہین دل مین کچہہ منفعل ہو تو ہے
ہمین شکوہ سنجی کی عادت نہین

شب غم کو آئے نہ دو خنجر تو ہے
گلا کاٹنا کچہہ مصیبت نہین

یہ خط تو ہے قاصد کسی اور کا
وہ شوخی نہین وہ عبارت نہین

بھروسا ہے لا تقنطوا پر ظہیر
ہمین بیم روز قیامت نہین

مل گئے ہم خاک کوے یار مین
سرمہ سان ہین دیدۂ اغیار مین

جان دین کیون چارۂ آزار مین
درد ہے فکر دل بیمار مین

ہو تسلی خاک لطف عام سے
غیر بہی شامل رہے اقرار مین

روز مرنے کے لیے جیتا ہون
اور کیا ہے وصل کے اقرار مین

تیغ و خنجر کی روانی دیکہہ لی
تیز تر ہو سب سے تم رفتار مین

ناز بیجا بہی سہے جبتک سہے
اب نہین طاقت دل بیمار مین

رائگان ہے سب مرا سوز و گداز
ہون چراغ صبح بزم یار مین

جلوہ سو سو رنگ سے ہے پردہ در
گہر مین کیا ہو تم کہ ہو بازار مین

ہو لیا صرف دل حسرت مآب
درد و غم کا قحط ہے بازار مین

ہم ز بسمل تڑپتے رہ گئے
دم رہا قاتل تری تلوار مین

مول لون دو چار کہو سکے لیے
دل اگر بکتے ملین بازار مین

جانکنی سے کے لطف کیا جانے رقیب
زندگی ہے مردن دشوار مین

ہم پہ کیون گرتا نہین کیا آسمان
مل گیا ہے سایۂ دیوار مین

غیر سے برتاؤ یہہ کیا خیر ہو
فرد ہو دشمن بنین مین دو چار مین

جو تماشے ڈہونڈتے ہو تم ظہیر
آؤ دیکھو خانۂ خمار مین

کام آئین تو محبت مین وفائین آئین
شکوے جب آئے زبان پر تو دعائین آئین

ابر رحمت کی عوض مجھ پہ بلائین آئین
جہوم کر کیا شب ہجران مین گہٹائین آئین

آرزو مین مری بن بن کی دعائین نکلین
اور دعائین مری لیلے کے بلائین آئین

بخت بد نے نہ کہائی کبھی تاثیر قبول
تہرین بن کے مری سر پہ دعائین آئین

موت آئی نہ کوئی بہر عیادت آیا
کام آئین تو شب غم مین بلائین آئین

دعوی کشتن خلق اور نہو قتل رقیب
ناز آئے تجہے کافر نہ ادائین آئین

بیٹہہ رہنے کو مرے انہین ہنگام وصال
یاد آئین بہی تو کمبخت جفائین آئین

کوئی پامال ستم ہو تو بلا سے ہو جائے
تم یہ جانو کہ ہمین یونہین ادائین آئین

زیر تربت بہی شہیدونکے کفن چاک ہوے
جب تری جنبش دامان کی ہوائین آئین

وہ کہے آتے تھے اور ناز و ادا بہی ایسے
درد کے ساتہہ ہی دنیا مین دوائین آئین

ہمنے رکہا جو کبہی وادی مجنون مین قدم
خیر مقدم کی بیابان سے صدائین آئین

حشر کے روز دیا ساتہہ کسی نے نہ ظہیر
بخشوانے مری تقصیر خطائین آئین

خیال چشم ملمین اور دل اوگار پہلو مین
تند ڈہونڈا انہو بیمار سے کے بیمار پہلو مین

نظر آتے ہین کیا کیا حسن کے انوار پہلو مین
یہ دل پہلو مین ہے یا ہے تجلی زار پہلو مین

فسانے تو بہت ہین دل لگی لیکن مختصر یہ ہے
فقط اک درد ہی جا ہی دلِ بیمار پہلو مین

تمہاری بزم مین بیٹھا ہون نہین یا کنج دوزخ مین
مرا دل مجھ سے ہم پہلو ہی یا اغیار پہلو مین

ہمیشہ حشر ہنگر تم مرے پہلو سے اوٹھے ہو
یہ درد اوٹھا ہے رہ رہ کر ہزارون بار پہلو مین

عیادت کو مری ہمراہ دشمن کون آتا ہے
کہ کچھ بیٹھا ہی جاتا ہے دلِ بیمار پہلو مین

کنارِ گور خوشتر ہے کہ ہم پہلوی دشمن ہون
ستمگر کھینچ دے کوئی مرے دیوار پہلو مین

دلِ رشک آفرین و بزم دشمن کیا قیامت ہے
ادہر یہ مدعی بر مین ادہر اغیار پہلو مین

جگر نکلا ہی پڑتا ہے تو دل بیٹھا ہی جاتا ہے
بٹھا رکھا ہے ہمنے غیر کو ناچار پہلو مین

غضب ڈھایا ستم توڑا لگاتے تو لگا بیٹھے
بس آب دل کا سنبھلنا ہی بہت دشوار پہلو مین

اگر کچھ وہم ہے تو ہے تمہاری بد گمانی کا
نہین ہم تو بٹھا لین غیر کو سو بار پہلو مین

بلا سے آپ کی بستر پہ خنجر ہون کہ نشتر ہون
نہ سوئے آپ تو اکر کبھی یکبار پہلو مین

یہہ تم چلتے ہو یا دل پر مرے تلوار چلتی ہے
کوئی چھریان چبھوتا ہے دمِ رفتار پہلو مین

جو دل دے تو خدایا دلکو سودائی محبت دے
دلِ بیدرد سے بہتر ہے گر ہو خار پہلو مین

یہ دل ہے یا کسی دشمن کا یا رب موذی گمان ہے
نظر مین وان کھٹکتا ہے تو یان ہر بار پہلو مین

برنگ طوطی و آئینہ ہم تقریرِ دشمن ہو
کہ مڑ کر دیکھ لیتے ہو دمِ گفتار پہلو مین

الٰہی واعظ ناکس کو میخانے مین یون دیکھون
کہ یا ہی خم پہ سر ہو جبہ و دستار پہلو مین

کبھی تو دور ایسا ہی سپہر کینہ پرور ہو
کہ ساغر ہاتھ مین ہو وہ بت میخوار پہلو مین

دل رنجور کو رووَن کہ جانِ زار کو پیٹون
سسکتا ہی پڑا بیمار کے بیمار پہلو مین

ظہیر اکدم نہین آرام تجھکو دل کے ہاتھون سے
یہ آفت کیا لگا رکھی ہے تو نے یار پہلو مین

طعنے سنون شکوے کرون وہ یہ کہے مین یون کہون
کیونکر نہو رنجش فزون وہ یہ کہے مین یون کہون

کب تک جواب شکوہ دون وہ یہ کہے مین یون کہون
دل ہو گیا جھگڑون مین خون وہ یہ کہے مین یون کہون

مجھہ کو کہے وہ باوفا اور مین کرون شکر جفا
شکوے گلے سب مٹے کرون وہ یہ کہے مین یون کہون

ہان شوق یہ سب سے کہون اور وہ کہے رسوا نہون
کس سے کہون حال زبون وہ یہ کہے مین یون کہون

جب لطف آئے نامہ بر موہنہ پر کہے وہ فتنہ گر
جیسی سنون ویسی کہون وہ یہ کہے مین یون کہون

وہ لطف پرسا کی رہا اور مین خفا پر دون دعا
کیا ہمزبان دشمن سے ہون وہ یہ کہے مین یون کہون

اے ہمنشین جو ہو سو ہو آئے تو اب کی پند گو
وہ اک کہے مین سو کہون وہ یہ کہے مین یون کہون

کہتا ہے وہ تو حشر کی یان حشر ہے اک اک گھڑی
کیا خاک ہو صبر و سکون وہ یہ کہے مین یون کہون

دشمن سے کہے اعجاز ہے اور مین کہون انداز ہے
دکھلاؤ اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون

واعظ کہے کعبہ کو جا مین جاؤن سوئے بتکدہ

اسد کس وقت مین ہون وہ یہ کہے مین یون کہون
کہہ دے ظہیر خوش بیان ہو جسکو دعوی بیان
اعجاز یہہ ہے وہ فسون وہ یہ کہے مین یون کہون

شکست توبہ نے پھر آج پر پرزی لگائی ہین
گھٹائین جھومتی آتی ہین یا دل کی لگائی ہین

کبھی آنکھون مین آنسو ہین کبھی ہونٹو پہ نالے ہین
فلک شاباش ہے کیا کیا مری ارمان نکالے ہین

اسیر عشق مطلب کی کہین جانے نہین دیتے
چمن مین ہین تو نغمے ہین قفس مین ہین تو نالے ہین

تری گیسو کی الفت مین ستمگر یہ نسمجھے تھے
کہ ہمنے آپ اپنی آستین مین سانپ پالے ہین

حریف جانستان دونو ہین گیسو کیا نگاہین کیا
تفاوت ہے تو اتنا ہے یہ اجلے ہین وہ کالے ہین

تری نقش کف پای نگارین کیا دیاست ہین
یہ فتنے ہین مگر کس قہر کی سانچے مین ڈھالے ہین

مری قسمت کی گردش ایک جا ٹکنے نہین دیتی
مجھے سر پر لیے پھرتی مری تلوونکے چھالے ہین

تفاوت روز و شب کا ہے مزاج حسن و الفت مین
کہین ناز تغافل ہے کہین جینے کی لالے ہین

وصال غیر و ابر تار و جوش برق و باران ہے
شب ہجران نے کیا دلکی بخار اپنی نکالے ہین

عیادت سے مریض غم کی کیون ظالم پشیمان ہے
کہ یہ بیمار مرتے وقت تک لیتی سنبھالے ہین

ظہیر اپنے فسانے کارنامے ہین محبت کے
فسانون سے فسانے ہین رسالون کے رسالے ہین

شرمگین چشم مین بیداد سوا کچھہ بھی نہین
شوخیان شرم مین شوخی مین حیا کچھہ بھی نہین

کیا کہین کس سے کہین جز جفا کچھہ بھی نہین
ہے تو کیا کچھہ ہے نہین ہے تو خطا کچھہ بھی نہین

کیا کہا ابتو کہو دل مین دغا کچھہ بھی نہین
کچھہ نہین ہے تو لگاوٹ مین مزہ کچھہ بھی نہین

تم بہم ہو تو شکوون مین مزہ کچھہ بھی نہین
ہمنے کچھہ بھی نہ کہا تمنے سنا کچھہ بھی نہین

آدمی کے لیے زندان الم ہے دنیا
حاصل عمر یہان رنج سوا کچھ بھی نہین

جانتا ہی کمبخت محبت کیا ہے
پند بے سود مین ناصح کے مزا کچھ بھی نہین

جانتا ہون کہ تمہین مجھسے نہین کچھ بھی لگاؤ
اور کچھ ہے بھی تو رنجش کی سوا کچھ بھی نہین

آپ کو دشمن ارباب وفا کہتے ہین
یہ اگر سچ ہے تو دشمن کی خطا کچھ بھی نہین

ہم بھلے ہوگئے زمانے سے بُرے ٹھہرے ہین
تم بُری ہو کی وہ کچھ ہو کہ بُرا کچھ بھی نہین

ساقی دہر سے کیا شکوہ کج دار و مریز
مرضی دوست بجز صبر و رضا کچھ بھی نہین

شعرا اور شعر سے اب مجھکو سروکار ظہیر
خاطر حضرت راقم کے سوا کچھ بھی نہین

ہجر مین جز آہ و زاری کیا کرین
کیا کرین ای بیقراری کیا کرین

رات دن رہتی ہی جین آنکھون مین نم
ہای اون سے اشکباری کیا کرین

وہ نہ آوے تو نہ آوے موت بھی
تو ہی کہہ دے بیقراری کیا کرین

اشک کچھ شکوے نہین جو روک لین
ضبط جوش اشکباری کیا کرین

خود نکل آوے خودی سے مثل اشک
رازدان اب رازداری کیا کرین

ہمدمون کو اپنی اپنی پڑگئی
وہ ہماری غمگساری کیا کرین

دوست ہین آخر تو وہ دشمن نہین
آکے وقت دم شماری کیا کرین

طعنۂ دشمن پہ خاموش ہین
چارۂ بے اختیاری کیا کرین

تم عدو حاسد فلک قسمت خلاف
کیا کرین اب بختیاری کیا کرین

ہم اسیر الفت صیاد ہین
آرزوی رستگاری کیا کرین

کچھ ہمین سے نہین سب ہی ناکام ہین
اب کہین امیدواری کیا کرین

لڑ چکی ہین وہ نگاہین غضب سے
آرزوی زخمِ کاری کیا کرین

برق و صرصر سے نہین اب چھیڑ چھاڑ
حسرتِ فصلِ بہاری کیا کرین

جو تسلی بخشِ دل ہے جانِ زار
ہے سراپا بیقراری کیا کرین

اے ظہیر اس زندگانی سے حصول
ہجر کی امیدواری کیا کرین

ہوئی ہے جبسے بتون کی الفت عجیب حالِ خراب مین ہون
بنی ہوئی ہے وہ جان و دل پر کہ جان و دل سے عذاب مین ہون

مرا ہے وہ مرشدِ طریقت کہ مے پرستی ہے جسکی بیعت
نہین ہے واعظ یہ وقتِ صحبت کہ مست کیفِ شراب مین ہون

جو یہ مسلمان تو وہ برہمن یہ اوسکا دشمن وہ اوسکا رہزن
کشاکشون سے بہم گرگی عجب عذاب و ثواب مین ہون

دماغ کسکو کسے یہ طاقت سنے جو واعظ تری حکایت
نہ ہوش اتنا نہ اتنی فرصت کہ محوِ شرب شراب مین ہون

کہان کی زاہد یہ دلگی ہے ابھی سے توبہ کی کیا خوشی ہے
شراب ساقی سے قرض لی ہے ہنوز فکرِ کباب مین ہون

نکیر کیا پوچھتا ہے مجھسے ذرا تو دم لے خدا کے بندے
جواب دونگا تجھے ٹھہر کے ابھی تو مین اضطراب مین ہون

یہ محوِ حسنِ خودی رہا ہون خبر نہین یہ کہ ہون تو کیا ہون
خودی سے کوسون اوڑا ہوا ہون نہ ہوش مین ہون نہ خواب مین ہون

زبان کو روکا قلم کو توڑا اوٹھائی رسم خط و کتابت
لکھا ہے کافر نے کچھہ تو ایسا کہ بند خط کے جواب مین ہون

پکارتا ہے یہ اوسکا جلوہ کہ دیکھو دیکھو اوٹھا وہ پردہ
کیا نہ ہشیار پھر نہ کہنا ابھی حجاب نقاب مین ہون

اگرچہ وافر ہے اوسکی رحمت مگر گناہونکی ہے یہ کثرت
کہ شرم عصیان سے سرنگون ابھی سے فکر جواب مین ہون

نہین نگاہون کو تاب جلوہ نہ چشم کو طاقت نظارہ
اوٹھا دیا ہے جو اوسنے پردہ تو کیسے کیسے حجاب مین ہون

حجاب رخ سے جو اوٹھ گیا ہے عجب تماشا سا ہو رہا ہے
اودہر وہ خاموش ہین حیا سے ادہر مین چپ چپ حجاب مین ہون

یہ روسیاہی یہ زندگانی یہ ہون ندامت سے پانی پانی
کہ غرق تر دامنی سے تا سر حباب آسا مین آب مین ہون

جو پارسا ہے شفیق اپنا تو رند بھی ہے رفیق اپنا
کہ صلح کل ہے طریق اپنا نفاق سے اجتناب مین ہون

اوٹھا دیا جب دوئی کا پردہ رقیب ہی کون رشک کیسا
بسان موج و حباب دریا ہے آب مجھہ مین مین آب مین ہون

شریک گو بزم یار مین ہون نہین ایسے ہونسے عار مین ہون
اگر ہون تو کس شمار مین ہون نہین تو پھر کس حساب مین ہون

یہ سب سبب ہے راغب کا پاس خاطر ظہیر مجھہ کو غزل سے مطلب

سفر عدم کا ہے آج کل ہین ہین آج کل پابرکاب مین ہون

نہین معلوم وہ مہمان کہان جاتے ہین
اوسنے پہلے مرے اوسان کہان جاتی ہین

اب نکل کر ترے پیکان کہان جاتی ہین
دل سی سیر سے مرے ارمان کہان جاتی ہین

آج وہ ایسے پریشان کہان جاتے ہین
پوچہنا دوڑ کے دربان کہان جاتی ہین

یان بن بن کے مری جان کہان جاتی ہین
یہ مرے قتل کے سامان کہان جاتی ہین

خیر ہے جانکی ابتک مجھے غش آیا ہے
آپ گہبرا کے مری جان کہان جاتی ہین

کون لاتا ہے یہ چھپ چھپ کے پیام اور سلام
آپ اوٹھہ اوٹھہ کی یہ ہر آن کہان جاتی ہین

مین فدائی ہون مجھے شوق سی صدقی کیجے
مدعی آپ پہ قربان کہان جاتے ہین

سر اگر جاوے تو جاوے مگر اے خنجر یار
سر سے اپنے تری احسان کہان جاتی ہین

کیا بتاؤن تجھے ناصح ہمین ہنی دی اسے
ٹکڑی اوڑ اوڑ کے گریبان کہان جاتی ہین

آن بیٹھے ترے در پہ ترا کلمہ پڑہ کر
یان سے یہ تازہ مسلمان کہان جاتی ہین

بعد مرنے کے بہی مٹی مری برباد رہی
میری تقدیر کے نقصان کہان جاتی ہین

حال کہلتا نہین ان خویش فراموشون کا
روز کے روز یہ مہمان کہان جاتی ہین

کسکی آشفتہ مزاجی کا خیال آیا ہے
آپ حیران پریشان کہان جاتے ہین

آج کس موبہہ سے مری دل شکنی ہوتی ہے
آج وہ آپ کے پیمان کہان جاتے ہین

اب وہ الطاف کہان وہ دم رخصت کہنا
روک لیجو اتہین دربان کہان جاتے ہین

در پہ جاتا ہون تو کہتا ہے یہ دربان اونکا
آپ سے جان نہ پہچان کہان جاتی ہین

جیتے جی آپ نے کیا مجہہ کو زمین کو سونپا
کہکے اللہ نگہبان کہان جاتے ہین

اے ظہیر اب یہ کہلا حال کہ مٹی ہو رہین آپ
آپ جاتی ہین جہان دہیان کہان جاتی ہین

یہ دلداری مین عیاری کہین یارونکی باتین ہین
دل آزارونکی باتین ہین یا کارونکی باتین ہین

مصیبت مول لینی کیا ہوسکارونکی باتین ہین
یہ دل والونکی دل ہین یہ خریدارونکی باتین ہین

دل آزاری کہین اے شیخ دیندارونکی باتین ہین
ترے باتین ہین جتنی یار مکارونکی باتین ہین

عجب کیا اوسکی رحمت ہے اگر وہ بخش دے زاہد
کہ آمرزش کی قابل ہم گنہگارونکی باتین ہین

حسینان سے یہی سیکھے ہین سب چلتے ہوئے فقرے
یہ جتنی سادگی ہے سب ستمگارونکی باتین ہین

خدا کی گھر مین تو زاہد جو یون ہوحق مچاتا ہے
یہ ہشیارونکی باتین ہین کہ میخوارونکی باتین ہین

یہ آنکھین ہی دو چار آپس مین ہوکر قہر ڈھاتی ہین
یہ جتنی شر کی باتین ہین انھین چارونکی باتین ہین

اونھین الفت جتا کر کیون عدو بدنام کرتا ہے
یہ بازارونکی باتین ہین کہ سرکارونکی باتین ہین

مری شیون کو بھولے ہین خوشی ہے اونکے آنے کی
زمانے سے نرالی کچھ عزادارونکی باتین ہین

مرے احباب بھی ہین ہے خدا لگتی نہین کہتے
یہ باتین سر بسر اونکی طرفدارونکی باتین ہین

رقیبون کی یہ فقرے ہین وفا کیسی محبت کیا
نہ آجانا کہین چالونمین [illegible]ونکی باتین ہین

خطا پر لطف کی امید کیا سادے ہین ہم دیکھو تو
خدا کو بھی پسند اپنے گنہگارونکی باتین ہین

ظہیر اوس دشمن ایمان کو کیا الفت جتاتی تھی
یہ نادانون کی باتین ہین کہ ہشیارونکی باتین ہین

اونکے وعدے پہ تسلی شب غم دیتے ہین
ہم بھی کیا کیا دل بیتاب کو دم دیتے ہین

جان دیتے ہین تمھین دل بھی رقم دیتے ہین
کون دیتا ہے محبت مین جو ہم دیتے ہین

مثل آئینہ سیہ قلب ہین آئینہ عذار
یہ دغاباز کہین اپنا بھرم دیتے ہین

آج کاشانہ دشمن مین جو مہمان ہو گے
جان شیرین سے تجھے ہم اے شب غم دیتے ہین

بزم دشمن مین بلاتے ہین غضب تو دیکھو
ادھر اپنے سر نازک کی قسم دیتے ہین

وہ دم قتل بھی احسان جتاتے ہین مجھے
کہہ دیتے ہین تجھے ہم ملک عدم دیتے ہین

جگ ہنسائی کے سوا گریہ سے حاصل کیا ہے
خاک پتھر ہمین یہ دیدۂ نم دیتے ہین

پانو کٹوا کے بناتے ہین رہِ منزلِ شوق
ہاتھہ کرتے ہین قلم لوح و قلم دیتے ہین

نہوے خوش وہ متاعِ دل و جان بھی لیکے
اوسپہ یہ ناز کہ پھر بھی ہمین کم دیتے ہین

جن پہ کرتے رہے ہم جان گرانمایہ نثار
وہ تلافی مین ہمین داغ درم دیتے ہین

دل کہین نذر کیا جان کہین دی آیے
دیکھہ اس طرح سے ارباب کرم دیتے ہین

کچھہ عجب داد و ستد کوی بتان مین ہی ظہیر
دل و دین لیتے ہین تصویر صنم دیتے ہین

کیا کہین کس رنگ مین ہم خانمان برباد ہین
خوب ہین اچھے ہین خوش ہین شاد ہین آباد ہین

فکر آزادی سے پابندِ وفا آزاد ہین
ہم رہا ہو کر اسیر الفتِ صیاد ہین

ہم وہ نخل نامرادِ گلشن ایجاد ہین
داغ بر دل گل منظر بلبل صفت ناشاد ہین

تلخکامی سے ہماری غیر کیا کیا شاد ہین
ہم رقیبون کے لیے وقفِ مبارکباد ہین

دیکھہ لیجے گر نہین احوال بیکسی کا دماغ
ہم سراپا درد و غم سے صورتِ فریاد ہین

ہین تو کیا ہین ہم فضای گلشنِ آفاق مین
مشتِ خس ہین ہر طرف مثلِ صبا برباد ہین

دل ہی دل مین ہای ہم گھٹ گھٹکے ہوتی ہین تمام
آپ اپنی آرزو کی خاطر ناشاد ہین

مژدۂ کشتن ہمارا ہے نوید وصلِ غیر
ہم سراپا وقف گلبانگ مبارکباد ہین

صوتِ بانگ جرس یان چھیڑ دی ہی کی دیر
ٹیس لگتی ہے سراسر نالہ و فریاد ہین

دعوی اُلفت ہو سکا روکتے ہین یون بی ثبات
عہد و پیمان آپکے جسطرح بے بنیاد ہین

سر پٹکتے رہ گئے بیرونِ در ہم ہای ہای
نارسائی مین ہم اپنی نالہ و فریاد ہین

بیستون سے کچھ ہماری سخت جانی کم نہین
روز و شب ہم جانکنی مین صورتِ فرہاد ہین

مٹ مٹا کر بھی ہے بنے آخر تو خاکِ رہگذار
کس ہوا مین یہ تمہارے خانمان برباد ہین

دام سے چھوٹے تو جانو قیدِ ہستی سے چھٹے
ہم اسیرانِ قفس خود قید کی میعاد ہین

ہم پڑے رہتے ہین و اے ہم زیرِ دیوارِ مغان
خشتِ خمخانہ ہین یا خمخانہ کی بنیاد ہین

بیٹھے بیٹھے دل سے گھڑ لیتے ہین سامانِ جنون
آپ ہم اپنی اسیری کیلیے حداد ہین

[illegible] پریرویون کو لاتے دام مین
صید ہو کر ہم حسینون کے لیے صیاد ہین

ٹی چھری جسکی نہین ہرگز پناہ
سادہ رو جتنے ہین کافر خنجرِ فولاد ہین

اے ظہیر اپنے سخن مین کیون نہو لطفِ زبان
ہم نمک پروردۂ شاہِ جہان آباد ہین

...ن سے کے ترے لین آپ بیٹھے ہین
بھٹک بھٹک کے ٹھکانے کی جا پی بیٹھے ہین

مٹے ہوے ترے سب کچھ مٹا ہی بیٹھے ہین
کہ دو جہان سے تعلق اوٹھا ہی بیٹھے ہین

یہ ہم جو دل کو بغل مین دبا ہی بیٹھے ہین
بہت دنون سے تمہین آزما ہی بیٹھے ہین

رقیب کیا کہین آپ سے لگا ہی بیٹھے ہین
یہ انجمن مین تمہارے بٹھا ہی بیٹھے ہین

فنا سے پہلے جو ہستی مٹا ہی بیٹھے ہین
وہ آج کل ترے کوچے مین آ ہی بیٹھے ہین

دماغ شرح کہان قصہ مختصر یہ ہے
ستم زدہ ہین تمہارے ستا ہی بیٹھے ہین

وہ بھول کر بھی ہمین یاد اب نہین کرتی
ہم اونکی یاد مین خود کو بھلا ہی بیٹھے ہین

مجال ہے کہ غم دو جہان سما جائے
خیال جنکے وہ دل مین سما ہی بیٹھے ہین

نظر گذر کی ذرا ایکشو چھڑک دینا
کہ تا کہ حضرتِ واعظ لگا ہی بیٹھے ہین

مجال ہے کہ نکل جائے اونکی مٹھی سے
وہ نازنین ہین مگر دل دبا ہی بیٹھے ہین

گلا کرے کوئی کیا خاک ایسے نازک سے | کہ بار شکوہ سے گردن جھکائی بیٹھے ہین
ستم کشون سے یہ بیزاریان معاذ اللہ | کہ جس طرح کوئی آئی لگائی بیٹھے ہین

ظہیر آنکھ سے دیکھین گے جو دکھائے خدا
جلے بھنے ہوئے ہارے ستائی بیٹھے ہین

چراغ طور ہون پروانہ ہون یا شمع محفل ہون | بھڑکنے کے لیے شعلہ ہون جلنے کی لیے دل ہون
جدا ہون اور پھر ہر رنگ مین مین تسی شامل ہون | اگر ہو گرمی ہنگامہ تم جلنے کو مین دل ہون
غرض کیا کیون کہون تیغ ادا سے اوسکی بسمل ہون | مرا دل ہی مرا قاتل ہی اس دشمن کا قاتل ہون
چلی تیغ ادا اور ون یہ مجھپر رشک سے خنجر | تری کشتہ کا کشتہ ہون تری بسمل کا بسمل ہون
گذر ہو کیا کسی دل مین سماؤن کیا لگا ہو نین | مین اپنے دل مین ہون بالفرض تو بہی غم باطل ہون
نہ خود شایان کشتن ہون نہ رشک غیر کا یارا | نہ اس مین نیکی لائق ہون نہ اس جینے کی قابل ہون
نہ طعنے زخم ریز اپنے نہ شکوہ لطف خیز اونکے | جو خنجر ہون تو بیدم ہون جو پہلو ہون تو بیدل ہون
جو تم شوخی سے پہلو مین مری برق جہندہ ہو | تو مین دل کی تپش سے اضطراب نقش بسمل ہون
تمنا ہے ستایش کی شکایت ہے نہ غیبت کی | جو ناقص ہون تو ناقص ہون جو کامل ہون تو کامل ہون
مری بی جوہری پر اہل جوہر رشک کرتے ہین | وہ ناقص ہون کہ مین اوس نقص مین بہی فرد کامل ہون
کوئی دم کا مسافر ہون کوئی ساعت کا ہون مہمان | نگاہ ناز قاتل ہون ادای رقص بسمل ہون
نہین ہے مجھ مین اوسمین کچھ دوئی اور ہی تو اتنی ہے | مین اپنا پردہ در ہی عین اپنا آپ حائل ہون
وہ جتنا دور رکھتا ہی تعلق اور بڑھتا ہے | مجھے ہے قید جتنا دوست سے اوتنا ہی واصل ہون
نہ دیکھو آئینہ مین مجھ مین دیکھو اپنے جلوے تم | صفا مین اوس سی ہمدل ہون تحیر مین مقابل ہون
وہ رکھ کر آئینہ کو سامنے لو خود ہی کہتے ہین | ادا سے ناز سے غمزہ سی کس کس سے مقابل ہون

مری دیوانگی فرزانگی پر فوق رکھتی ہے
وہ دیوانہ ہون مطلب کا کہ تم جیسے پہ مائل ہون

نہ ہوتی بیخودی مین بھی خودی و خویشتن داری
یہ ہشیاری سی کیا کم ہے کہ خود اپنے سے غافل ہون

مگر نیکا مری قاتل نے اچھا ڈھنگ سیکھا ہے
کہ اک اک کو سناتا ہے مین اس کشتہ کا قاتل ہون

وہ ناکام تمنا ہون ظہیر اس بحر ہستی مین
کہ غرق آب ہون اور خشک لب بالای ساحل ہون

زہراب تلخکامی حرمان چشیدہ ہون
محو مکیدن لب دندان گزیدہ ہون

اپنا ہی روزگار سے حسرت رسیدہ ہون
یاران ہم طریق سے عزلت گزیدہ ہون

ہستی کی کشمکش سے تعلق بریدہ ہون
عزلت سے آرمیدہ دوئی سے رمیدہ ہون

نخل خزان رسیدہ نہال خمیدہ ہون
بیگانہ سبزہ وار چمن مین دمیدہ ہون

اس خاکدان مین کچھ نہین جز گرد نیستی
مین پای نہرہ تاز بدامن کشیدہ ہون

مجروح تشنہ کام ہون بالائی چشم سیاہ
صحن چمن مین بلبل بازو بریدہ ہون

ہے دور کھینچتی مجھے میری فروتنی
ہین اس خمیدگی مین بھی تیغ کشیدہ ہون

روتا ہون پھوٹ پھوٹ کی کسکے فراق مین
فوارہ وار مین ہمہ تن آبدیدہ ہون

کمبخت دل نے دی مجھے ترغیب انبساط
اندوہ و رنج کے لیے مین آفریدہ ہون

کیون جاؤن بزم غیر مین کچھ شمع و گل نہین
مین سربریدہ ہون نہ گریبان دریدہ ہون

آئینے سے اونکے آتی ہے چہرہ پہ آب و تاب
مین اپنے رخ کا آپ ہی رنگ پریدہ ہون

پیری نے سب سکھا دیے آداب انکسار
اپنے سلام کے لیے آپ ہی خمیدہ ہون

سن لیجیے خلاصہ مری سرگذشت کا
ناشاد و نامراد ہون آفت رسیدہ ہون

آنکھون سے گر گیا ہون اوٹھانا تجھے ہے
ای بیوفا مین صورت اشک چکیدہ ہون

پوچھینگے حشر مین تو یہ کہدونگا ای ظہیر
آفت رسیدہ غمزدہ و رنج دیدہ ہون

راستی پر کبھی مزاج نہین
بدگمانی کا کچھہ علاج نہین

کل جو تھی بات اپنی آج نہین
اب تو کوسون بھی وہ مزاج نہین

تمکو اپنے کیے کی لاج نہین
دردِ دل کا مری علاج نہین

دل پر داغ کو وہ کہتے ہین
جنسِ کاسد کا یان رواج نہین

ہین فرشتے بھی جان کی خواہان
کون ہے جسکو احتیاج نہین

کس وفا کس سے دل ملے کیونکر
وہ طبیعت نہین مزاج نہین

دستِ قاتل مین رک گیا خنجر
نبضِ بسمل مین اختلاج نہین

اک خدائی ہے کلمہ گو اونکی
کون سی جا بتون کا راج نہین

نبض پر ہاتھہ رکھہ دیا کسنے
اب وہ اگلا سا اختلاج نہین

جو نہ آئی سنہین طبیعت وہ
جو سنبھل جاے وہ مزاج نہین

ایک بوسے پہ اسقدر حجت
کوئی حاصل نہین خراج نہین

نام تیرا نہین ہے جس دل مین
ایسے سکہ کا یان رواج نہین

دل ملے خاک اونکے دل سے ظہیر
کہ مزاجون مین امتزاج نہین

دل کو دار السرور کہتے ہین
جلوہ گاہِ حضور کہتے ہین

وہ جو اپنے کو حور کہتے ہین
پر مجھے ناصبور کہتے ہین

نہ کہین باوفا مجھے مونہہ سے
ہان وہ دل مین ضرور کہتے ہین

ہم جب اونکی بلائین لیتے ہین
ہٹ پرے دور دور کہتے ہین

کون جھکتا ہے کون کھنچتا ہے
سب یہ کسکا قصور کہتے ہین

وہ مجھے اور کچھہ کہین نہ کہین
شیفتہ تو ضرور کہتے ہین

وہ ہمارا ہی روز فرقت ہے
جسکو یوم النشور کہتے ہین

وہ حسینون کی بے نیازی ہے
لوگ جسکو غرور کہتے ہین

اک خدائی کہا کرے قہار
ہم تو اوسکو غفور کہتے ہین

دل کی تعظیم تمکو واجب ہے
عرش رب غفور کہتے ہین

یہ کوئی بات ہے بگڑنے کی
کہ تجھے رشک حور کہتے ہین

پیکے دیکھی ہی حضرت واعظ
آپ جسکو طہور کہتے ہین

ہم خدا سے تمہین کو مانگین گے
لوگ تمکو بھی حور کہتے ہین

دل سے دیکھا تو سادہ دل ہے ظہیر
لوگ تو اوسکو دور کہتے ہین

خاک راہ در جانانہ بنے بیٹھے ہین
بیخود اصحاب کاشانہ بنے بیٹھے ہین

دل مین وہ زینت کاشانہ بنے بیٹھے ہین
اور اس بت پہ یگانہ بنے بیٹھے ہین

پند گو خیر سے دیوانہ بناتے ہین مجھے
یہ بڑے عاقل و فرزانہ بنے بیٹھے ہین

ہمسے حال دل ویران شدہ کیا پوچھتے ہو
ہم تو خود صورت غمخانہ بنے بیٹھے ہین

کسطرح حسرت و ارمان کو نکالون دل سے
یہ تو خود مالک کاشانہ بنے بیٹھے ہین

کوئی پوچھے تو سہی ہمسے ہماری روداد
ہم تو خود شوق مین افسانہ بنے بیٹھے ہین

شکوہ سوز غم رشک یہ کہتے ہین ظہیر
آپ کیون شمع مین پروانہ بنے بیٹھے ہین

ہمنشین اونکے طرفدار بنے بیٹھے ہین | میرے غمخوار دل آزار بنے بیٹھے ہین
وہ جو یون دل کی خریدار بنے بیٹھے ہین | اپنے مطلب کو لیے یار بنے بیٹھے ہین
بات کیا اون سے کرون اونکو وہان کیونکر | مدعی بیچ مین دیوار بنے بیٹھے ہین
گر یہی صلح ہی ہے جنگ کی عادت ہی تو خیر | ہم بہی غیرون کے طرفدار بنے بیٹھے ہین
ناتوانی سے ادہر پانو پکڑ رکھے ہین | وہ نزاکت سے گرانبار بنے بیٹھے ہین
تیغ کیا ہاتھہ مین لین کشتن عاشق کیلیے | خود ہی کھینچ کھینچ کے وہ تلوار بنے بیٹھے ہین
کیا بری شے ہی محبت بہی الہی توبہ | جرم ناکردہ خطاوار بنے بیٹھے ہین
کوئی خنجر تو سنبھالی کوئی قاتل تو بنے | ہم بہی مجرم سر بازار بنے بیٹھے ہین
شکل تصویر ہین وہ شرم و حیا سے خاموش | ہم اودہر نقش بدیوار بنے بیٹھے ہین
جنبش لعل روان بخش پہ کیون آئی نہ تنک | اچھے بچے بہی تو بیمار بنے بیٹھے ہین
جا لگاتے ہین اونہین میری طرف سے وہ جا کر | میرے ہمدرد بہی وجار بنے بیٹھے ہین
بیوفائی کے گلے جنکے ہوئی تہی کل تک | آج دنیا کے وفادار بنے بیٹھے ہین
کاٹ دیتے ہین مری بات اثر سی پہلے | مدعی بیچ مین تلوار بنے بیٹھے ہین

وہ ہین اور غیر ہین اور عیش کی سامان ظہیر
ہم الگ سب سے گنہگار بنے بیٹھے ہین

گنہگار محبت ہون تو مین ہون | سزا وار ملامت ہون تو مین ہون
یہ مطلب آشنا ہین چار دن کے | شریک رنج و راحت ہون تو مین ہون
مرے ہوتے ستم کیون اور پر ہون | کہ شایان عداوت ہون تو مین ہون
سر قاصد کی جا کاٹو مرے ہاتھہ | کہ لکھتا گر شکایت ہون تو مین ہون

بھلے ہو تو مجھی کو دل مین کہہ لو
کہ بنیادِ کدورت ہون تو مین ہون

وہ کہتے ہین عدو کا کیون گلہ ہے
نمک پاشِ جراحت ہون تو مین ہون

نہین تو ہو زمانے مین وفادار
بجا ہے بیمروت ہون تو مین ہون

مجھے ہوتی ہے خفت تم نہ شرماؤ
کہ تصویرِ خجالت ہون تو مین ہون

زمانے سے وفا کرتے ہو تم تو
جہان مین بیمروت ہون تو مین ہون

مجھے تم دیکھ لو اور کچھ نہ پوچھو
سراپا دردِ فرقت ہون تو مین ہون

مرے جھگڑون سے ناصح تجھکو کیا ضد
کہ سہتا رنج و راحت ہون تو مین ہون

سمائی ہے ظہیر اونکو نخوت
جہان مین خوبصورت ہون تو مین ہون

۲

گھر سے جاتے بھی نہین آنکھ ملاتے بھی نہین
صاف کہتے بھی نہین بات چھپاتے بھی نہین

مدعی ہمکو بلاتے ہین تو آتے بھی نہین
ایسے غیرون کے تو احسان اوٹھاتے بھی نہین

ربط ہے غیر سے اور اوسکو چھپاتے بھی نہین
بات بگڑی ہے تو بگڑی کو بناتے بھی نہین

تم بلاتے ہو ہمین بزمِ عدو مین کیا خوب
ہین ہمی ناز تو ہم ناز اوٹھاتے بھی نہین

بزمِ خلوت مین بھلا غیر کو لانا کیسا
تم نہ آؤ تو ہم ایسے کو بلاتے بھی نہین

یہ تو کمبخت محبت پہ پڑے ہین پتھر
ہمکو گر غیر سمجھتے تو ستاتے بھی نہین

وعدہ کیا تم نے کیا اونکا ملنا بھی گیا
شرم یہ خوب ہوئی سامنے آتے بھی نہین

جاؤ بس دیکھ لیا تمکو یہی تھا اخلاص
اب عنایت کی عوض ہمکو ستاتے بھی نہین

کیا تماشا ہے کہ اب غیر چھوڑاتے ہین نگاہ
ایسے رتجھے کہ تم آنکھون مین سماتے بھی نہین

ایسے مغرور سہی کیا خاک بنا ہے کوئی
بات سنتے بھی نہین اپنی سناتے بھی نہین

گھر کے مختار بنے بیٹھے ہین ارمان لعین
دل سے جاتی بھی نہین دل مین سماتی بھی نہین

جانتے ہم کہ بدل جاوٴگے ایسی آنکھین
چاہ کرتے بھی نہین چاہ جتاتی بھی نہین

چھیڑ غیرون سے پس پردہ رہا کرتی ہے
پردہ رکھتے بھی نہین پردہ اوٹھاتی بھی نہین

دور بیٹھے ہوے اغماض جتاتی ہین مجھے
پاس آتی بھی نہین پاس سے جاتی بھی نہین

سنکے مطلب کی وہ کہتی ہین ذرا ہوش مین آؤ
چونچلے ایسے کسی کے مجھے بھاتی بھی نہین

مرنیوالے ہی تو کچھہ دیکھہ کے مرتے ہین ظہیر
ایسے ویسے پہ تو ہم جان سے جاتے بھی نہین

دینے کو ایک جان ہے کسے دون کسے نہ دون
اور طالب اک جہان ہے کسے دون کسے نہ دون

ہر ناز دلستان ہے کسے دون کسے نہ دون
دل جنس ارمغان ہے کسے دون کسے نہ دون

خواہان دل ہین دوست بھی دشمن بھی گو بھی
کن آفتون مین جان ہے کسے دون کسے نہ دون

بازاریان جنس الم ہین گران فروش
ارزان متاع جان ہے کسے دون کسے نہ دون

کہتے ہین وہ بنا ہے کس کس سے عہد کو
یان مونہہ مین اک زبان ہے کسے دون کسے نہ دون

اک دل ہے اور دل کی طلب مین نگہہ نگہہ
اس کشمکش مین جان ہے کسے دون کسے نہ دون

لکھا مرے لفافہ خط پہ ہے نام غیر
حیران خطر رسان ہے کسے دون کسے نہ دون

آتے ہین جان لینے کو اب وہ بھی گو بھی
یہ وقت امتحان ہے کسے دون کسے نہ دون

یہ پوچھتا ہون دل کی طلب پر تمہین سے مین
یہ دل ہے اور یہ جان ہے کسے دون کسے نہ دون

سر پر اجل کھڑی ہے دم جانکنی ظہیر
خواہان وہ دلستان ہے کسے دون کسے نہ دون

دور بین ہے نگہہ شوق تو کچھہ دور نہین
دیر و کعبہ مین نہین کیا کہ سر طور نہین

کون شوریدہ سر اس دشت مین منصور نہین
ہان مگر والیِ اظہار ہو مقدور نہین

دل و جان پیشکشِ ناز کیا چاہتے ہین
وای بر حال کہ کہہ دین ہمین منظور نہین

وہ تو جلوے ہی جدا ہین جنہین ہم ڈھونڈہتے ہین
مشعلِ دیر نہین روشنیِ طور نہین

محرمِ راز نہین گوش حقیقت بردار
ورنہ ہر بانگ کم از نغمۂ منصور نہین

یہ جو اک آگ سی سینہ مین لگی رہتی ہے
جانتا ہون کہ تمہین ہو دلِ محرور نہین

ایک تم پر نہین قابو کہ اجل پر اپنا
وای بر حال کہ مختار ہون مجبور نہین

بے زری نے مرے جوہر کو چھپا رکھا ہے
جسقدر خلق مین گمنام ہون مشہور نہین

آسمان مدعی صاحب جوہر ہے ظہیر
شکر صد شکر کہ مستور ہون مشہور نہین

دیکھہ لو آکے مرے گھر مین کہین نور نہین
تیرہ روزی کے مقابل شبِ دیجور نہین

وعدۂ حشر کو کہتے ہین کہ کچھہ دور نہین
کیا قیامت ہے کہ یہ بھی انہین منظور نہین

اوسکے وعدے پہ تو جیتا دلِ مہجور نہین
بات ہے بات سی پھر چاہی تو کچھہ دور نہین

مدعای دلِ حسرت زدہ مستور نہین
وہ تمنا ہے مری جو انہین منظور نہین

کیا کہین حسن و محبت کا یہ دستور نہین
تم تغافل سے تو ہم شکوے سے معذور نہین

وعدۂ حشر و تلافیِ جدائی معلوم
مین فرشتہ نہین انسان ہون تم حور نہین

وان نیایش کا گذر ہے نہ ستایش مقبول
وہ ستمگار کسی رنگ مین معذور نہین

قول کا دست حنائی کے بھروسا کیا ہے
ہاتھہ مین رنگِ حنا ہے دلِ رنجور نہین

جانتا ہون کہ شکستون کے لیے ہین پیمان
کیا کرون دل شکنی بھی تری منظور نہین

رشک پر رشک ہے اورون کو نہوگا کبتک
شادمان ہون کہ دلِ غیر بھی مسرور نہین

قتل کے لطف تڑپنے کے مزے کچھہ اوٹھے
حیف اس کو بھی ہمارا تن رنجور نہین

شکوۂ جور پہ کہتا ہے کہ قسمت تیری
ہان وہ عربدہ جو یون بھی تو معذور نہین

یاد ہے یاد ظہیر آہ دم عرض وصال
وہ انکا کہنا وہ لگاوٹ سے کہ جی دور نہین

امید سود تھی کچھہ کچھہ زیان مین
وہ گردش بھی نہین اب آسمان مین

نہین پھر نا پڑیگا امتحان مین
زبان اک اور بھی رکھہ لو زبان مین

بناتے گھر دل نامہربان مین
وہ طاقت بھی نہین اب تو فغان مین

لکھے تھے جو نصیب دشمنان مین
وہ ارمان ہین دل ناشادمان مین

وہ کچھہ کچھہ بیٹھہ کر سننے لگے ہین
مزہ آنے لگا ہے اب فغان مین

توقع پر ستم سہتے ہین کچھہ دن
دگر نہ کیا دھرا ہے امتحان مین

چلین آہستہ آہستہ سبکتاز
بہت سے خستہ پا ہین کاروان مین

مرا حال اور پھر میری زبانی
غضب رنگینیان ہین داستان مین

ستم ہے وہ زبان مجھہ سے بدلجائے
رہا ہے اک عمر جو میرے دہان مین

انا الحق کہہ اوٹھا آخر کو منصور
نہین ہوتی سمائی رازدان مین

ہم اپنے حال دل کہنے سے باز آئے
عدو بھی ہمزبان ہو حسن بیان مین

جفا ہی نا روا ہی مین تو سہہ لون
کسی کا گھر بھلا ہو اس زیان مین

خدا ہی ہو کہ ہون اقرار پورے
کہ لکنت ہی ابھی سے کچھہ زبان مین

تری پھر گئیون سے تو ہین امیدین
کہ کچھہ کچھہ ہونیوالا ہے جہان مین

وہ اوٹھے پھر گئے یان آتے آتے
ابھی وقفہ ہے مرگ ناگہان مین

رہے دشمن نواسنجی کی پیچہے | قفس مین ہم رہے یا آشیانمین

ظہیر اور داغ اور حالی ہین دیکہو
کبہی تہے مومن و غالب جہانمین

## ردیف واو

نہین کیا یہ بہی قدرت انقلاب چشم فتان کو
کہ صبح وصل سے بدلے ہماری شام ہجران کو

غضب کے توڑ جوڑ آتے ہین اوسکی چشم فتانکو
کسی کا دل کہین توڑا کہین باندہا ہی پیمان کو

مرے دل سے مٹا دو ناصحو وحشت کے سامانکو
کہ دامان خیال یار سے سی دو گریبان کو

یہ طاقت ہے اسیران بلا کی شور و افغان کو
کہ اتنی ناتوانی پر اوٹہا لین سر پہ زندان کو

فروغستان بناؤ ساز عشرت سے شبستان کو
مرے بدلے نکالو گہر سے اپنے میرے ارمان کو

سر عاجز نوازی ہی تو شان سرفرازی ہے
گہٹا دو بے نیازی کو بڑہا دو دو دامان کو

جہان کی تیرہ روزی نے مرا گہر تاک رکہا ہے
یہین پہر پہر کے ملتا ہی ٹہکانا شام ہجران کو

زبان کہلوا کے پیش غیر کیون رسوای عالم ہو
مری دل ہی مین رہنے دو مری چاک گریبان کو

کہلینگے گل تو آتے گی اب تو زیب دامن
خدا رکہے سلامت دیدۂ خونناب افشان کو

ہماری بدنصیبی پر بہی حسرت ناز کرتی ہے
نہ سمجہے ساز قسمت کو نہ سمجہی ربط سامانکو

محبت کے کرشمے کچہہ زمانے نے سنے ہین
گریبان زلیخا مین سیا یوسف کی دامان کو

مرے زخم جگر کا چارہ گر پہرنا تو مشکل ہے
مگر ہان زخم کے روزن مین گر رہنے دو پیکان کو

کشاکش سی کشاکش ہی بہم حسن محبت مین
ترے دامن کو وہ کہینچے تو یہہ میری گریبان کو

لگا دو سینۂ بسمل پہ ناوک پر سر ناوک
تم اپنے تیر کے بدلے نکالو دل سے ارمان کو

نہ لوٹے برق خرمن سوز اک دن خستہ ہی تہی
نہ پہونکا آتش غم نے بہی اس بے سر و سامان کو

حسابِ دوستان در دل سمجھ لیجے تو بہتر ہے — کہ ہمنے دل کے بدلے مین لگا رکھا ہی پیکانکو
دیے ہین وصل کی شب دلکو کیا کیا پیچ و تاب سینے — کبھی گیسو کو سلجھایا کبھی زلفِ پریشان کو
گلہ کسکا کرین دونو کو نقشِ آب کہتے ہین — ہم اپنی زندگانی کو تمہارے عہد و پیمان کو
جوابِ نامۂ دلدار قاصد مختصر یہ ہے — کہ اب مجھسے چھپاتے ہین مری حالِ پریشانکو
جسے دل توڑنا اک کھیل ہو گبر و مسلمان کا — وہ کافر خاک سمجھیگا شکستِ عہد و پیمان کو
کہین مٹ بھی چکے جھگڑا رفوگر پارہ دوزی کا — رگِ جان سے مری سی دے مری چاکِ گریبانکو

سخن کیا چیز ہے جسکی بدولت یاد کرتے ہین
ظہیر و مومن و آزردہ و ذوقِ سخندان کو

وہ کسی سے تمکو جو ربط تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو — وہ کسی پہ تھا کوئی مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم مین تم مین بھی پیار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو — کبھی ہم بھی تم بھی تھے ایکجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نگاہِ ناز کرشمہ زا وہ ادای لطف ستم نما — وہ حجابِ نرگسِ سرمہ سا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ بنانا چہرہ عتاب کا وہ نہ دینا مونہہ سے جواب کا — وہ کسی کی منت و التجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
تمہین جسکی چاہ پہ ناز تھا جو تمہارا محرمِ راز تھا — مین وہی ہون عاشقِ باوفا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ زمانہ جبکہ نکل گیا تو عبث ہی تمسے مجھی گلہ — کرون شکوہ کون سی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم مین تم مین بھی ساز تھی کبھی ہم بھی وقفِ نیاز تھے — ہمین یاد تھا سو جتا دیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو دل سے دلکو لگاو تھی تو بگاڑ مین بھی بناو تھے — وہ تمہارا ناز سے روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی بولنا وہ خفا خفا کبھی بیٹھنا وہ جدا جدا — وہ زمانہ ناز و نیاز کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جو مری تھی شرم و حجاب مین تو ہزار لطف عتاب مین — وہ حجاب و قہرِ شباب کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
شبِ وصل مین جو ہوی بہم تو یہ چھیڑ چھاڑ ہی دمبدم — جو قرار تھا کسی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابہی تہوڑے ہی دن کا ہے تذکرہ کہ رقیب کہتی تہی پلا پلا
میرے آگے تمکو برا بہلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو ہنسی ہنسی مین ہوے خفا تو لپٹ کے سینے سے دیا
یہ تو کل شب کا ہی ماجرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبہی ہنسکے مونہہ کو چہپا لیا کبہی مسکرا کے دکہا دیا
کبہی شوخیان تہین کبہی حیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبہی شکر لطف وصال کی کبہی شکوے رنج و ملال کے
کبہی طیش طعنۂ اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو بنا ہی عارف باخدا یہ وہی ظہیر ہے بیحیا
وہ جو رند خانہ بدوش تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

پہر چاہیے جو تمسے دلِ دشمن تو مزا ہو
ہم تو دکہا دین ابہی کیا تہے ابہی کیا ہو

ملنا ہے تو مل جاؤ خفا ہو تو خفا ہو
ہم کوئی گنہگار ہین تم کوئی خدا ہو

اچہا ہے اگر لطف کے پردے مین جفا ہو
شوخی ہو طبیعت مین نگاہون مین حیا ہو

کیا فرض ہے عاشق پہ ستم ہو کہ جفا ہو
بیداد سے کیا کم ہے اگر حسن ادا ہو

دشمن کی کدورت نہ مٹاؤ مرے دل سے
اس مین نہ تمہارا کوئی نقشِ کفِ پا ہو

ہمسایہ تو کیسا کبہی در تک نہین آتے
کیا تم بہی شکستِ دلِ محزون کی صدا ہو

کیا بات ہے پیمانِ شکستہ کی درستی
مین وقت گذشتہ ہون کہ تم عہد وفا ہو

تم اور تمہین صاعقہ و برق سے نسبت
ہان آپہی اپنی کوئی شوخی کی ادا ہو

تمکو تو دل آزاریِ عاشق سے غرض ہے
وہ جو رہی کیون کہیچی جس مین کہ مزا ہو

آتے ہین مزے وصل کے بیتابیِ دل مین
اغلب ہے کہ یہ بہی اوسی کافر کی ادا ہو

تم کیون رہو تمکو دلِ اغیار سے مطلب
حسرت نہ تمنا نہ کدورت نہ دعا ہو

کچہہ ناز مین رنجش ہو تو رنجش مین لگاوٹ
کچہہ شرم مین شوخی ہو تو شوخی مین حیا ہو

تم جان سہی جان سے امید وفا کیا
گر دل ہو تو بیزار ہو گر دم ہو خفا ہو

بدنامی عشاق ہے محبوب سے کمتر
تم مجھ سے سوا خلق مین انگشت نما ہو
کچھ سونچ لو کچھ دیکھ لو اس عشق کی انجام
ہم یہ نہین کہتے ہین کہ دشمن کو نہ چاہو
تعذیر کے لائق ہے اگر جرم محبت
عالم کے گناہون کی مرے دلکو سزا ہو

جنت مین ظہیر قدح آشام اگر جاے
ناکردہ گناہون کو تاسف تو بڑا ہو

لو ہم بھی یہ کہتے ہین کہ تم غیر کو چاہو
معشوق تو یہ کچھ ہو جو عاشق ہو تو کیا ہو
تم دیر مین چلکر تو ذرا جلوہ فزا ہو
پھر ہم بھی تو دیکھین کہ کدھر قبلہ نما ہو
جب لطف ستم ہے جو ستم ہو وہ نیا ہو
پنہان نگہہ لطف مین کاوش کی ادا ہو
مین اپنی وفاؤن سے سزاوار جفا ہون
تم اپنی جفاؤن سے گرفتار وفا ہو
مین لو ستم ایجاد سے بڑھکر ہون جفا جو
وان جور و ستم کم ہو تو یان شوق سوا ہو
تم غیر سے پھرتے نہین اور تم سے دل اپنا
کیا تم بھی ہماری دل محزون کی وفا ہو
کچھ دور نہین حشر مین دشمن کی بن آئے
تم جسکی طرف ہو وہی جانب کو خدا ہو
آئینہ نہ دیکھو کہین مجھ سے ہی نہ بنجاؤ
پہلی ہی تم اپنی نگہہ ہوش ربا ہو
قاصد کی کف پا سے ملون خط جبین کو
کافر کی نہ مٹی مین مقدر کا لکھا ہو
تم کیا ہو کہ دل ہو جدھر آگئے غضب آیا
اک قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو
اچھا نہین اتنا بھی نگاہون کا چرانا
ایسا نہو تم خلق مین انگشت نما ہو
دل کھول کے جب وصل کے ارمان نکالون
گر جان لون تو غیر کے دل مین نہ رہا ہو
ہمنے ترے بیداد مین وہ لطف اوٹھاے
راضی ہین جو ناکردہ گناہون کی سزا ہو

پہلے جو ظہیر اپنی سیہ روزی اعمال
تاریک شب غم سے سوا روز جزا ہو

وصل کا احتمال ہے مجھہ کو
ہے اور اچھا خیال ہے مجھہ کو

ہر دم اونکا خیال ہے مجھہ کو
ہجر مین بھی وصال ہے مجھہ کو

وہ اور اون سے وصال ہی مجھکو
خواب ہے یا خیال ہے مجھہ کو

خوش ہون کیا کیا مری شب ہجران
دولت بیزوال ہے مجھکو

کیون نہ کھٹکون فلک کی آنکھون مین
کاہشون مین کمال ہے مجھکو

خواب مین بھی ہون وصل سے محروم
جانتا ہون خیال ہے مجھہ کو

بیخود شوق ہون نہین معلوم
ہجر ہے یا وصال ہے مجھہ کو

آنکھہ لڑتی رہی حسینون سے
شوق جنگ و جدال ہے مجھکو

اپنے جامہ سے دور ہون جتنا
دوست سے اتصال ہی مجھہ کو

سونچتا ہون وصال کی تدبیر
خوب فکر مآل ہے مجھکو

سونچتا ہون رقیب کو انصاف
خواہش انفصال ہے مجھکو

فیصلہ ہے نگہہ ملانے مین
سہل بات کو محال ہے مجھہ کو

طبع وقت پسند رکھتا ہون
آرزوے محال ہے مجھکو

اپنے اللہ کا مقلد ہون
عشق حسن و جمال ہے مجھکو

آسمان دشمن ہنر ہے ظہیر
نقص میرا کمال ہے مجھکو

آشوب روزگار سے خالی جہان نہو
سر پر مرے زمین ہو اگر آسمان نہو

مین جانتا ہون جو مری خط کا جواب ہے
یارب وہ نامہ بر کی زبان سے بیان نہو

سب آفتین جہان کی مرے دم کے ساتھ ہین
بجلی ہی کیون گری جو مرا آشیان نہو

رہ جائیں دل کی دلمیں مری بدگمانیاں
یارب وہ شوخیوں سے جہاں ہی یہاں نہو
اک التفات عام نے سب کچھہ بھلا دیا
ایسے سے کیا گلہ ہو جو نامہربان نہو
جلینے کچھہ خوشی ہے نہ مرنیکا رنج و غم
مرجائیں لاکھہ بار جو تو بدگمان نہو

اپنی تو زندگی ہے غم جاودان ظہیر
جینا محال ہو جو فراق بتان نہو

کھو دیا جان سے دیدیکے دلاسے مجھکو
چارہ سازون نے دیا زہر دوا سے مجھکو
اوسکے کوچہ مین ٹپک آئین بلا سے مجھکو
دوست کیا جا کے ملائینگے خدا سے مجھکو
آج کیا کیا نہ شکایت ہے قضا سے مجھکو
موت آتی ہے تو دشمن کی دعا سے مجھکو
کیا نمک پاش جراحت ہی تسلی اونکی
مژدۂ وصل سے دیتے ہین ولاسے مجھکو
ہر گھڑی زندگی تازہ کہان سے لاؤن
ذبح کرتے ہین وہ ایک ایک ادا سے مجھکو
شرم وان مانع دیدار ہے یان عجلت مرگ
اونکو شکوہ ہی ہین حیا سے تو قضا سے مجھہ کو

ناک مین دم ہے تری ہاتھہ سے کمبخت ظہیر
یار آجائے کہین موت بلا سے مجھہ کو

سوز دل سے کیا عجب ہے گر سمندر خشک ہو
ہم تو جب جانین ہمارا دیدۂ تر خشک ہو
گر لکھون نامہ مین اپنا حال بخت نارسا
نامہ بر کا پانو اور پر بال کبوتر خشک ہو
تشنۂ دیدار وہ ہون ذبح کیجے گر مجھے
حلق پر وقت روانی آب خنجر خشک ہو
ہے مری آنکھون سے جاری چادر آب روان
آنسوؤن کے پونچھنے سے کب سمندر خشک ہو
ہو سکے تو کچھہ علاج سوزش دل کیجیے
اشک نالی سے فقط کیا دیدۂ تر خشک ہو
ہے مری تر دامنی سے آب رحمت آب آب
تر کرون گریہ سے گر دامان محشر خشک ہو

آب گریہ مین ہون نخلِ بے ثمر فوارہ وار
ہون وہ چوبِ خشک جو پانی کے اندر خشک ہو

اشک نالی سے کسیکی جوشِ طوفان تہم گیا
اونکا دامن تر نہو تو دیدۂ تر خشک ہو

پی گیے ہم بزم مین آنسو تمہاری خوف سے
ورنہ اپنی چشم دریا بار کیونکر خشک ہو

باغ دنیا مین نہ راس آئی برومندی مجھے
وہ نہالِ خشک ہون جو پہول پہلکر خشک ہو

رنگ لائی ہے مری جوشِ بہار مین خزان
وہ گلِ پژمردہ ہون جو شاخِ گل پر خشک ہو

تشنہ کامانِ ازل جائین اگر فردوس مین
بدنصیبی سے یقین ہے آبِ کوثر خشک ہو

ای ظہیر افسوس ہے کوثر رہے فردوس مین
اور زمین پر لالہ زار سیر کوثر خشک ہو

ہم سبکسارانہ پہونچے منزلِ تسلیم کو
دوشِ نسیان پر رکہا بارِ امید و بیم کو

بوی گل ای رشکِ گل اوٹہی تری تعظیم کو
نونہالانِ چمن سجہہ سجہہ گیے تسلیم کو

خوب ٹالا حضرتِ واعظ نے ہمکو خلد پر
بندگی ہے خلد کو تسلیم ہے تسنیم کو

ضعف سے کروٹ بدل سکتا نہین مین ناتوان
اضطرابِ دل اوٹہاتا ہے تری تعظیم کو

صحبتِ خاصانِ حق بہی حفظِ حق سے کم نہین
نار سے دہشت نہین دامانِ ابراہیم کو

اندنون کچہہ گردشِ چشمِ فسون گر اور ہے
ای منجم دیکہہ تو اس سال کی تقویم کو

خاک مین مل کی ڈہونڈہی ہمنے راہِ کوی دوست
ٹہوکرین کہا کہا کی پہونچے منزلِ تسلیم کو

خارِ خارِ دشت پر ہے تار تار پیرہن
ہمنے ای دستِ جنون بانا تری تقسیم کو

اللہ اللہ ای ظہیر خستہ جان تیری نصیب
تو جہکے تسلیم کو اور وہ اوٹہین تعظیم کو

کیا ہوا ای جذبۂ الفت تری تاثیر کو
سمتِ دشمن وہ چلے ہین کہینچکر شمشیر کو

دیکھنا صورت گرونکی شوخی تحریر کو
زردی رخ سے مری کھینچا مری تصویر کو

آفرین صد آفرین جذب دل نخچیر کو
شست تیر انداز مین پر لگ گئی ہین تیر کو

کچھہ تو ایسا لکھہ دیا اوس شوخ پر تزویر کو
مدعی آنکھون سے ملتے ہین مری تحریر کو

رہروان منزل تسلیم ہین عاجز نواز
کیون نہ آنکھون مین جگہہ دون خاک دامنگیر کو

ہے اگر فکر رفو پیراہن صد چاک کی
قطع کر ناصح مری دست گریبان گیر کو

گفتگو مطلب مین ہے اور حرف مطلب فوت ہے
دیکھنا اوس حیلہ جو کی شوخی تقریر کو

عاجزونکی دستگیری سے جہانکو ننگ ہے
سب جھٹک دیتے ہین میری خاک دامنگیر کو

دیکھہ لو مجھہ کو نگاہ لطف سے مرجاؤنگا
کب عتاب و قہر ہے شایان مری تعذیر کو

حسرتین بڑھتی ہین اوتنی جسقدر پڑتی ہین تیر
اک جہان دل ہے شایان سینہ نخچیر کو

وصل اوسکو ہجر مجھہ کو واہ قسام ازل
سرنوشت غیر سے بدلا مری تقدیر کو

ہین مری حیرانیان میرے لیے سوسو بناو
لے اوڑا ہے رنگ رخ میرا مری تصویر کو

مجھہ سے ناصح لذت زخم ملامت کچھہ نہ پوچھہ
حوصلہ تعذیر سے دونا ہوا تقصیر کو

ہون وہ ناکام ازل اک خلق ہی جس سے نفور
ننگ ہے دامن سے میرے خار دامنگیر کو

غیر کیا سمجھے محبت کو کہ آخر غیر ہے
پوچھنا تھا مجھہ سے میرے جرم کی تعذیر کو

رنجش بیجا بھی ہو جاتی ہے تدبیر وصال
خود چلے آتے ہین وہ کھینچے ہوے شمشیر کو

دیکھنا نشو و نمای شوق قتل کشتنی
دمبدم بالیدگی ہے سبزہ شمشیر کو

اک صنمخانے کے در پر سر کو ٹکراتے ہوے
ہمنے دیکھا تھا ظہیر مضطر و دلگیر کو

پڑا ہے دل کہین بیٹھے کہین ہو
مرے پہلو مین ہوا ور پہر نہین ہو

عدو مجھ سا نہ کیون اندوہگین ہو
کہ تم شوخی سے اپنی ہمنشین ہو

نگہ کیا تم تو خود دل مین سکین ہو
سراپا نرگسِ سحر آفرین ہو

اشارے کر رہی ہے چشمِ فتان
کہ جو ہونا ہے محشر مین نہین ہو

تمہاری بے نیازی کے تصدق
عدو کا در ہو اور میری جبین ہو

مرا حال اوس خدا مارے سے پوچھو
کہ مجھ سا مورد بیداد و کین ہو

جہان بیٹھے اوٹھے محشر اوٹھا کے
قیامت ہے قیامت آفرین ہو

بلا ہے وہ نگاہِ صلح دشمن
کہ جتنی شرمگین ہو خشمگین ہو

ہوے ہو مبتلا کیا پھر کسی پر
ظہیر زار کیون زار و حزین ہو

ہماری ضد سے پابندِ وفا ہو
وفا دشمن ہو دشمن آشنا ہو

تمہین کیا جانتا ہی کوئی کیا ہو
قیامت ہو قیامت سی سوا ہو

تمہین کہہ دو تمہارا حال کیا ہو
اگر تم سا کوئی مجھپر فدا ہو

سراپا حشر ہو قہرِ خدا ہو
مگر با این ہمہ پھر خوشنما ہو

برائی پر تو اتنے خوشنما ہو
بھلے ہو کر کسی سے تم تو کیا ہو

اگر ہو جانِ عاشق بیوفا ہو
اگر دل ہو دلِ بے مدعا ہو

یہ سب کچھ ہو مگر اک چیز ہو تم
عدو ہو تندخو ہو بے وفا ہو

وہان مدِنظر ہے خون کسی کا
عجب کیا وہ ہمارا مدعا ہو

وہ آ سکتے نہین بیرونِ در تک
برا ہو اس نزاکت کا برا ہو

ستم کو جو سمجھتا ہو عنایت
شکایت ہو تو پھر ایسے سے کیا ہو

میری گہر شوق سی آجاؤ ناصح
یہ سمجھونگا کہ تم بہی اک بلا ہو

رہے ناکام دشمن بہی ہمین سے
پہر آخر بے وفا ہو بیوفا ہو

شب غم کاش شادی مرگ ہوجاؤن
تمہین آجاؤ گر میری قضا ہو

کوئی سر پہوڑتا تہا اونکے در پہ
مگر وہ ہو نہو میری دعا ہو

تمہین زیبا نہین کہ رک رک کی ملنا
مرا دم ہوکے تم مجہسے خفا ہو

عدو پر ہے عنایت سب سے افزون
ستم بہی ہو تو مجہپہ سب سی سوا ہو

قیامت ہے کہ صرف کشتن غیر
ہمارے فوج کرنیکی ادا ہو

پسیے جاتے ہو کیون دشمن پہ اتنا
کسی کا دل ہو یا رنگ حنا ہو

ابہی کس سی نگاہین لڑ رہی تہین
بجا ہے جسقدر مجہسے حیا ہو

وہ کوچی جانفزا ہے خواب آور
عجب کیا یاں جو قاصد سو گیا ہو

ظہیر آؤ چلو بہی میکدے کو
میان ایسے کہان کے پارسا ہو

شکوۂ شکایت و رنجش بیجا دیکہو
اور بر ہم ہین وہ اولٹے یہ تماشا دیکہو

ہم تو پہر گز نہ کہینگے نہ ملو دشمن سے
دیکہو دیکہو کوئی دن اور تماشا دیکہو

عذر ایسا ہے نہ انکا نہین جسکا جواب
سچ تو ہے تم نے مجہے کس طرح تڑپتا دیکہو

یہ تماشا کبہی تمنے بہی نہ دیکہا ہوگا
آؤ اور آکے ہماری شب یلدا دیکہو

بزم دشمن مین بلاتے ہین مجہے خیر سے وہ
لطف مین رنگ ستم ہی یہ تماشا دیکہو

نامۂ غیر کو آنکہون سے لگاتے کیا ہو
دیکہو قسمت کا نوشتہ نہین مٹتا دیکہو

روز ہوتے ہین رقیبونکے گلے تجہسے ظہیر
دوست بن بن کے ستمگر کا ستانا دیکہو

دیکھہ لو کوچۂ اغیار مین گر تم مجھکو
اوس گھڑی کے لیے اللہ کری گم مجھکو

طعنے دیتے ہین پس مرگ بھی مردم مجھکو
تم مسیحا ہو تو لو آؤ کہو قم مجھکو

سہو مین ہو ہوا ذوق تبسم مجھہ کو
یاد مین یاد رہے بہول کے بھی تم مجھکو

بیخودِ شوق ہون آتا ہے توہم مجھہ کو
کہ مرا جوش محبت نہ کرے گم مجھہ کو

اپنی ہمت کو مرے ظرف کو دیکھہ او ساقی
جام کیا چیز ہے دو چار تو دی خم مجھہ کو

تو نہ پائیگی مجھے اور وہ پا جائینگے
دیکھہ ہی بیخودیِ شوق نہ کر گم مجھہ کو

آگیا دم تنِ بیجان مین دوبارہ ساقی
قلقل شیشہ ہوی زمزمۂ قم مجھہ کو

کاش ہوتا عنب مین دلِ عاشق کی کشش
کہہ رہا ہی کہ چل طرفِ خم مجھکو

لب تک آئی نہ دیا حرفِ تمنائی صبا
کس فسونگر نے رکہا محوِ تکلم مجھہ کو

اوسنے کہنے بھی نہ پایا تہا غمِ ہجر تمام
بیکسی بول اوٹہی بہول گئے تم مجھکو

میکدے کی کہین راہ مری بہٹکی تو کہین
کہینچتی ہے کشش شوقِ سرِ خم مجھکو

دہو دیا اشکِ ندامت نی مرا دامن تر
کیا ڈبوئیگا بس اب جرم کا قلزم مجھکو

یہ کسی اور کو دو آبِ بقا کے چھینٹے
بس ہے ای خضر مری خاک تیمم مجھکو

بحر پندار سے افسوس ابہرنے نہ دیا
دل کی موجون نے رکہا غرق تلاطم مجھکو

چھیڑ مین چھیڑ ہنسی مین ہی ہنسی باتین با
اس عنایات پہ کیا کیا ہے توہم مجھکو

گدگدا کر مجھے رکوا کے ہنساتی کیا ہے
نہین بہاتا ہے شکر رنگ تبسم مجھکو

وہ مرے پاس رہے اور اونہین پایا ظہیر
عمر بہر میری خودی نے ہی رکہا گم مجھکو

زمانے نے کچہہ کسو کے پایا ہے مجھکو
سمجھہ کر یگانہ بنایا ہے مجھہ کو

فلک نے جو دم بھر ہنسایا ہی مجھکو
تو برسون مہینون رولایا ہے مجھکو

مجھے ہاتھہ سے کھو کے روئیگی دنیا
فلک نے بہت پھر کے پایا ہے مجھکو

مری آب و گل مین ہے مضمر خرابی
مٹانے کو میرے بنایا ہے مجھکو

اوٹھادی جنون نے قیودِ مذاہب
بڑی کشمکش سے چھڑایا ہے مجھکو

سوا ہنسنے رونیکے اور کچھہ نہ جانا
یہی کام دنیا مین آیا ہے مجھہ کو

ہوی قدر کچھہ عالم بیہوشی کی
زمانے کا جب ہوش آیا ہی مجھکو

ہوی جب یگانون سے بیگانہ خوئی
تو اپنے نے اپنا نہ پایا ہے مجھکو

کھلی آنکھہ جب دیدۂ حق نگر نے
نہ دیکھا تھا جو کچھہ دکھایا ہے مجھکو

مرا اور غم کا اسی پر ہے توشہ
اسی مین نے اور اوسنے کھایا ہی مجھکو

بہت تنگ دنیا مین بدلی ہین تمنے
بہت تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

خطا کچھہ مری کوئی تقصیر میری
وہی ہون مین جیسا بنایا ہے مجھکو

مین اس زودرنجی کے قربان جاؤن
کہ روٹھے ہین خود اور منایا ہی مجھکو

خدا کے لیے یہ تو کہہ دے پیامی
وہ آتے ہین یا وان بُلایا ہے مجھکو

پلا کر مے تلخ روزِ نخستین
مزا زہر غم کا چکھایا ہی مجھکو

اوٹھا لے مجھے کون ہی کسکی طاقت
نگاہون سے کسنے گرایا ہے مجھکو

مرا نامہ بر بھی بڑا دور رس ہے
مقدر کا لکھا دکھایا ہے مجھہ کو

بنے ہو رقیبون کے خود شمع محفل
جلانے کو تمنے بُلایا ہے مجھہ کو

زمین ہو فلک ہو عدو ہو کہ تم ہو
کسی نے تو آخر ستایا ہے مجھکو

کبھی مسکرائے کبھی مونہہ بنایا
نہین سے تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

ظہیر این وآن سے نہین مجہکو شکوہ
مرے بخت بد نے ستایا ہے مجہکو

## ردیف ہای ہوز

بیمار چارہ گر کو کرے تو دکہا کی ہاتہ
چلتے ہوے مسیح بہی تجہہ سے ملا کی ہاتہ

ہے ہے ترا وہ پاس سے کہنا ہٹا کی ہاتہ
کمبخت ٹوٹتے بہی نہین بیچا کے ہاتہ

ممکن نہین ہے قطع تعلق وصال سے
تم فیصلہ ہی کیون نہ کرو اک لگا کی ہاتہ

قربان ناز پہیر دی گردن پہ اک چہری
اوٹہکر گلے مین ڈال دیے مسکرا کی ہاتہ

کہتے ہین مجہہ سے کلفتِ ہجران بہی دیکہے
اترا گیے ہین آپ قدم کو لگا کے ہاتہ

گہبرا کے اختلاط مین کہتی ہین ناز سے
کمبخت نامراد کے ہین کس بلا کے ہاتہ

بے پردہ لطفِ صحبتِ باہم بڑا ہوا
شرما کے اوسنے رکہہ لیے موںہہ پر اوٹہا کی ہاتہ

دیتے ہین پہر گہول کر وہ ساغر شراب
موںہہ پہیر کر حیا سے ادا سے بڑہا کی ہاتہ

ابتک درازدستیِ حرمان گئی نہین
چلتے رہے وصال مین تیغ ادا کی ہاتہ

کہولے عدو نے دست حنا بستہ آپکے
بیٹہے تہے قتل پر ہی مری کیا بندہا کی ہاتہ

میرا جواب خط نہین خونِ عدو نہین
دکہلا رہے ہے مجہے نہ حنا مین رچا کے ہاتہ

خط پرزے پرزے کرکے ہوا پر اوڑا دیا
بہیجا جواب نامہ ہمارا صبا کے ہاتہ

باز آؤ تم جفا سے نہ ہرگز وفا سے ہم
انصاف ای بتو ہے ہمارا خدا کے ہاتہ

سو بار ڈہونڈہتی ہوی آی چلی گئی
ہم ناتوانیون سے نہ آئے قضا کی ہاتہ

مضمون اضطراب اوڑا لیگئے اوسے
قاصد کے گرد تک بہی نہ آئی صبا کی ہاتہ

دست عطای شاہ سے طبع روان مری
رکتے نہین ظہیر تہی سے سخا کے ہاتھ

تھی زندگی مین فکر کفن پیرہن کے ساتھ
ہو قطع آرزو بھی ہماری کفن کے ساتھ

شکر جفای یار ہے اجزای تن کے ساتھ
کھلتے دہان زخم ہین اپنے دہن کے ساتھ

کھنچتا ہے بات بات پہ خنجر نیام سے
چلتی ہے اونکی تیغ ہماری دہن کے ساتھ

وابستہ اپنے دم سے ہین دنیا کے رنج و غم
سب قافلہ ہے ایک غریب الوطن کے ساتھ

سر پھوڑتے ہین آپ کی دیوار دیکھکر
ہشیاریون سے کام ہین دیوانہ پن کے ساتھ

وہ گردش نگاہ ہے آشوب روزگار
پھرتا ہے آسمان نگہ سحر فن کے ساتھ

غربت مین یاد عیش وطن خیر ہے ظہیر
حضرت وطن کی بات گئی سب وطن کے ساتھ

ملتی ہے کچھ اذان سے آہنگ بتکدہ
کعبہ کی ہے بنا مین مگر سنگ بتکدہ

حسن بتان سے قدرت حق آشکار ہے
ہر رنگ مین ہے جلوۂ نیرنگ بتکدہ

آگاہ ہے جو اصل بت و بت تراش سے
تو سجدہ گاہ شیخ ہے سنگ بتکدہ

منزل کا ہر ہے عزم کہ ہر دل کی گھڑی
کعبے چلے ہین کر کے ہم آہنگ بتکدہ

دل بت پرستیون سے بنا ہے خدا کا گھر
پایا نہ رنگ کعبہ کو بے رنگ بتکدہ

محروم جلوہ دونون ہین اس جلوہ گاہ مین
ترا ہے ننگ کعبہ تو ہین ننگ بتکدہ

سچ ہے کہ جوش رشک مین کچھ سوجھتا نہین
ویرانیون مین کھوتے ہین ہم جنگ بتکدہ

کیا کیا نہ سد راہ ہوئین ناتوانیان
ہر ہر قدم پہ ہے ضعف سے فرسنگ بتکدہ

زہاد خشک مغز بھی آجائین وجد مین
سن پائین گر صدای دف و چنگ بتکدہ

ای حضرت ظہیر کہین آپ ہی نہون
تہا جبہہ سای کعبہ جو اک ننگ بتکدہ

دیکھ پاے گر تری تصویر پشت آئینہ
لوٹ جاے صورت تحریر پشت آئینہ

کاش کے وہ دیکھتے آئینہ میری ہاتھ سے
اور دکھلاتے تجھے تقدیر پشت آئینہ

کیون دکھایا آئینہ اوسکو کہ پیش آئی ہمے
ہے مری تقدیر کی تحریر پشت آئینہ

اُٹھ رہے گر ہی گفتگو کی اوڑ گیا سیماب تک
دیکھ تو اسنے دم تقریر پشت آئینہ

ذبح کر ڈالا مجھے ہو کر حجاب روی یار
بن گئی آب دم شمشیر پشت آئینہ

پھوٹ نکلا ہے تن آئینہ سی جلوہ تیرا
بن گئی ہے پیکر تصویر پشت آئینہ

ہے ترے عکس رخ و زانو سی یکسان پشت و رو
آئینہ بے مثل اور تصویر پشت آئینہ

ای ظہیر اب با اضافت چاہیے لکھنی غزل
بے اضافت کر چکے تحریر پشت آئینہ

زانوی دلبر پہ ہے تصویر پشت آئینہ
اوج پر ہے ان دنون تقدیر پشت آئینہ

عکس رخ سے گر ترے آئینہ ہوگا ماہتاب
صاعقہ بنجائیگی تنویر پشت آئینہ

جسم تیرا ای پری رو غیرت آئینہ ہے
اور زلف خم بخم زنجیر پشت آئینہ

پارۂ آہن کجا اور زانوی نازک کجا
آئینے سے بڑھ گئی تقدیر پشت آئینہ

تیرے جلوہ نے بنایا آئینہ کو آفتاب
اور ماہ چاردہ تصویر پشت آئینہ

وہ جو رخ سے بھر ور تو یہ فخر زانو کو ہے
بن گئی تقدیر سے تدبیر پشت آئینہ

آئینہ ای کیا ترے جلوی سی ہی حیرت زدہ
بلکہ ہے آئینہ گر تصویر پشت آئینہ

مین تو مین دشمن بھی گر سن لے تو اپنا سر دھنے
داستان زانو کی اور تقریر پشت آئینہ

سنگ در پر سر مرا اور وہ سر اٹوٹا ہے
میری قسمت دیکھنا اور تقدیر پشت آئینہ

کیون نہین وہ دیکھتے آئینہ میری ہاتھ سے
مدعا ہی غیر ہے تحریر پشت آئینہ

تو نہین لیکن نکل آئی ہے تیری شوقین
پردہ آئینہ سے تصویر پشت آئینہ

آئینہ داری سے تیری کر دیا بسمل مجھے
نقش آئینہ ہے شمشیر پشت آئینہ

واجب التعذیر دونو ہین کہا خود بین او سے
جرم آئینہ ہو یا تقصیر پشت آئینہ

مجھکو دھوکا عکس کا ہی وقت آرائش مرے
ہے جو گلگون پیرہن تصویر پشت آئینہ

کھینچ لے اوس رو دش کو سطر سیماب دار
جذب دل مین کاش ہوتا تیر پشت آئینہ

ای ظہیر اس رنگ مین مطلق نہین لطف زبان
خوش بیان کرتے نہین تقریر پشت آئینہ

## ردیف یای

### غزل در نعت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کیا کام کیا حسن ملیح عربی نے
لوٹا ہے دو عالم کو اسی دل طلبی نے

بندے ہین طلبگار تو اللہ خریدار
کیا شوق بڑہایا ہے تری شاہ لقبی نے

آدم سے تو پیچھے ہی گر افلاک سے پہلے
ڈالا مجھے حیرت مین تری بوالعجبی نے

لولاک لما کم نہین ای نازش افلاک
کیا شور مچایا ہے تری شہرت طلبی نے

یوسف سے ہا عشق مجازی کو سروکار
لوٹا ہے حقیقی کو تری دل طلبی نے

تو پاس ہماری ہے تو نزدیک خدا کون
نیرنگ دکھایے ہین تری بوالعجبی نے

ہر چند کہ مسجود ملائک ہوے آدم
تجھہ سا تو نہ پایا تری عالی نسبی نے

طالب ہون تری وصل سہی مین وصل خدا کا
مارا مجھے اس آرزوے بے ادبی نے

دیتا کوئی عاشق بہی ہے معشوق کو اپنے
مانگا تجھے خالق سے مری بے ادبی نے

ہے قند مکرر سے سوا اسم محمد
لوٹا مجھے اس زمزمۂ زیر لبی نے

ہے آرزوِ شربتِ دیدار محمد
کوثر سے بچایا ہے مری تشنہ لبی نے

شاہا مجھے روضہ پہ بلا لیجیے خدارا
ڈالا ہے غضب مین مری دنیا طلبی نے

جی جاؤن ظہیر اب بہی جو سن لون کہ کیا یاد
شاہنشہ مکی مدنی العربی نے

## غزل منقبت

بتاؤن کہ کیا عزو شانِ علی ہے
نہم آسمان آستانِ علی ہے

فلک پر فلک نردبانِ علی ہے
مکان سے گذر کر مکانِ علی ہے

کلام سلونی بیانِ علی ہے
جہان کچھ نہین وان جہانِ علی ہے

ازل سے ابد تک جہانکی نمائش
غبارِ پے کاروانِ علی ہے

علی ہی علی ہے زمین سے فلک تک
کہان سے کہان اوج شانِ علی ہے

دوئی ہے بس اتنی کہ تا ذاتِ باری
نبی واسطہ درمیانِ علی ہے

علی ولی ہے اسمِ محمد
محمد پہ قربان جانِ علی ہے

درود مبارک ہے گھر مین خدا کے
رسولِ امین میزبانِ علی ہے

جہا مین جہان تک ہے جنس حقیقت
رواجِ متاعِ دکانِ علی ہے

خدا تک رسائی بہت سہل نکلی
کہ دوشِ نبی نردبانِ علی ہے

بشر کون اور کیا بشر کی ستایش
کہ خیر البشر مدح خوانِ علی ہے

رسائی نے پائی جہاں تک رسائی
بہت دور اوس سے مکانِ علی ہے

نہیں ہے نہیں ہے کوئی ارجاوہ
رہِ قربِ حق آستانِ علی ہے

طریقت کی راہیں الگ ہی الگ ہیں
جدا ہی جدا کچھ جہانِ علی ہے

نبی و علی میں نہیں کچھ جدائی
کہ جھلک بھی نشانِ علی ہے

علی ناطقِ نطق خیر الوریٰ ہے
لسانِ پیمبر لسانِ علی ہے

علی ہے درِ شہرِ علمِ لدنی
کلامِ خدا بر زبانِ علی ہے

قصورِ بہشت و گلستانِ رضوان
سراغ پئے پیروانِ علی ہے

ظہیر ثنا سنج فخرِ دو عالم
جبین سا پئے آستانِ علی ہے

مزہ جب ہے جفاؤں کا کہ ارمانِ وفا نکلے
تمہارے تیر چٹکی سے مرے دل سے دعا نکلے

تمہاری بزم سے ہم مضطر و ناشاد کیا نکلے
کسی کے مدعی نکلے کسی کا مدعا نکلے

کسی کی آرزو نکلے کسی کا مدعا نکلے
خدنگ اونکی نگاہوں کا عجب کچھ دلکشا نکلے

نکلنے کو ترے کوچے سے ہم تو بارہا نکلے
تمنا بنکے آتے ہیں برنگِ مدعا نکلے

تمہیں ہم اپنے دل میں ہائے کیا سمجھے تھے کیا نکلے
بہت کچھ بیوفا نکلے بہت نا آشنا نکلے

قیامت پر نہ رکھو فیصلہ دلکا خدا جانے
تمہارے موںہہ سے کیا نکلے ہمارے موںہہ سے کیا نکلے

گمان ہونا تھا جس پر ستم اوتنا ہی زیبا ہے
تغافل اوس قدر کیجیے کہ اندازِ حیا نکلے

ستم ہے جب ستم انداز میں انداز پیدا ہو
ادا جب خوشنما ہے کچھ ادائی میں ادا نکلے

بہار پھر غیر میں غیروں سے ملنا چاہئے کیسے
ادای سادگی میں بانکپن کی بھی ادا نکلے

دو زہن ایک دم ٹھہری نہ پہلو میں ذرا بیٹھے
تمہارے تیر لگتے بھی سوا کچھ بے وفا نکلے

دعا تہی مرگ دشمن کی مگر یہ کب تمنا تہی
کہ تو بزم عزا سے چشم گریان پونچہتا نکلے

ملے ہین خاک مین کیا کچہہ یہ اوڑا کر خاک ہستی کی
تمہارے مرنے والے مرگ سے پہلے فنا نکلے

ستم پر دم فنا ہے دشمنی پر جان جاتی ہے
بڑی ہو کر بہی تم تو اک جہان سے خوشنما نکلے

ہزارون بیوفا دیکہے ہزارون پر جفا دیکہے
مگر تم تو دل آزاری مین اک قہر خدا نکلے

نیا اک حشر اوٹہیگا تمہارے دادخواہونکا
تمہارے ظلم کے دفتر اگر روز جزا نکلے

وفا سے ہم نہ باز آئے جفا سے تمنے مونہہ پہیرا
ہمین پہر باوفا نکلے تمہین پہر بیوفا نکلے

ستم کیجے تو اس ڈہب سے جفا کیجے تو یون کیجے
کہ دل سے دوست دشمن کے صدا ہی مرحبا نکلے

زبان خاص اردوی معلی اسکو کہتے ہین
غضب جادو بیان تم تو ظہیر خوش نوا نکلے

سب سے بیغم رہے جو شاد رہے غم مین رہے
اور ہی رنگ مین کچہہ اور ہی عالم مین رہے

رشک کی غم مین رہے ہجر کی ماتم مین رہے
عمر بہر ہم اسی آفت مین اسی غم مین رہے

اسکا رونا ہے کہ وہ بہی الم و غم مین رہے
دل پر غم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے

تم تو پردے کو اولٹ دو یہ ہمارا ذمہ
تاب نظارۂ دیدار اگر ہم مین رہے

تم دکہا دو نہ ذرا موج تبسم اپنی
گفتگو پہر نہ دم عیسی مریم مین رہے

تجہکو ای زندگی ہجر کہان سے لاؤن
ہای یون سوگ نشین وہ مری ماتم مین رہے

ہمسے رندان خرابات کہان ہوتے ہین
تم کو سجدہ کرے زاہد بہی اگر ہم مین رہے

نزع ہے یا ترا وعدہ ہی اجل ہے کہ وصال
دم نکلتا رہا اور پہر بہی اسی دم مین رہے

کچہہ لگاوٹ کے اشارے ہون دم قہر و عتاب
کچہہ تبسم کی ادا ابروی پرخم مین رہے

اشکباری سے کبہی عقدۂ دل وا نہوا
یہ وہ غنچہ ہے کہ پژمردہ جو شبنم مین رہے

جان کے ساتھہ ہے الفت جانان دلمین
اور دل کشمکش ناامیدی مین رہے

وو گھڑی بہی جو ترے تفتہ جگر جا بیٹہین
ابر مین نم نہ رہے قطرہ نہ شبنم مین رہے

بزم شیون ہو کہ ہو خندۂ بزم اغیار
کچہہ نہ کچہہ شور تو برپا مری ماتم مین رہے

مرحلے عشق کے طے کرکے عدم تک پہونچے
تذکرے اپنی محبت کے دو عالم مین رہے

دل گیا ہاتھہ سے اور دل سے امیدین گئین
یہ کھٹکتے ہوے نشتر دل پرغم مین رہے

وہ بہی ہونگے کہ برائی ہون امیدین جنکی
ہم تو دل دیکے ظہیر آفت پیہم مین رہے

وہ خاک پا فروغ جبین نیاز ہے
جہکتا ہے سر کے بل وہی جو سرفراز ہے

آنکہین ہین فرش راہ اگر دل مین ساز ہے
آجاؤ شوق سے کہ در صلح باز ہے

کیا کیا دراز ہی شب غم جان نواز ہے
عاشق کی عمر خضر سے بہی کچہہ دراز ہے

نادم جفا سے وہ نہ پشیمان وفا سے ہم
وان امتحان ناز ہے اور یہان نیاز ہے

ڈالا ہے مجہہ کو وہم مین کیا کیا حجاب نے
اس منہہ چہپانے مین کوئی پوشیدہ راز ہے

تم دشمنی مین گر ہو عدو سے بڑہے ہوے
اپنے بہی دل مین نالۂ دشمن گداز ہے

آنکہون مین نیند نیند مین شوخی بہری ہوی
وہ چشم خواب ناز مین بہی نیم باز ہے

ڈرتا ہون اونکو رحم نہ آجاے وقت ذبح
حال زبون مرا دل دشمن گداز ہے

ہم دیکہتے ہین جنکو وہ جلوے ہی اور ہین
عشق مجاز مین بہی نظر پاکباز ہے

آسان نہین وصال تو دشوار بہی نہین
ناساز ہے فلک تو خدا کارساز ہے

بیچین شوخیون سے وہ ہم اضطراب سے
کیا خوب حسن و عشق مین راز و نیاز ہے

دن عمر کے ظہیر شب تار ہو لیے
اب کیا خیال طاعت و زہد و نماز ہے

تم نہ پہلو مین نہ خنجر ہے مری جان کوئی
ہای کس طرح سے کاٹی شبِ ہجران کوئی

ہر لبِ زخم ہے گویا نہین پرسان کوئی
کیا کہے کس سے کہی حسرتِ پنہان کوئی

پھر ملے یا نہ ملے ای شبِ ہجران کوئی
دیکھنا دل مین نہ باقی رہے ارمان کوئی

اہلِ محشر کی زبان پر ہے اوسی کا کلمہ
یان نہ کافر نظر آیا نہ مسلمان کوئی

اس خرابہ مین ہے کچھہ تری کوچہ کی فضا
کہ نکلتا نہین دل سے مرے ارمان کوئی

ہم تو سمجھے نظر آتے نہین تا شامِ وصال
اپنے وعدے سے نہو دل مین پشیمان کوئی

کاش تجھپر بھی کسی دن تو کچھہ ایسی بنجا ہی
کہ تری بات نہ پوچھے شبِ ہجران کوئی

تم جو آؤ تو ابھی دل سے نکالون سبکو
تمسے بڑھ کر تو نہین حسرت و ارمان کوئی

ہم تو اچھے ہوے جتنا کہ ہوا حال تباہ
کہ برے حال مین کرتا نہین درمان کوئی

ایسے دنیا مین وفادار کہان ملتے ہین
دم نکلتا ہے نکلتا نہین ارمان کوئی

واہ اس زہد پہ یہ اُلفتِ اصنام ظہیر
یار تجھہ سا تو نہین دشمنِ ایمان کوئی

دلبستگی ہے اور کشادِ نقاب سے
شرمائے وہ حجاب سے ہم اضطراب سے

ہے کشمکش مین جان عذاب و ثواب سے
لب تر ہین توبہ توبہ سے دامن شراب سے

اپنے تو دن پھرے نہ کبھی انقلاب سے
پہلے ہے کچھہ زمانۂ پیری شباب سے

قہر و عتاب تو ہے عنایت نہو نہو
امید تو بندھی مجھے خط کی جواب سے

کیسے کشود کار کہ وابستہ ہین وہان
عقدے مری نصیب کے بندِ نقاب سے

کس کس فریب سے شبِ وعدہ بسر ہوی
کیا کیا خجل ہین ہم دلِ ناکامیاب سے

تیرا برا ہو قہر کیا ای ہجومِ شوق
گھبرا کے اوٹھہ گئے وہ مری اضطراب سے

بیتابیوں کی شغل میں کچھ دل بہل گیا
تسکین دل ہوئی تو ہوئی اضطراب سے

گستاخیاں معاف ہوں ای حضرتِ ظہیر
مشرب شراب و قبلہ و کعبہ جناب سے

بیٹھے ہیں شرمناک کچھ ایسے حجاب سے
گویا اوٹھے ہیں غیر کی آغوشِ خواب سے

سر پھوڑے کون حضرتِ ناصح جناب سے
بہتر ہے خامشی سخنِ ناصواب سے

وہ کچھ کہا کہ یاس ہوئی خود جواب سے
قاصد کے پانو توڑ دیے اضطراب سے

لڑتے ہیں اور نگہ نہیں لڑتی حجاب سے
الفت ٹپک رہی ہے سراسر عتاب سے

یہ بات پندگو کی مرے دل کو بھا گئی
کچھ کم نہیں ہے چاہ خدا کی عتاب سے

ضد ہی او نہیں تو سعیِ طلب سب ہیں رائگان
وہ خود ہی آملیں گے مری اجتناب سے

اچھی کہی کہ بات بھی کھوئی رہی سہی
وہ خود ہی منفعل ہیں کچھ اپنے جواب سے

مجھ سا ہے دستِ شوق بھی دقت پسند ہے
اولجھا ہے کسکے عقدۂ بندِ نقاب سے

خط لیکے نامہ بر مجھے تکتا ہی رہ گیا
وہ مجھ سے ناامید ہی اور میں جواب سے

اک وعدۂ دروغ پہ کیا کیا ہیں منفعل
وہ ہم سے اور ہم دلِ ناکامیاب سے

وہ روٹھنا کسیکا مجھے یاد ہے ظہیر
دامن چھڑا چھڑا کے وہ اوٹھنا عتاب سے

اپنے جلوے دلِ حیران میں فروزان کیجے
بحرِ مواج کو قطرہ میں نمایان کیجے

چلیے اور چل کے وہیں نالہ و افغان کیجے
دلِ برہم کی طرح بزم پریشان کیجے

آپ اور حضرت ناصح مری وحشت کی علاج
پہلے اپنا تو ذرا چارۂ دوران کیجے

کون کہتا ہے کہ جھوٹے ہیں تمہارے اقرار
مدعی سے بھی یہی وعدہ و پیمان کیجے

دوست بن بن کے جفائین تری سب سہی کیجیے
شکوہ کر کر کے رقیبون کو پشیمان کیجیے

مجھسے کچھ بڑھکے یہ مجبور ہے مشتاق جمال
وصل کی شب کو مرے ساتھ ہی مہمان کیجیے

سیکھیے آئینہ سے دوست فریبی کے طریق
محو ہو جایئے مجموعۂ حیران کیجیے

آئیے اور آکے چلے آپ عدو کی ہمراہ
مدعا یہ ہے کہ دشمن کو بھی مہمان کیجیے

اشک غماز ہی ٹھہرے ہین تو پھر آج ظہیر
چشم کو گریہ فشان گریہ کو طوفان کیجیے

پہلے کچھ شغل صفائی دل حیران کیجیے
پھر جہان چاہیے نظارۂ جانان کیجیے

صبر و طاقت ہو تو نذر غم جانان کیجیے
پاس کچھ بھی نہین کیا دعوت مہمان کیجیے

بس یہ کیا کم ہے کرم کیجیے احسان کیجیے
اپنے مونھ سے یہ کہون کیا مجھے مہمان کیجیے

آج سب فیصلۂ رنجش پنہان کیجیے
توڑیے کفر کو اوس بت کو مسلمان کیجیے

پردہ وہ کیجیے مین آنکھ اوٹھا ہی نسکون
مجھکو یہ لطف سے شرمندۂ احسان کیجیے

گرہ زلف نہین عقدۂ تقدیر نہین
ناخن تیغ سے مشکل مری آسان کیجیے

سچ تو یہ ہے کہ نئی بات مین ہے لطف نیا
عہد پھر توڑیے پھر وعدہ و پیمان کیجیے

ہاتھ چلتے ہوے گردن پہ لگاتے چلیے
سر مرا کاٹ کے سر پر مری احسان کیجیے

درد وہ درد نہین ہے کہ دوا ہو جسکی
راز وہ راز نہین یہ جسے پنہان کیجیے

خون آنکھون مین نہین کیا کہ رگ و پے مین نہین
گل ہون گلشن مین تو آرایش دامان کیجیے

شست و شو رحمت حق کی ہے تو کیا پاک ظہیر
خوب آلودۂ مے خرقۂ و دامان کیجیے

ناصح تمہاری پند ہی کچھ کارگر ہوی
کم کم ملے تو چاہ اودھر بیشتر ہوی

کسکا گلہ کہان کی ستم کون داد خواہ
تم ہو گیے جدہر کو خدائی ادہر ہوی

نے بے التفاتیون سے کہان تاب التفات
دم ہی نکل گیا ہے ادہر جب نظر ہوی

کہتی ہے خود نگاہ کہ مد نظر ہے غیر
جو پردہ دار تہی وہی اب پردہ در ہوئی

جز مرگ وار و مرض غم نہ تہی ظہیر
کچہہ یہ دوا ہی چارۂ درد جگر ہوی

مجہے کہتے تو ہو شوریدہ سر ہے
تمہین بہی اپنے عالم پر نظر ہے

مرا رنگ پریدہ نامہ بر ہے
مجہے اونکی اونہین میری خبر ہے

مری حیرت سے چرچے ہین جہانمین
خموشی ہی مری شورش اثر ہے

ستمگر کا جواب خط تو دیکہو
سر قاصد بجای نامہ بر ہے

شب غم آج جو ہونی ہو ہو جاے
ہوا ہے دم کسے کل کی خبر ہے

عنان کش ہے خیال بزم دشمن
وہ جاتے ہین کہان ستہ کدہر ہے

ظہیر خستہ جان کی نغمہ سنجی
سراپا نالۂ سوز جگر ہے

ہم قید جنون سے اگر آزاد نہوتے
پابند غم ہستی برباد نہوتے

مشکل تہی دیت رنجش بازوی ستم کی
گر جور سے خوش بانی بیداد نہوتے

جینے سے سوا کچہہ ہین مرنیکی خوشی ہی
گر رنج و غم زحمت جلاد نہوتے

وہ سینۂ دشمن پہ کبہی ہاتہہ نہ رکہتے
گر لب پہ مرے نالہ و فریاد نہوتے

اب قتل سے کیا باک ہی جی ہار چکے ہین
یہہ لطف تو جب تہا کہ عدو شاد نہوتے

دوزخ ہی بنانی تہی اگر تجہہ کو خدایا
دنیا مین جلانے کو پریزاد نہوتے

سنتے ترے نالے تو ٹھہر جگر افگار
ہم پاس بھی آکر ترے آباد نہ ہوتے

غیر کے ساتھہ عیادت کے بہانے آئے
لو مرے راحت جان ستانے آئے

تھی شب وعدہ عجب کشمکش یاس و امید
موت آئی ہے تو کچھہ ہوش ٹھکانے آئے

دم ہے یا حسرت دل ہے کہ نکلتا ہی نہیں
مجھہ کو سو بار وہ یٰسین سنانے آئے

شکوہ سنجی سے فقط ذکر عدو تھا منظور
گر مجھے بنتی سے مری دل کو جلانے آئے

دشمنی غیر کی ہے مجھسے برا تی تو نہیں
دوست بنکر جو دل دوست دکھانے آئے

پھر تو پنہان ہی عیان موج تبسم لب پر
پھر نہ کہنا کہ مجھے لوگ بنانے آئے

ٹونک مین دہوم ہے کل سے کہ ظہیر خستہ
سرگذشت دل محزون ہین سنانے آئے

جب آپ اپنے راز کو افشا کرے کوئی
کیون دوسرے کو خلق مین رسوا کرے کوئی

ارمان ہین کہ جان حزین بھی نکل نہ جاے
کیون ایک عمر صرف تمنا کرے کوئی

بیجا ہین شکوہ ہاے بدآموزی رقیب
کیون التفات نرگس شہلا کرے کوئی

آسان نہین ہے شرح تف سوز اشتیاق
پہلے زبان درد تو پیدا کرے کوئی

اپنا قصور ہو تو شکایت کسی سے کیا
آنکھین نہ ہون تو خاک تماشا کرے کوئی

موج صبا ہزار چمن مین کھلاے گل
ممکن نہین کہ غنچۂ دل وا کرے کوئی

منظور اس حجاب سے افشاے راز ہے
چھپ چھپ کے یون کسی کو نہ رسوا کرے کوئی

آخر ملے ہین ہاتھہ کسی کام کے لیے
پھاڑے اگر نہ جیب تو پھر کیا کرے کوئی

وان ایک ہی جواب ہے لاکھون سوال کا
کس مونہہ سے عرض حال تمنا کرے کوئی

ہم دل میں اک جہانِ تمنا بسائیں گے
ہاں انسداد نرگسِ شہلا کرے کوئی

انسان کو امتیاز نظر ہو اگر ظہیر
اپنے کو آپ ہی نہ تماشا کرے کوئی

۴

رنگ دل کا جس میں ہو کاشانہ ایسا چاہیے
لوٹ کر کعبہ بنے بتخانہ ایسا چاہیے

مجھ سے بڑھ کر ہوں فدا اپنی ادا پر آپ وہ
چاہیے انداز معشوقانہ ایسا چاہیے

پوچھتے ہیں آپ کیا ہم سے ہماری سرگذشت
مدعی مونہہ سے کہے افسانہ ایسا چاہیے

ہم نہ باز آئے وفا سے وہ جفا سے تھک گئے
آفرین ای ہمتِ مردانہ ایسا چاہیے

دیر تک سنتے رہے مجھ سے مرا حالِ زبون
پھر کہا تو یہ کہا دیوانہ ایسا چاہیے

ای جنون کوہی عدو کی خاک اوڑا دی مجھے
جی لگے اپنا جہانِ ویرانہ ایسا چاہیے

وہ سناؤن داستان جو حسبِ حالِ غیر ہو
دل لگا کر تم سنو افسانہ ایسا چاہیے

لطف تو جب ہی کہ قاصد انکو آتی ہی بنے
کچھ چھپا نا شوق بیتابانہ ایسا چاہیے

وسعتیں دل کی سی ہرگز دشت و صحرا میں نہیں
اپنی وحشت کے لیے ویرانہ ایسا چاہیے

محرمِ رازِ محبت غیر سے بڑھ کر نہیں
آشنا سے بڑھ کے ہو بیگانہ ایسا چاہیے

جام کے بدلے دلِ دشمن کو رکھیے ہاتھ مین
جو نہ ٹوٹے آپ سے پیمانہ ایسا چاہیے

آپ کے پیمان سے ملتی ہے ہماری سرگذشت
حشر تک پورا نہو افسانہ ایسا چاہیے

جان دینی جا بجا شرطِ وفاداری نہیں
آگ میں اپنی جلے پروانہ ایسا چاہیے

آہ ہو دل مین مری یان غیر کا سایہ نہیں
اپنے خود بین کے لیے کاشانہ ایسا چاہیے

ہے ترے گیسو سی کچھ آشفتہ تر حالِ ظہیر
اس اسیری کے لیے دیوانہ ایسا چاہیے

شمع سوزان رہے پروانہ غمناک رہے
بزم دنیا مین اگر یون ہین رہے خاک رہے

پھونک دی خار ہوا و ہوس اے آتش شوق
آشیانہ کا نہ باقی خس و خاشاک رہے

سنگ برسے کبھی سر پہ کبھی آتش برسی
ہم تو بے سایہ تہ سایۂ افلاک رہے

فائدہ کیا کف افسوس کے ملنے کے سوا
پاس جب مار گزیدہ کے نہ تریاک رہے

آکے اس گلشن ہستی مین لیا ہی کیا خاک
آرزومندی تاب تہ تاک رہے

کیا کیا کچھہ نہ کیا آئی بہی کیون کیا دیکھا
مست پندار رہے غافل و بیباک رہے

کچھہ نہ بچے سیل حوادث سے تو بجلی ٹوٹی
کیا رہے کچھہ نہ رہے لاکھہ کی گھر خاک رہے

دھو دیا اشک ندامت نی سیہ کاری کو
دامن آلودہ رہے صاف رہے پاک رہے

وان بہی کچھہ ہیم قیامت مین تڑپتے گذری
خاک ہوکر بہی نہ آسودہ تہ خاک رہے

خوف کیا گر ہے خورشید قیامت ہی ظہیر
دل مین داغ غم آل شہ لولاک رہے

جلتے بھنتے رہے گریان رہے دل چاک رہے
ہم رہے محفل دشمن مین تو کیا خاک رہے

بیحجاب دل عاشق کے اثر سے تم بہی
درہم و برہم و پر خشم و غضبناک رہے

عیش جب تہا کہ عدو کو نہ میسر ہوتا
ہم تو کچھہ وصل مین بہی رشک سی غمناک رہے

تمنے چہوڑا کوئی پہلو نہ شکایت کی کیے
بیمروت رہے ظالم رہے بیباک رہے

بے طلب ہو جو وصال اسمین مزا ہی کیا ہے
کچھہ بگڑتے رہو کچھہ غیر ہوسناک رہے

دلکو تہامے ہوئی وہ بہی تو پہرین ساتھہ مرے
گردش ایسی ہی تو ای گردش افلاک رہے

چین باقی نہین اور دنکے جلانے والے
تم بہی ہر دم صفت شعلہ غضبناک رہے

کیا کرون تاج سلیمان کو مرے سر پہ ظہیر
سایۂ دامن شاہنشہ لولاک رہے

تغافل سے بشارت ہی محبت آزمائی کی
نگہہ چھپتی نہین بیگانگی مین آشنائی کی

مقرر غیر نے تلوون سے اونکی جبہہ سائی کی
کہ رنگت پھیکی پھیکی ہے کف پائے حنائی کی

بگڑتے کیا ہو مجھسے قہر کی چتون بھی دلکش ہے
ستم مین بھی تمہاری شوخیان ہین خوش ادائی کی

اگر منظور ہو تو لطف بھی قاتل ہے عاشق کا
ستم سے ہین کہین بڑہکر ادائین دلربائی کی

نئی طرز ستم ہے وصل مین ناشاد رکھنے کو
شکایت مجھسے ہوتی ہے عدو کی بیوفائی کی

تلافی اب تو لطف وصل سے بھی ہو نہین سکتی
سہی ہے اسقدر زحمت غم درد جدائی کی

عدو سے آپ سکاری کی شیوے ہم بھی سیکھینگے
یہی مہر و وفا ہے گر تلافی بے وفائی کی

یہی تہا ذوق ناکامی تو اس سے غیر سے ملتے
کہ شہرت آپ سے بڑہ کر ہے اوسکی بیوفائی کی

برا ہو اس طبیعت کا کہ لطف وصل بھی کھویا
شکایت چھیڑ کر اون سے تمہاری جدائی کی

بہلے کو محتسب بھی میکدے سے نابلد نکلا
خدا نے شرم رکھہ لی آج اپنی پارسائی کی

ذرا آنکھین ملاؤ تو ظہیر بادہ کش ہم سے
بہت کچھہ دون کی لیتے تہے حضرت پارسائی کی

دیکھنے نکلا ہے کیا وہ مہر انور چاندنی
کچھہ سپیدی کی طرح پہرتی ہے گھر گھر چاندنی

سایہ گستر بام پر رہتی ہے شب بہر چاندنی
غیر پر شیدا ہی یا عاشق ہے تمپر چاندنی

ہے شب وصل عدو جامے سے باہر چاندنی
آج گھر گھر چاندنی ہے آج در در چاندنی

ہو شب یلدای غم مین کیا فروغ مہر و ماہ
ہے مری غمخانے مین ظلمت سے بدتر چاندنی

کچھہ تکلف سے تکلف ہین وصال غیر کے
خود بچھی جاتی ہے کچھہ بن بن کے بستر چاندنی

کیا کہون کس طرح کٹتی ہے شب مہتاب غیر
ذبح کرتی ہے مجھے بن بن کے خنجر چاندنی

کسقدر مانوس ہے تمسے جدہر جاتی ہو تم
بہاگ جاتی ہے اودہر دامن چھڑا کر چاندنی

سایۂ دیوار ہے یا گوشۂ دیوار یار
برق بنکر کیون نہین گرتی ہے مجھپر چاندنی

کیا شب ہجران مین خاک اوڑتی ہے دیدہ پر
تیرہ روزی سے مری ہے تیرہ اختر چاندنی

ہان ظہیر اس بحر مین لکھو کوئی ایسی غزل
دیکھکر جسکو رہے حیران و ششدر چاندنی

ہے نگاہ غیر سے مشتاق بڑھ کر چاندنی
تاکتی رہتی ہے شب بھر روزن در چاندنی

سازگار وصل دشمن ہے مقرر چاندنی
کیا مری ضد سے نکلتی ہے چٹک کر چاندنی

آج تو بیطرح نکلی ہے چمک کر چاندنی
ہے مگر پرتو ربای روی انور چاندنی

حسن و تمکین کے لیے افتادگی ہے ضرور
آسمان پر چاند ہے اور ہے زمین پر چاندنی

سب کو زینت تمسے ہے اور تم نہین تو کچھ نہین
ہے مرے گھر مین تو ہے کیا خاک بہتر چاندنی

وہ فروغ روی انور وہ بہار ماہتاب
کھل رہی ہے اور بھی اک چاندنی پر چاندنی

تم مرے پہلو مین ہو پہلو تجلی زار ہے
آگئی گھر مین مرے گویا سمٹکر چاندنی

چاندنی اور وصل دشمن ہے قیامت ہائے ہائے
کاش آجائے مرے دل مین سمٹ کر چاندنی

یہ جوانی کی امنگین اور یہ جوش شباب
دیکھیے کیا قہر ڈھائے یہ ستمگر چاندنی

گھر مین عاشق کے شب مہتاب مین اندھیر ہے
وہ مکدر رہین تو ہے کیا کچھ مکدر چاندنی

ساتھ ساتھ اپنے لگا لائی ہے لو بھی غیر تک
دیکھیے کیا گل کھلائے یہ فتنہ گر چاندنی

یہ زمین اور یہ چمکتے شعر اس مین اے ظہیر
کھل گئی بزم سخن مین اک سراسر چاندنی

دل سلگتا ہے تب غم سے جگر جلتا ہے
ہم کھڑے دیکھتے ہین سامنے گھر جلتا ہے

شمع جلتی ہے نہ پروانہ سحر جلتا ہے
جلنے والونکا چراغ آٹھ پہر جلتا ہے

رشک آتا ہے وہ دل تفتہ ہمین کیون ہوئے
کوئی پروانہ اگر پیش نظر جلتا ہے

تم تو جھنجھلا کے یہ کہتے ہو تجھی آگ لگے
مین یہ خوش ہون کہ دلِ غیر ادھر جلتا ہے

کچھ تو ہے ناصحِ مشفق جو بنے ہین دلسوز
اور کی آگ مین کب کوئی بشر جلتا ہے

شمعِ محفل کو ذرا سامنے آنے دیجیے
ہم دکھا دینگے کہ پروانہ کدھر جلتا ہے

شمع اوس انجمنِ ناز مین کیا پائی فروغ
کہ جہان عاشقِ تفسیدہ جگر جلتا ہے

بیچل شعلہ ادائی دمِ رخصت کیا تھی
دل مرا یون ہی تو ہنگامِ سفر جلتا ہے

کوئی دلسوز نہین ہے شبِ ہجر انہین ظہیر
ہان مرے ساتھ چراغ ایک مگر جلتا ہے

تسلی یاب سوزش سے دلِ محرور ہوتا ہے
مگر حسن و محبت مین عجب دستور ہوتا ہے

تصور سے تمہارے زنگ کلفت دور ہوتا ہے
سویدای دلِ حیرت زدہ کافور ہوتا ہے

یہ چلنا پردہ پندار دل سے دور ہوتا ہے
حجاب آنکھون سے اوٹھتے ہین نظر مین نور ہوتا ہے

سزای دار ملتی ہے غضب ہے کلمۂ حق پر
اور اوس پر اتفاقِ خاطرِ جمہور ہوتا ہے

جسے سب ہیچکارہ بیخود و بیہوش گنتے ہین
وہی مقبول ہوتا ہے وہی منظور ہوتا ہے

مزے لیتے ہین کچھ عاشق ہی آزار محبت کے
کہ جتنی رنج و غم سہتے ہین دل مسرور ہوتا ہے

وفورِ شوق ہوتا ہے وہ جتنی دور کھنچتے ہین
نگاہون کو نظر ہوتی ہے دلکو نور ہوتا ہے

کرشمے بھی نرالے ہین نگاہِ مست ساقی کے
کہ جسسے لگ گئین آنکھین وہی مسرور ہوتا ہے

وہی اک عکس طلعت ہے اسی سے طور سے دیکھو
جدا کب آئینہ مین ناظر و منظور ہوتا ہے

اگر نور صفا ہو تو ابھی آئینۂ دل مین
تماشای جمالِ ناظر و منظور ہوتا ہے

دوئی کسکی خودی کیا ہے خیال اوسکا
دلِ عاشق فروغِ نور سے معمور ہوتا ہے

کہین کچھہ بے نیازی ہے کہین کچھ دم نوازی ہے
کوئی مردود ہوتا ہے کوئی منظور ہوتا ہے

تمہاری یک نگاہ مہر کافی ہے جو تم چاہو
مہر اظلمتکدہ رشک فروغ طور ہوتا ہے

وہ ہر نشو و نما مین رنگ نیا اپنا دکھاتی ہین
جمال شاہد معنی کہین مستور ہوتا ہے

کہین دہوکا ہے اسین کا کہین پردہ ہے چلمن کا
اگر یون آشکارا ہے تو یون مستور ہوتا ہے

ظہیر اس دوربین مین جلوہ جانان نظر آیے
مگر زخم دل عاشق عجب ناسور ہوتا ہے

وہان نزدیکتر کتنا کوئی مہجور ہوتا ہے
خودی کا فور ہوتی ہے دوئی سے دور ہوتا ہے

نہ ہر اہل ہوس ہمرتبۂ منصور ہوتا ہے
اوسی کو آزماتے ہین جسے منظور ہوتا ہے

ترا دیوانہ بیخود بیجا مغرور ہوتا ہے
اودہر سے پاس ہوتا ہے اودہر سے دور ہوتا ہے

صلہ مین زہد کے خواہان وصل حور ہوتا ہے
یہ زاہد بھی مگر اک جنتی مزدور ہوتا ہے

دکہا دیجے کوئی پرتو جمال عالم آرا کا
بتا دیجے کہ دل یون نور سے معمور ہوتا ہے

نسیم راز سہوتی ہے دہن سے غنچہ غنچہ کے
ہویدا ذرہ ذرہ سے فروغ طور ہوتا ہے

مجھے مشکل نہین آسان جو تم چاہو تو کیا مشکل
سویدا ہی شب ہجران ابھی کافور ہوتا ہے

مین اپنی روسیاہی سے خجل ہون اور کیا کہیے
وہ اپنی شان رحمت پر بجا مغرور ہوتا ہے

وہ بیجا بھی بجا ہوتا ہے جو منظور ہو اونکو
وہ اچھا ہی لکھا جاتا ہے جو مسطور ہوتا ہے

او نہین کیونکر نہوگا پاس جو مہجور ہو اون کا
وہ کتنا پاس ہوتا ہے کہ اون سے دور ہوتا ہے

وہ کیا کچھ آشکارا ہی نمایشہای نہان سے
اور ان پیدائیون پر کس قدر مستور ہوتا ہے

وہ کتنا مہربان ہوتی ہین جسکو درد دیتی ہین
وہ کیسا شادمان ہوتا ہے جو رنجور ہوتا ہے

شہید خنجر تسلیم کیون قربان نہو جائین
شہادت نامۂ عاشق ترا منشور ہوتا ہے

اسیرانِ فا مختار ہو کر ظلم سہتے ہین
کہین پابندِ تسلیم و رضا مجبور ہوتا ہے

تمہاری شوخیِ انداز پہ کچھ شک گذرتی ہین
جہان کچھ کشتگانِ ناز کا مذکور ہوتا ہے

تماشے دیکھتے ہین ناظر و منظور بن بنکر
اگر جلوہ دکھانا دیکھنا منظور ہوتا ہے

مجازی سے اگر اوبھر الو جاؤ تو حقیقت مین
محبت کا دل عاشق مین اک ناسور ہوتا ہے

گذرنا وادیِ توحید سے کچھ سہل سمجھے ہو
ظہیر اس راہ مین جادہ دمِ ساطور ہوتا ہے

ستمہائے شوق امکانِ بشر سے دور ہے
ہے نظر اپنی وہان جو دور رس سے دور ہے

بھول جانا عہد و پیمان کا تو کچھ مشکل نہین
ہان مگر ایفائے عہد اوس ستمگر سے دور ہے

جی گیا وہ جان بلب جو جستجو مین مر گیا
مرمٹا وہ ناتوان جو اوٹھ سکے در سے دور ہے

اسے عدو بیباک محبت آزمائی ہو
کیا بھڑک اوٹھنا مری دردِ جگر سے دور ہے

آتشِ ایمن نشیمن سے ہو گو کتنی قریب
دور ہے اب تک ہماری بال و پر سے دور ہے

ہے مری گھر پر ابھی سے تیرگی چھائی ہوئی
گو ابھی شامِ شبِ ہجران سحر سے دور ہے

نامرادی ہائے بخت شوق دیکھا چاہیے
وان نظر پڑتی ہے جو حد نظر سے دور ہے

کچھ خبر اوسکی نہ اسکو اور نہ کچھ اسکی آشنی
دور ہے وہ کس جگہ اور دل جگر سے دور ہے

پارسائی اور ظہیر رند مشرب کیا کہا
خیر کی امید رکھنی اوس بشر سے دور ہے

خرامِ ناز سے کس کا گذر راہ مین ہے
کہ ایک فتنۂ محشر اوسکا راہ مین ہے

وہ ضد سے جا نہین سکتے ہین کوئی دشمن ہین
بھلا ہوا کہ ہمارا قرار راہ مین ہے

ہمین ہی خاک مین ملنے کی حسرت آتی ہے
تمہاری رخ پہ جو پڑتا غبار راہ مین ہے

اثر پذیر ہوا جذبۂ دل کہ قاصد بھی | وفور شوق سے کچھ بیتاب راہ میں آیا ہے

وہ نامرادی کہیں ظہیر نہ ہو
تڑپ رہا جو کوئی بیقرار راہ میں ہے

گردش میں دور حشر ہے تیرے خرام سے | فتنوں کو چین ہے نہ قیامت قیام سے
آتی ہی جان جسم میں مرنیکے نام سے | کیا کام یاں مسیح علیہ السلام سے
کہنے لگا ہی تیری وسی کی سی ای ندیم | آتی ہے بو ہی خون مجھی تیری کلام سے
وعدے کی شب پہ جیسے کچھ اضطراب دل | پھرتا ہوں ولولہ تھامے ہوئے گھر میں شام سے
پھر گئی ہے شرم سے الٹی نگاہ ناز | کھنچ کھنچ کے رہ گئی ہے سپر بھی نیام سے
ظالم ستم کے ساتھ تلافی بھی شرط ہے | معجز دکھا کلام سے محشر خرام سے

لو اب تو قطع رسم محبت ہوئی ظہیر
قاصد کے پانو کٹ گئی اپنی پیام سے

دم آخر بھی کس مشکل سے میرا دم نکلتا ہے | کہ دشمن تک مری جان لبوں پر ہاتھ ملتا ہے
فلک سے موت گر مانگوں تو عمر خضر ملتی ہے | یہ کج رفتار جب چلتا ہے الٹی چال چلتا ہے
ہم انکی بزم میں جاتے ہیں یا تقدیر یا قسمت | بھلا دیکھیں تو انکے مونہہ سے آخر کیا نکلتا ہے
ترقی عالم امکان میں آغاز تنزل ہے | جوانی جوش پر آتی ہے جتنا حسن ڈھلتا ہے

گذاری عمر غفلت میں ظہیر روسیہ تو نے
ارے او بیحیا اب کیا کف افسوس ملتا ہے

کیا بتاؤں کہ جز و کل میں تماشا کیا ہے | قطرہ کیا چیز ہے اور ہستی دریا کیا ہے
جلوہ کسکا ہے صور کیا ہے ہیولا کیا ہے | میں کوئی چیز ہوں تونے مجھے سمجھا کیا ہے

جلوہ گر کون ہے پردہ مین تماشا کیا ہے
آئینہ حیرت ہے کیا عکس دل آرا کیا ہے

یان ملی ہی تو ملیگی ہمین کیا وان نہ شراب
آج کی آج نبیڑ و غم فردا کیا ہے

ہم تو کہتی کہ نہ کہتی غم پنہان اپنا
تمنے پوچہا تو یہ ہوتا کہ تمنا کیا ہے

دل لگے او بچہاوے نے کچہہ اور ہی عقدے کہولے
ہے مرا حسن طبیعت مجہی سودا کیا ہے

ذرہ ذرہ سے انا الشمس کی پیدا ہی صدا
قطرہ جب قطرہ ہے پہر ہستی دریا کیا ہے

ہی نظر اور کہین جوش جنون ہی کچہہ اور
دشت و صحرا مری آنکہون مین سماتا کیا ہے

مدعا یہ ہے کہ مرجاؤن خوشی کے مارے
پوچہتے ہین کہ ترے دل مین تمنا کیا ہے

تم جہان ہو وہین پڑتی ہین نگاہین اپنی
مین بہت دور ہون تمنے مجہی سمجہا کیا ہے

بات پردے کی ہے کیونکر نہ چہپاؤن تمسے
دل ہی دل مین نہ سمجہ لو کہ تمنا کیا ہے

آج رکہنا نہ ستم کی کوئی حسرت باقی
زندگانی کا شب ہجر بہروسا کیا ہے

آج تک ناصیہ فرسای در غیر رہا ہے
اور تقدیر مین کیا جانیے لکہا کیا ہے

مجہہ کو ضد ہے دل ناشاد سے اپنے ورنہ
اے ظہیر الفت اصنام مین رکہا کیا ہے

جو دل پہ گذرتی ہے سنائی نہین جاتی
کچہہ ایسی پڑی ہے کہ اوٹہائی نہین جاتی

تم خود نہ چہپو بات چہپاتے ہو چہپاؤ
یہہ کیا ہے کہ صورت بہی دکہائی نہین جاتی

عاشق ہون طبیعت مین ہے معشوق مزاجی
یہ رنجش بیجا تو اوٹہائی نہین جاتی

عقدے مری تقدیر کی کہولے نہین کہلتے
جاتی نہین قسمت کی برائی نہین جاتی

یان دعوی تقریر ہین احباب کو کیا کیا
وان بات زبان تک بہی تو لائی نہین جاتی

کیا جانیے کیا پہونک گئی کان مین ان غیر
کچہہ ایسی لگائی کہ بجہائی نہین جاتی

ہے آپ سے بوسہ کا طلبگار ظہیر آج
کمبخت کے مونہ آگ لگائی نہین جاتی

کس قدر شوق شہادت یان گریبانگیر ہے
حلقۂ طوق گلو ہر جوہر شمشیر ہے

جسقدر آزاد ہون اوتنا ہی مین پابند ہون
الفت صحرا نوردی پانوکی زنجیر ہے

روسیاہی سے مین اپنی رستگار خلق ہون
حشر مین کافی خلائق کو مری تقصیر ہے

حشر تک چھوٹا نہ ہمسے بت پرستی کا مزہ
نامۂ اعمال کی جا یار کی تصویر ہے

کشتۂ دل سے بناتے ہین جہا مین کیمیا
ای مہوس خاکساری نسخہ اکسیر ہے

خوبرو ممتاز ہوتے ہین جہان مین ظلم سے
پرورش شمشیر ہی سے جوہر شمشیر ہے

رہ گیا فکر دہن مین دست نقاش ازل
مہر خاموشی دہن پر اب دم تقریر ہے

دیکہنا تمکو دم کشتن تو ہے میرا گناہ
دیر کرنی قتل مین کسکی کہو تقصیر ہے

مین ظہیر عصر ہون ظاہر مین گو خاموش ہون
ہر سخن اعجاز ہے جادو مری تقریر ہے

اس دوئی پر بہی او نہین دعوی یکتائی ہے
ہر گہڑی آئینہ ہے اور خود آرائی ہے

آنکہہ جمتی ہی نہین وقت تماشا ہرگز
کتنا بیتاب ترا جلوۂ رعنائی ہے

زندگی موت ہے اور موت حیات جاوید
آپ کی تیغ مین اعجاز مسیحائی ہے

ہم سے کہنچے وہ ہوے گردیدہ خدا کی قدرت
بات بگڑی ہوی تقدیر سے بن آئی ہے

آنکہہ سے محفل احباب گذر جاتی ہے
جب یہ سنتے ہین کہین انجمن آرائی ہے

زندگی ہے تو شب غم بہی گذر جائیگی
ناتوانی ہے تو امید توانائی ہے

آگیا دل کی ترنگون مین ظہیر نادان
وہ تو دیوانہ ہے تو بہی کوئی سودائی ہے

ہمین خوش نہ آئین ادائین تمہاری | رقیبون نے لی ہین بلائین تمہاری
نہ بہولینگی ہرگز ادائین تمہاری | کہین پیاری پیاری جفائین تمہاری
بہت آکے باتین بناتا ہے ناصح | اسے کیونکہ صورت دکہائین تمہاری
قیامت ہین جو جو ہین رویت سے منکر | وہ صورت یہان دیکہہ جائین تمہاری
تسلی فزا کیون نہو بیقراری | سمائی ہین دل مین ادائین تمہاری
ہماری طرح تم بہی لیلو بلائین | جو تصویر تمکو دکہائین تمہاری
یہ شوخی یہ غمزے یہ ناز و تبختر | نہ چہوڑین گی جیتا ادائین تمہاری
ہو سکار الفت کے دم بہر رہے ہین | جتانی پڑین اب جفائین تمہاری
بسر ہو گئی زندگی مرتے جیتے | ہمین راس آئین جفائین تمہاری
حیا ہو چکی شوخیان حد سے گذرین | ستم ڈہائین گی اب ادائین تمہاری
خدا کے لیے باز آو ستم سے | کہ ناصح نہ سن لے جفائین تمہاری

ظہیر اوٹھہ گیے قدردان جہان سے
غزل اب کسے ہم سنائین تمہاری

جان بلب ہون حسرت دیدار سے | زندگی ہے موت کے آزار سے
شکر ہے کچہہ ہوے وہ بیحجاب | باہر آئے پردۂ پندار سے
ہم تو جب جانین نصیحتگر تجہے | دل چہٹا دے طرۂ طرار سے
یون نہین کٹتی شب غم یون سہی | کاٹیے اپنا گلا تلوار سے
ہاے اونکے بوسۂ لب غیر لین | زہر ٹپکے لعل شکربار سے
دامن گلچین مین پڑے ہی کان کے | پہول جہڑتے ہین تری گفتار سے

مر گیا شاید ظہیر خستہ جان
ہمنشین بیٹھے ہین ماتمدار سے

کیا کہیے فصل گل مین دل بیقرار کی
خنجر ہے موج موج نسیم بہار کی

چھوٹے مصیبتون سے شب انتظار کی
یارب دراز عمر ہو روز شمار کی

باز آئیے زندگی سے کہان تک اوٹھائیے
نازک مزاجیان فلک بدشعار کی

بیچین گردش شیشہ ساعت رہی مدام
یہ خاک تھی کسی کے دل بیقرار کی

آیا جو کوی یار مین ٹھوکر لگا گیا
مٹی خراب ہے مری خاک مزار کی

تم اور بھی حجاب مین کچھ برق بن گئے
گرتی ہین بجلیان نگہ شرمسار کی

بیجا ہین سب گلے نگہ ناز کے ظہیر
نیرنگیان ہین گردش لیل و نہار کی

بتون سے بچکے چلنے پر بھی آفت آہی جاتی ہے
یہ کافر وہ قیامت ہین طبیعت آہی جاتی ہے

یہ سب کہنے کی باتین ہین ہم اونکو چھوڑ بیٹھے ہین
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے

وہ اپنی شوخیون سے کوئی ابتک باز آتے ہین
ہمیشہ کچھ نہ کچھ دل مین شرارت آہی جاتی ہے

نہ او سمجھو طعنہ دشمن پہ ایسا ہو ہی جاتا ہے
جہان اخلاص ہوتا ہے شکایت آہی جاتی ہے

بظاہر گو صفائی ہے دلونکا ہے خدا حافظ
جہان دل مین ملال آیا کدورت آہی جاتی ہے

لیا جب نام اُلفت کا بدل جاتی ہے سیرت بھی
نگاہ شرمگین مین شرارت آہی جاتی ہے

زبان معذرت سے وہ جواب شکوہ دیتے ہین
شکایت بھول جاتا ہون ندامت آہی جاتی ہے

کبھی چتون سے آن بن ہے کبھی سودا ہے گیسو کا
نصیبونکی یہ شامت ہے کہ شامت آہی جاتی ہے

ہمیشہ عہد ہوتے ہین نہین ملنے کے اب اونسے
وہ جب آکر لپٹتے ہین محبت آہی جاتی ہے

کہین آرام سے دو دن فلک رہنے نہین دیتا — ہمیشہ اک نہ اک سر پر مصیبت آہی جاتی ہے
بہت کچھ سایہ قامت سے ہم بچ بچ کے چلتے ہین — مگر با اینہمہ سر پر قیامت آہی جاتی ہے
محبت دل مین دشمن کے بھی اپنا رنگ لاتی ہے — وہ کتنے بے مروت ہون مروت آہی جاتی ہے
الٰہی کور ہوجائین آنکھین نگہہ پر بجلیان ٹوٹین — نظر مین اک نہ اک بیچین صورت آہی جاتی ہے
ادای چشم شرمگین بھی اک شیوہ ہے تمکین کا — مزاج حسن مین آخر کو نخوت آہی جاتی ہے
حساب دوستان دردل تقاضا ہے محبت کا — مثل مشہور ہے الفت سے الفت آہی جاتی ہے
کسی کی چار دن نبہتی نہین آئینہ رویون سے — یہ کتنے صاف باطن ہون کدورت آہی جاتی ہے
کئی دن سے ہے دم آنکھون مین اور یہ جوش شکوہ ہے — کہ اتنی ناتوانی پر بھی طاقت آہی جاتی ہے

ظہیر خستہ جان شب سو رہا کچھ کہا کی سنتے ہین
تعجب کیا ہے انسان کو حمیت آہی جاتی ہے

اجل کو جل آئی یہان آتے آتے — ہمین مر گئے لب پہ جان آتے آتے
ہوی مجھسے کیون بدگمان آتے آتے — چلے تم کہان سے کہان آتے آتے
شب وصل مرنا ہی اچھا ہوا کچھ — گلے رہ گئے تا زبان آتے آتے
ہجوم قلق دل مین اتنا تو دم لے — کہ آئیگی لب تک فغان آتے آتے
نگہہ پھر گئی کچھ ستم کرتے کرتے — حیا آگئی شوخیان آتے آتے
نہین جای دل مین ہجوم قلق سے — بہت پھر گئے میہمان آتے آتے
تمہارے تبسم نے اتنا رولایا — کہ دم رک گیا ہچکیان آتے آتے
یہی خیر گذری کہ رک رک گئی ہے — زبان کھلتے کھلتے فغان آتے آتے
ہمین درگذر کر گئے کہتے کہتے — سخن رہ گئے درمیان آتے آتے

یہان دم کے جانے مین وقفہ نہین ہے / تم آؤ گے ای مہربان آتے آتے

ظہیر آج دعوی ہے جنکو سخن کا
او نہین آئیگی یہہ زبان آتی آتی

الٰہی خیر کیجیو موسم گل ہین مرے دل کی / جگر پر تیر لگتے ہین صدائے شنکر عنادل کی

لگا دو ہاتھ بھر کر تیغ کا ہان دیکھتے کیا ہو / اگر دیکھو تو پوری سیر دیکھو رقص بسمل کی

مگر دست جنون مین بہی ہے دامن ناقۂ لیلی / کہ پہرتی دیدۂ مجنون مین ہے تصویر محمل کی

پڑی لینے کے دینے اور الٹی خونبہا کیسا / دیت دینی پڑیگی بخشش بازوی قاتل کی

ضرر کیا صحبت ناجنس سے صافی نہادونکو / نہین جمتی رخ دریا پہ اوڑکر گرد ساحل کی

یہان پہلی ہی خوف معصیت نی پانو توڑی ہین / تہکا دیتی ہی چلنے سی زیادہ فکر منزل کی

نہو غول بیابان تربیت سی خضر کی نشان / ہوی ناقص بہی ہین کامل کہین صحبت سے کامل کی

شکست آبلہ پا تک جرس ہی راہ الفت مین / خبر دیتی ہے آواز درا رہرو کو منزل کی

پیام موت ہے اظہار حال زار مردون کو / حصول آرزو ہی آبرو ریزی ہی سائل کی

مری مشکل سی اکثر مشکلین آسان ہوتی ہین / قسم کہاتے ہین دشمن وقت مشکل میری مشکل کی

بہت آشفتہ پاتی ہین ظہیر خستہ جان تمکو
گہلے جاتے ہو کیون اتنا خدارا کچھ کہو دلکی

شکن شکن ترے گیسو کی جان نثار مین ہے / یہ پیچ و تاب وہی دل کے اضطرار مین ہے

لبون پہ جان ہے دم چشم انتظار مین ہے / نفس نفس شب غم کا مرے شمار مین ہے

کسی سے جنبش دامن کی شکوہ سنجی کیا / مرے نصیب کی گردش مری غبار مین ہے

یہ اضطراب تو خالی نہین تکلف سے / ترا کرشمہ کوئی جان بیقرار مین ہے

جنون نے کیا مری رگ رگ مین بھر دیا سیماب
کوی طپش سی طپش جان بیقرار مین ہے
بنی ہے سب مرے دلکی شکستگی کے لیے
شکن شکن جو تری زلف تابدار مین ہے

بیان ہین ہین جو پریشانیان معاف ظہیر
سخن کی فکر کے دل تو انتشار مین ہے

خشم آلودہ نظر دیکھہ کے جان سوکھہ گئی
شکوے لب تک بھی نہ آیے کہ زبان سوکھہ گئی
پند بیہودہ مین ہوتا ہی کہین رنگ قبول
بکتے بکتے مرے ناصح کی زبان سوکھہ گئی
اُف رے سوز غم تفسیدہ جگر کی تاثیر
کہ پیامی کی زبان وقت بیان سوکھہ گئی
موج گل موج طرب موج صبا موج شراب
یک قلم موج خوش بحر جہان سوکھہ گئی

کیا غزل حضرت نواب نے لکھی ہے ظہیر
کہ حریفان سخندان کی زبان سوکھہ گئی

شکایت کیا وفا کی یا جفا کی
اگر کچھہ بھی نہ کی تمنے تو کیا کی
مزے لیتا رہا آئینہ رخ کے
مری حیرت مری موںہہ کو تکا کی
وہ میرے بعد کشتن ہین پشیمان
طبیعت مین تو ہے عادت جفا کی
وفا پر التجا ہے جفا کی
بتو یہہ بے نیازی ہی خدا کی
رہین وہ شرم سے نیچی نگاہین
شرارت چٹکیان دل مین لیا کی
ہوی رنجش فزون جتنا بڑھا ربط
محبت کم ہوی جتنی بڑھا کی
خدا شرمایے اتنی بے حجابی
عدو کی شرم سے مجہسے حیا کی
لہو آنکھون سے ہی برسون رولایا
غضب ہین شوخیان رنگ حنا کی
ظہیر ایسے پڑھو دو چار اشعار
صدا ہو ہر طرف سے مرحبا کی

ہوا ہی وصل سے رنجش بڑہا کی / اثر اولٹے ہوے چلتی دعا کی
عدو کی تو سہی قدرت خدا کی / ستمگر وا ملتی ہے جفا کی
خدا کی بے نیازی کے تصدق / کہ ہمنے ان بتون کی التجا کی
رہے تمکین سے وہ برگانہ تمثال / نگاہِ ناز گھر و لمین کیا کی
کھلین گے رفتہ رفتہ دل کے عقدے / وہ کہولین تو گرہ بند قبا کی
خموشی سے مرے دم پر بنا دی / گذر کر شوخیون سی کچھہ حیا کی
ستم کی حسرتین نکلین شبِ وصل / غضب چہریان چلین ناز و ادا کی
مرے اثبات دعوی پر ہے شاہد / بلائین لون عدو کے نقش پا کی
شبِ وصل عدو لیتے ہین بدلے / سحر تک زندگی ہے گر وفا کی
شبِ غم کے ستم کی داد معلوم / کہ حسرت ہو مجھے روزِ جزا کی

سنی کچھہ داستانِ درد آلود
ظہیرِ خستہ و آتش نوا کی

کیون کسی سے وفا کرے کوئی / خوب برے ہون تو کیا کرے کوئی
جان دینے پہ جان دیتا ہون / ایسے جینے کو کیا کرے کوئی
نامہ بر کی زبان سے ڈرتا ہون / کچھہ نہ پوچھے خدا کرے کوئی
دیکھتا ہون جہانکو اپنا سا / ایک ہو تو وفا کرے کوئی
لطف جب آے شکوہ سنجی کا / ہم کہین اور سنا کرے کوئی
دل پہ گر اختیار اپنا ہو / خاک مین کیون ملا کرے کوئی
مجھسی وحشی کی چارہ فرمائی / آپ اپنی دوا کرے کوئی

حاصلِ مدعاے دل معلوم — کیون کہین التجا کرے کوئی
مجھسے بڑھکر رقیب بدظن ہے — دل مین کس کس کے جا کرے کوئی
صبر ہے مایۂ گرانجانی — مر نہ جاے تو کیا کرے کوئی
موت کا نام ہے بیوفائی ہے — ہاے کبتک وفا کرے کوئی
مل گیا ہون ترتی کدورت مین — کیا ترے دلمین جا کرے کوئی

یان دمِ تیغ پر ہے راہ ظہیر
لبِ شکوہ نہ وا کرے کوئی

آج ہم قصۂ جانسوز سُنا کر اوٹھے — شمع سان بزم مین اونکو بہی رُلا کر اوٹھے
اونکو حالِ دلِ پرسوز سُنا کر اوٹھے — اور دو چار کے گہر آگ لگا کر اوٹھے
خاک مین پیکرِ ہستی کو ملا کر اوٹھے — خوب کوچے کی تری خاک اوڑا کر اوٹھے
تمنے پہلو مین مرے بیٹھکے آفت ڈہائی — اور اوٹھے بہی تو اک حشر اوٹھا کر اوٹھے
اوس جفا جو سے کیے شعلہ مزاجی کے گلے — اور دلسوز مری مجہہ کو جلا کر اوٹھے
قلقِ مرگ عدو اون سے سوا مجھکو ہے — شمع سان بزم سے وہ اشک بہا کر اوٹھے
وعدۂ وصل سے ہی نعش پہ آنیکی اُمید — مژدۂ قتل مرا مجہہ کو سنا کر اوٹھے
مونہہ چھپا نہین تو ہے شرم و حیا کا پردہ — ہان مگر دل بہی نگہہ تہا کہ چورا کر اوٹھے
تو وہ دل سخت نہین سنگ کو جس سے نسبت — ہم وہ خستہ کہ ترے دلکو ہلا کر اوٹھے
گر نہو مونس جان ذوقِ تصور تیرا — درد کیا کیا نہ مرے دلکو ستا کر اوٹھے

آج آئے تھے گہڑی بہر کو ظہیر ناکام
آپ ہی روئے ہمین ساتہہ رُلا کر اوٹھے

آج قدرِ جانفشانی دیکهہ لی
بندہ پرور قدردانی دیکهہ لی

سب اُو نہین کیسی ہین کہتی اہلِ حشر
کیا اداۓ دلستانی دیکهہ لی

سحر جو سر چڑھہ کی بولے ہی وہ سحر
غیر کی جادو بیانی دیکهہ لی

جا کے پھر آتی نہین تیری بہار
فصل تیری ای جوانی دیکهہ لی

سُن لیے دشمن کی موںنہہ سے وصفِ جور
سب تمہاری بدگمانی دیکهہ لی

ہین زبان پر تلخکامی کے مزے
لذتِ دنیاے فانی دیکهہ لی

ملتی جلتی ہے تری رفتار سے
تیغ و خنجر کی روانی دیکهہ لی

سچ تو یون ہے تم ہو اک مٹھی چھری
دیکهہ لی شیرین بیانی دیکهہ لی

خوش ہوے تو مل گئین دو گالیان
انتہاۓ مہربانی دیکهہ لی

داغ جو دل پر دیے موجود ہین
آپ نے اپنی نشانی دیکهہ لی

آنکهہ سے کیا کچهہ نہ دیکھا ای ظہیر
شیب دیکھا نوجوانی دیکهہ لی

گلشن مین اسیری کے مزے یاد کرینگے
آزادِ قفس شکوۂ صیاد کرینگے

کوچہ مین ترے بیٹھہ کے فریاد کرینگے
بدنام تجھے بھی ستم ایجاد کرینگے

بھولے ہوے بیٹھے ہین ابھی اپنی جفائین
جب یاد کرینگے تو ہمین یاد کرینگے

تم نے تو دلِ غیر مین گھر اپنا بنایا
ہم بھی کبھی ویرانے کو آباد کرینگے

خوش ہونگے تو ملجائینگی ہان گالیان دو چار
کیا اسکے سوا اور وہ ارشاد کرینگے

کرتے تو گلے رنج کے مٹتے ہی نہ کرتے
اللہ سے کیا شکوۂ بیداد کرینگے

مٹی مجھے دینے کو وہ آے ہین پسِ مرگ
اب اور بھی مٹی مری برباد کرینگے

لو روز جزا بھی نہ ملی داد ہماری
اے داور محشر تجھے کیا یاد کرینگے

گلشن کا مرقع ہے ظہیر اپنی غزل بھی
تحسین تری مانی و بہزاد کرینگے

بھولے ہوے افسانۂ دل یاد کرینگے
اوجڑی ہوی بستی کو پھر آباد کرینگے

جب وہ ستم نو کوئی ایجاد کرینگے
یہہ یاد رہے پہلے مجھے یاد کرینگے

بھولے سے بھی کرتے نہ دعا مرگ عدو کی
گر جانتے وہ نالۂ و فریاد کرینگے

لکھا ہے رقیبون نے اونہین خط غلامی
کس بندۂ بیدام کو آزاد کرینگے

اس مرگ خوش انجام کی ہم کو نہ خبر تھی
وہ نعش پہ یون نالۂ و فریاد کرینگے

جب لطف ستم تھا کہ رقیبون پہ نہ ہوتا
کیا خاک جفا کر کے مجھے شاد کرینگے

دھمکی ہے ڈراوا ہے بناوٹ کی ہین باتین
ہم اور خدا سے تری فریاد کرینگے

دل چھیننے کے ڈھنگ ہین الطاف کے وعدے
یہہ کیون نہین کہتے ہو کہ بیداد کرینگے

ہنگامہ سہی حشر مین کوئی تو سنے گا
ایک ایک سے کافر تری فریاد کرینگے

کہتی ہین تری نرگس مسکون کے اشارے
تاراج کرینگے تجھے برباد کرینگے

کچھہ قدر ظہیر اپنی نہ کی اہل جہان نے
جا کر عدم آباد مین کیا یاد کرینگے

الفت ہے مری خواہش دیدار کسی کی
شہرت ہے مری گرمی بازار کسی کی

سر سبز ہو کیا بزم مین گفتار کسی کی
بیٹھی ہین پڑہا ہے ہوے اغیار کسی کی

تو بہ کے دہوئین اوڑتے ہین تقویکے پرخچے
کس تاک مین ہے نرگس مئےخوار کسی کی

کیا گرم ہے کیا تیز ہے بازار قضا کا
کیا قہر ہے کیا شوخ ہے رفتار کسیکی

لڑتے ہین وہ ہستی مین یہ کافر نہین لڑتے
کیا نرگس بدمست ہے ہشیار کسی کی

کہلتے ہین کہین محو تماشاے حقیقت
کہتے ہین کہین محرم اسرار کسی کی

ممکن ہی نہین گرکے سنبہل جاین ہوسکا
لڑتی ہی نہین چشم فسونکار کسی کی

سہتے رہین ظلم آہ بہی کر جائیگی تاثیر
سو بار کسی کی ہے تو یکبار کسیکی

مستان مے عشق کسی کی نہین سنتے
سنتے ہین تو کہتے نہین زنہار کسی کی

دیکہو تو ظہیر جگر افگار نہو وہ
ہے دیرسے فریاد عزادار کسیکی

واعظ جو ازمے مین تجہے کیا کلام ہے
آب عنب ہے جام مین شیشہ کا جام ہے

دل مین یہی جو نالۂ گردون خرام ہے
اک روز ترک چرخ کی ترکی تمام ہے

پامال ہوگیا کوئی تمکو خبر بہی ہے
یہ کوئی چال ڈہال ہے کوئی خرام ہے

کہتا ہے موںہہ اوٹہاکے جو آئی زبان پہ
کمبخت پندگو بہی بڑا بدلگام ہے

واعظ ہے کس کتاب مین دلتوڑنا روا
حضرت یہی ہے زہد تو اپنا سلام ہے

تہا دور ہی سے بوسہ بہ پیغام آجتک
ہان اب پیام وصل اجل کا پیام ہے

قاضی یہی لوٹ جاے جو ملجائے مفت کی
زاہد کسی تمیز حلال وحرام ہے

کہتے ہین سنکے غیر کی بے التفاتیان
ابتو وفا مین اوسکی ہمین بہی کلام ہے

کہتے ہین کہکے جان سے پیچہے بلا لگائین
ہم کیون کہین ظہیر ہمارا غلام ہے

جو کچہہ کہ حال ہے یہی کچہہ عرض حال ہے
تم جانتے نہین میری صورت سوال ہے

یونہین نبہے عدو سے ہمیشہ محال ہے
جسکو کمال ہے اوسے اک دن زوال ہے

آزردگی کا دن کے نہایت خیال ہے
اپنے گلون سے آپ مجھی انفعال ہے

بشرہ سے سب عیان ہی نہان جو ملال ہے
بسکہ کیا لطافت حسن و جمال ہے

دل بیچتے ہین لیجیے قیمت وصال ہے
سودا گران ہے مول کا بننا محال ہے

وعدے ہین جانفزا غم ہجران ہی جان گسل
مرنا محال ہے مجھے جینا محال ہے

ناصح نے پی نہ مے نہ دیا ہے کسی کو دل
بیچارہ سادہ لوح فرشتہ خصال ہے

بیصرفہ رنجشین ہین بلا وجہ غیظ و خشم
کیا جانین آج کل وہ نہین کسکا خیال ہے

کہتے ہین وہ کہ پاس وفا بھی اوٹھا دیا
سجدے سے کسکے نقش قدم پایمال ہے

تم التجاے وصل پہ دیتے ہو گالیان
اچھی تمہاری رسم جواب و سوال ہے

مانگی دعاے مرگ ہے تم کیون خفا ہو
بسکہ تو دو نہین کیا احتمال ہے

مجبور آپ شرم سے ہم دل کے ہاتھ سے
الفت مین آپ کا بھی ہمارا سا حال ہے

واعظ پیون شراب کہ گذرا مہ صیام
مُردار تین روز مین ہوتا حلال ہے

ہوگی کسی کو ہجر مین جینے کی آرزو
ہمکو تو زندگانیِ ہجران وبال ہے

صرفہ نگاہ کا ہے نہین ہمکو دل عزیز
آتا ہے اپنے اپنے کا سبکو خیال ہے

کہتے ہین وہ کہ جان کو پہر روگ کیون لگائین
ہم کیون ملین کسی سے کہان کا وبال ہے

ہوتا ہے سبکو چاہنے والون سے احتراز
تم مہربان ہو غیر پہ ہان یہ کمال ہے

بے اعتباریون سے نہین اعتبار وصل
ابتک یہ جانتا ہون کہ خواب و خیال ہے

دل مایۂ بساط ہے اور تم ہو راہزن
کیون مفت دین تمہین کوئی چوری کا مال ہے

وہ ہین تنکمزاج تو ہوسنے دو اے ظہیر
بیہودہ رنجشون سے ہمین بھی ملال ہے

خیر ساقی کی رہے آج تو تو چل آیے
رحمت حق ہے سیہ مست ہین بادل آیے

توہی کہدے کہ تہ خاک کسی کل آیے
نعش پر تو جو پشیمان سر مقتل آیے

اونکا وعدہ بہی غنیمت ہی تسلی کے لیے
اور آنے کو تو آج آیے نہ وہ کل آیے

مرنیوالے تو اس انداز پہ مرجاینگے
کہینچکر تیغ اگر تم سر مقتل آیے

حشر تک وعدہ وفا ہو تو ہمارا ذمہ
آج آیا وہ نہین سمجھو وہ اگر کل آیے

مجلس وعظ مین زہاد سوا کوئی نہین
چاہیے تہا کوئی مطرب کوئی بوتل آیے

دردسر ہو جنہین عاشق سی لگانا دل کا
وہ ضرور آج لگانے مرے صندل آیے

ہاے نیرنگی الفت کے نشیب اور فراز
تجہسا نازک سر بالین مرے پیدل آیے

سجدہ وامین پہ نہین حصر تجسس ہی شرط
ایسے ایسے تو بہت راہ مین جنگل آیے

منت اپنی وہ شب وعدہ نہ بہولونگا ظہیر
اور کہنا کسی مغرور کا تو چل آیے

ستم دیکھے الم دیکھے وفا کی بیوفا ٹھہرے
پڑین پہر وفا پر یا وفا ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تری کوچے مین کیا مونہہ ہی کوئی جاکر ذرا ٹھہرے
اگر ٹھہری تو فتنہ بہی کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

ہوے بدنام ہم الفت مین دشمن آشنا ٹھہرے
گنہگارون مین ہم ٹھہری ہین مجرم بیخطا ٹھہرے

ابہی آئی ابہی جاتے ہو تم کوئی ہوا ٹھہرے
ذرا دم لو کرو کچہ بات مجہسے دل مرا ٹھہرے

برے ہین خلق مین بدنام اور بدپیشہ اچہی ہین
چرایا دل نگہہ نے راہزن دزد حنا ٹھہرے

شکایت ہے نہ ملنے کی گلہ ہین رشک دشمن کے
نہ ٹھہرے آدمی ہم تو دل بے مدعا ٹھہرے

صلاحین غیر سے ہوتی تو ہین لیکن تماشا ہو
کہ وان جو مشورہ ٹھہرے ہمارا مدعا ٹھہرے

بہانہ ڈہونڈہتی تہی دلمین وہ یان تک نہ آنیکا
رکے اولٹے پہرے تہم تہم کے آئی جا بجا ٹھہرے

کسی کا مونہہ ہی کہہ سکتا ہی کوئی بیوفا تمکو
کہ جتنے بیوفا ٹھہرے تمہارے آشنا ٹھہرے

بھلا یہ کب گیے عرش برین تک اور کب پہونچے
کہ نالے لب تک آئے نہین ہین یارب جا بجا ٹھہرے

نہین چلتی ہی کچھ پیری کسی کی اوسکے کوچے مین
بڑا چلتا ہوا سمجھو اگر دم بھر صبا ٹھہرے

کسی کی شوخیان لکھنی دین تو کچھ حال ہو لکھون
نہ ہاتون مین قلم ٹھہرے نہ دل مین مدعا ٹھہرے

بری ہو یہ کہ اونکی بزم سے ہر دم نکلتے ہین
الٰہی ہم کسی دشمن کے دل کا مدعا ٹھہرے

اوٹھائین ہم ستم اور اوسکو تسلیم و رضا سمجھین
تغافل تم کرو دانستہ اور شرم و حیا ٹھہرے

کہین کیون داد محشر سے اور کیون جائین محشر مین
یہین ہو فیصلہ باہم یہین روز جزا ٹھہرے

ابھی کسکو بھروسا ہے ملیگی داد محشر مین
خدا جانے کہ وان بھی فیصلہ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نکل جائینگے دل سے مدعی ہرگز نہ ٹھہرینگے
اگر ٹھہرے تو کوئی دن ہمارا مدعا ٹھہرے

چلو میخانے مین دیکھو تماشا ہو کیا تقوے سے
ظہیر بادہ پیما تم کہان کے پارسا ٹھہرے

ی

صفا ہو جاؤ دل سے آرزو دلکی بہم نکلے
کوئی بدنام کیون ہو اور کسی کا کیون بھرم نکلے

خلش مٹجائے ہر دم کی اگر سینہ سے دم نکلے
کہ دم نکلے تو دم کے ساتھہ غم نکلے الم نکلے

ترے کوچے کی جانب جھانکتے ہر ہر قدم نکلے
نہ نکلیگا کوئی اس بیکسی سے جیسے ہم نکلے

یہ انداز محبت تو غضب نکلے ستم نکلے
وہی رشک مسیحا ہو اوسی کافر پہ دم نکلے

چلے تھے گھر عدو کے مینے جب ٹوکا تو یہ بولے
کہ تیری جستجو مین ہم ترے سر کی قسم نکلے

مروت مین محبت مین گلی کوچون مین مقتل مین
تمہین کہدو کہین یہ مدعی ثابت قدم نکلے

ہزارون کاوشین ہی چارہ گر دلکی بدولت ہین
یہ سب کاوشین نکلجائین جو یہ خار الم نکلے

غلط ہے سادہ رو کہتے ہین تجھکو ہم تو جب جانین
تری تیوری سے بل نکلین تری ابرو سے خم نکلے

جو سچ پوچھو تو درد و غم ہی اپنی زندگانی تھے
کہ دم نکلا تو دم کے ساتھ یہ دونو بہم نکلے

جنون سے کرے ڈھنگ بھی کچھ شوخ نہین ملتے جلتے ہین
نہ وہ ہمسے سوا نکلے نہ ہم کچھ اونسے کم نکلے

نگاہین کسکی پھرتی ہین وفا سے کون پھرتا ہے
یہ کیسے باوفا آخر کو تم نکلے کہ ہم نکلے

سمجھ لو دل ہی دل مین تم وفا میری جفا اپنی
حساب دوستان در دل اگر کچھ بیش و کم نکلے

بہت یادون کا بہت تہا او ستمگر شکوہ لکھنے
زبان خامہ سے بیساختہ سب یکقلم نکلے

نہ میکش تھے نہ ساقی تہا فقط حضرت ہی حضرت تھے
الہی شکر میخانہ سے واعظ کے قدم نکلے

نہوگا نقش پا یک مدعی کا کوی الفت مین
ہمارے ہاتھ کٹواوے اگر ثابت قدم نکلے

دل شوریدۂ الفت نے کیا فتنے اوٹہائی ہین
یہ کافر بس مین ہو تو کیون کسی کافر پہ دم نکلے

ظہیر بادہ کش جاتے تو ہین ہمراہ زاہد کے
فرو ہوا اصل مین کعبہ بھی گر بیت الصنم نکلے

۲

رشک سے کہ غم شب ہجران کی ستم بھول گیے
اک ترے ملتے ہی دنیا کے الم بھول گیے

جھوٹے وعدون پہ ترے جور و ستم بھول گیے
رنج جتنے تھے خوشی مین شب غم بھول گیے

یاد تہا صبح سے وعدہ تو نہین یان آنے کا
گھر سے چلتے ہی مگر چار قدم بھول گیے

قصۂ درد و الم خط مین کیا سب تحریر
بات لکھنے کی مگر وقت رقم بھول گیے

اب جو دل دینگے تمہین بھی تو سمجھکر دینگے
تم ہمین بھول گیے کیا تمہین ہم بھول گیے

سچ تو یہ ہے ترے ملنے نے بھلایا سب کچھ
جتنے شکوے تھے تری سر کی قسم بھول گیے

نہ لکھا اپنے مقدر مین کہین حرف وصال
ایک تم کیا کہ ہمین لوح و قلم بھول گیے

دینے والے بھی کہین ہمسے نہ دیکھے ہونگے
ہاتھ سے دیکے تمہین دل ہی رقم بھول گیے

وہ مے ہوش ربا دی ہین ساقی نے ظہیر
جسکو پیتے ہی رہ دیر و حرم بھول گیے

رنج سہہ سہہ کے ہوی صبر کی عادت کیسی
بیقراری سے ملی ہے مجھی راحت کیسی

اونکے آتی ہی بدل جاتی ہے صوت کیسی
باندھ لی مجھسے طبیعت نے عداوت کیسی

اپنے مدفن کو تو کافی ہے ترے دل کا غبار
عار ہے گور گڑھے سے ہمین تربت کیسی

مرنیوالے تو کسی آن پہ مرجاتے ہین
ہم تو انداز پہ قربان ہین صوت کیسی

پہر نہ کہنا کہ نہین تیرے جنون مین تاثیر
اپنے سایہ سے جھجکتے ہو یہ وحشت کیسی

دیکھہ تو زاہد کمبخت حسینون کے جمال
حسن کیسا ہے ادا کیا ہے نزاکت کیسی

صاف صاف ابتو سر بزم چراتے ہو نگاہ
آگئی غیر کی صحبت مین خیانت کیسی

اسکے گردش مین بہی دن غیر کی پہر جاتی ہین
مجھسے برگشتہ ہے یارب مری قسمت کیسی

مجھسے کہتے ہین وہ ہیچ کہہ تجہے میری سوگند
میرے اللہ نے دی ہے مجھے صوت کیسی

آبرو کو ابہی روتے ہین نصیحت فرما
پڑ گیے جان کے لالے ہمین عزت کیسی

اوسنے کیا لطف و مروت کی توقع ہی ظہیر
بات پوری نہین کرتے وہ عنایت کیسی

ہوگئی جان کو آزار محبت کیسی
بنگئی اے مرے اللہ مصیبت کیسی

اور تو اور الہی یہہ قیامت کیسی
دل نے توڑی ہے مری جان کو آفت کیسی

ہای بن بن کے بگڑنے لگی قسمت کیسی
ڈال دی بیچمین لوگون نے عداوت کیسی

چلبلی سی کوئی صورت جو نظر آتی ہے
آہی جاتی ہے یہ کمبخت طبیعت کیسی

اونکی تحریر بہی آتی نہین آنا کیسا
دستخط تک بہی دکہاتی نہین صوت کیسی

دل تو کہتا ہے نہ دیکھون کبہی صورت اونکی
آڑے آجاتی ہے کمبخت مروت کیسی

کچہہ تو دیکہا ہے کہ پہر پہر کے یہین آتی ہے
ہل گئی ہے مری گہر مین شب فرقت کیسی

شکوہ غیر مین کیا تلخ ہوا لطف وصال
طیش مین عیش کہان رنج مین راحت کیسی

دست نازک مین سنبہلتا نہین خنجر ہے ہے
مانع کشتن عاشق ہے نزاکت کیسی

صدمہ ہای شب ہجران کو کہانتک روؤن
نہ گئی جان کے پیچہے شب فرقت کیسی

بات تک جو نہین سنتا وہ سنیگا فریاد
گفتگو شکر جفا مین ہے شکایت کیسی

ادہ گیا کیا غم ہجران سے تنگ آکے ظہیر
جہانکتی پہرتی ہے گہر گہر شب فرقت کیسی

لطف سخنوری ہے سخنور کے سامنے
رکہ دیجے آئینہ کو سکندر کے سامنے

بے سود ہین گلے بت کافر کے سامنے
کیا خاک سر کو پہوڑیے پتہر کے سامنے

بے جوہری کو ناز ہین جوہر کے سامنے
چلتا نہین کمال مقدر کے سامنے

پہونچے ہین گام گام پہ کیا کیا کہا ٹہوکرین
آئے ہین جان بیچکے مر کے سامنے

شوخی نئی ادا کی ہے اعراض ہے نیا
بستر لگائے بیٹہے ہین بستر کے سامنے

کچہہ کہیل سا ہنسی ہے تماشا ہے آئینہ
اپنے مقابلے مین برابر کے سامنے

ای شمع دل جلون کے مقابل کہان چلی
جوہر کی عرض صاحب جوہر کے سامنے

سر باز کوئی ملتے ہین جو کچہہ سے بنے
تلوار کے ہین سامنے خنجر کے سامنے

آئینہ بن گیا ہے تمہارے بناؤ سے
دیکہو تو زنگ کہہ کے روی سکندر کے سامنے

تقدیر کے لکہا ہوا سے نہ جائینگے
تدبیر جہینپتی ہے مقدر کے سامنے

مشہور جیب کی جو بادہ پرستی تو کیا مزہ
شرب لیہو جو چاہیے کوثر کے سامنے

دنیا کی سیر مین تو نہ ایسے گئے ہم ظہیر
یاد رہو گرد کہائیے کچہہ کر کے سامنے

درد کی لہین جو رہ رہ کے چمک اٹھتی ہے
یہ کوئی چوٹ کبھی کی ہے کسک اٹھتی ہے

کوئی دیوانہ ہے ناصح بھی کہ سودائی ہے
وہی کمبخت کو رہ رہ کے لٹک اٹھتی ہے

ہے مگر جذبۂ محبت کے لیے ظرف بھی شرط
یہ وہ مے ہے کہ جو ساغر سے چھلک اٹھتی ہے

اس نزاکت کے مین قربان عداوت کے نثار
دل مین پنہان جو کدورت ہے جھلک اٹھتی ہے

نہین رہتی ہے نہان بوی محبت دل مین
یہ وہ نکہت ہے کہ غنچہ سے مہک اٹھتی ہے

یہ خدا جانے بھری آہ مین کب کی بجلی
دل کی پھوڑی ہین جو رہ رہ کے لپک اٹھتی ہے

دیکھین کیا گل ہے کھلاتی تری دامن کی ہوا
آتش دل اسی پنکھے سے بھڑک اٹھتی ہے

لطف تو لطف تری ضد بھی ہے پیاری پیاری
کہ طبیعت تری نازون پہ پھڑک اٹھتی ہے

رم ہے کس درجہ طبیعت مین الٰہی توبہ
اونکی تصویر بھی سایہ سے جھجک اٹھتی ہے

کج ادائی سے بس اب تاب کہان ہے دل مین
سٹھر کے بات ذراسی بھی کھٹک اٹھتی ہے

ہے ظہیر اس پہ عمل کل جدید ہے لذیذ
تازہ مضمون پہ طبیعت بھی اچک اٹھتی ہے

وای دہلی وہ سب شوکت و شان دہلی
لامکان بن گیے چن چن کے مکان دہلی

ای فلک اپنے گریبان مین مونہہ ڈال ذرا
ہائی یہ ظلم و ستم اور کسان دہلی

زمزمے بھول گیے نغمہ طرازان چمن
ہے ہر اک نوحہ گر و مرثیہ خوان دہلی

رہ گئے کہنے کو کچھ ہین فسانے باقی
اب نہ دہلی ہی رہی اور نہ زبان دہلی

فلک پیر نے مٹی مین ملایا سب کو
پھرتے ہین خاک بسر پیر و جوان دہلی

تھے نیے رنگ نیے ڈھنگ نئی گفت و شنید
تھا زمانے سے نرالا ہی جہان دہلی

دلربا مہرلقا دشمن دین ماہ جبین
تھے قیامت ہی طرحدار بتان دہلی

ہائے یون سامنے پیوندِ زمین ہون اے چرخ
شوخ و بدمست و طرحدار بتانِ دہلی

دیکھنا سانحۂ ایام کی کجداری و مریز
خاک میخانہ بنے بادہ کشانِ دہلی

چرخ بدبین یہ غضب ہی نہ او نہین دیکھ سکا
چند اشخاص جو باقی تھے نشانِ دہلی

کیون نہ پامال ہو مردہ ہے بدستِ زندہ
جسم دوزخ مین ہے فردوس مین جانِ دہلی

خوش متاعی سرِ بازار ہے عرضِ بازار
جوہرِ فرد ہی کل جنس دکانِ دہلی

بولتے ہین جسے اُردوی معلی احباب
ایہا الناس ہے وہ خاص زبانِ دہلی

خاطرِ حضرتِ آزردہ نے مجبور کیا
ہم کہان اور کہان حسن بیانِ دہلی

رات دن گریہ ہے اور سنگ ہی اور سینہ ہی
اور ظہیرِ جگر افگار و بیانِ دہلی

ناصح تری سوگند جو وصل اوس سے ٹھہر جائے
ہاتھون سے نہ دل جائے نہ قابو سے جگر جائے

جائینگے پھرے زندہ ہم اسد کے گھر سے
گر آج کی شب خیر سے تا صبح گذر جائے

ہین کعبہ و بتخانہ یہ شیخ و برہمن
جو طالبِ جلوہ ہو الٰہی وہ کدھر جائے

جانا تو مسلم مگر اتنا تو کہو صبر
سینے مین ذرا یہ دلِ بیتاب ٹھہر جائے

کیا پوچھتے ہو مجھسے شبِ غم کے فسانے
ڈرتا ہون شبِ وصل نہ باتون مین گذر جائے

دیوانے ترے اور ترے گھر کے در و دیوار
سر پھوڑنے کو کوئی کہان جائے کدھر جائے

دل مین تری جای نہ ہوتی ہے زمین شوق
جائے تو ظہیرِ جگر افگار کدھر جائے

واقف تھی ڈھنگ سی نہ جہان خراب کے
ہم آئیے اس سراب پہ دھوکے مین آب کے

کرتا ہون کام خیر کے بدلے عذاب کے
کچھ سوجھتا نہین ہے نشے مین شباب کے

بحر جہان مین خاک ہو سیراب تشنہ کام
اولٹے ہوے ہین پہلے ہی ہاتھ حباب کے

سربستہ ہے طلسم ہم آغوشی رقیب
عقدے کہلینگے بند کہلے گر نقاب کے

واعظ نعیم خلد کو اپنا سلام ہے
یہ سب کہانیان ہین فسانے ہین خواب کے

یارب وصال یار کی امید خاک ہو
قاصد کو تو فرشتے ہین سوال وجواب کے

مکتوب خود ہی ہاتھ سے قاصد کو اوڑ گیا
مضمون جو شوق وصل مین تہے مضطراب کے

جاتا ہے اوٹھ کے بزم سے لو یہ گناہگار
رہنے دو دل کی دل مین ارادے عتاب کے

تیری تو گفتگو یہ نہین ہے پیامبر
یہ ہاتھکنڈے ہین اوس بت حاضر جواب کے

واعظ حقیقت می و میخانہ اور ہے
کیفیتون مین جو ہین کہیتی شراب کے

اوٹھو چلو نہ میکدے سے اوٹھو کہین ظہیر
بس دیکھیے دعوی تقوی جناب کے

اد آیے جو اوس زلف گرہ گیر کے بوسے
کیا کیا نہ لیے قید مین زنجیر کے بوسے

ٹکڑے ہین اب دلکے کلیجے کے ہزارون
وہ بوسۂ لب تہے لب شمشیر کے بوسے

قربان ہون اوس لب کے کہ جس لب سے کبھی تو
ملجائین گے تجھکو تری تقدیر کے بوسے

تم بیخودی شوق پہ آزردہ ہوے کیون
اب دل سے نکالو مرا دل چیر کے بوسے

تو اور لب شیرین سے ترے وصل کے اقرار
لون بوسۂ لب یا تری تقریر کے بوسے

لکہتے ہین سر نامہ سے مجھے یار وفادار
قاصد کے قدم لیجیے تحریر کے بوسے

آگے مرے آیا مری تقدیر کا لکہا
لیجے قلم کاتب تقدیر کے بوسے

کسکے لب شیرین کی ثنا تہی کہ لیے ہین
خود میرے دہن نے مری تقریر کے بوسے

آئینہ تو آئینہ کہ خود دیکھ کے صورت
وہ آپہی لینے لگے تصویر کے بوسے

مین پاس ادب سے جو نہ تڑپا دمِ بسمل　　قاتل نے لیے خود دمِ شمشیر کے بوسے
کیا ناوکِ دلدوز لگا ہے ترے قربان　　لون ہاتھ کے بوسے کہ ترے تیر کے بوسے

کہتے ہین ظہیر اسکو مگر سحر بیانی
لون تیرے سخن کے تری تحریر کے بوسے

خوش ہو کینہ سے اگر بہرِ خدا اور سہی　　تم رضامند رہو مجھپہ جفا اور سہی
ہو نو آموز ابھی مشقِ جفا اور سہی　　زیرِ مشقِ ستم اک مین نہوا اور سہی
ایک بدعہد کے وعدے پہ جئے بھی تو کیا　　کوئی دو چار دن امید وفا اور سہی
کیون ستم عام کرو خلق مین کیون ہو بدنام　　مدعا ظلم سے ہے مجھپہ جفا اور سہی
وہ جفاکار ہے ای حضرتِ ناصح مانا　　کوئی غارتگرِ دین ہوش ربا اور سہی
قتل کس کس کو کروگے جو برا مانتے ہو　　چاہنے والون مین اک مین نہوا اور سہی
یہ تو معلوم ہے انصاف جو ہوگا ہوگا　　ایک ہنگامۂ فردای جزا اور سہی
روز بیداد پہ بیداد بڑہاتے جاؤ　　روشِ ناز پہ کچھ حسنِ ادا اور سہی
مین جفا کش ہون مجھے تجھسے شکایت کیا ہے　　سو دل آزار ہین اک تو نہوا اور سہی
آؤ سینے سے لپٹ جاؤ یہ جھگڑا کیا ہے　　ہم خطاوار ہین تو ایک خطا اور سہی

ہے عبث شکوۂ جورِ فلکِ پیر ظہیر
یاس و حسرت سے جہان رنج و بلا اور سہی

ای نہین وصل وہ فرقت ہی سہی　　ہم یہ سمجھین گے مصیبت ہی سہی
مجھسے اور ذکر عدو واسطہ کیا　　نہ سہی وصف شکایت ہی سہی
بزمِ اغیار مین آنا کیسا　　رنج مجھکو نہین راحت ہی سہی

ہمسے اور غیر کو امید وفا
ہمنے مانا کہ محبت ہی سہی

کوی دشمن سے گذرنا کیا تہا
ای وہ رفتار قیامت ہی سہی

نگہہ ناز کی ہے تاب سکے
نہ سہی قہر عنایت ہی سہی

کچہہ تو ہے یہ جو خلش ہے پیہم
نہ سہی دل کوئی حسرت ہی سہی

رشک اغیار کی اب تاب کہان
ہے شکایت تو شکایت ہی سہی

کوئی حجت ہے ستم کو درکار
جرم اظہار محبت ہی سہی

قتل عاشق مین برائی کیا ہے
ای پریرو تری شہرت ہی سہی

جای افسوس ہے گو قتل ظہیر
دشمنون کے لیے عبرت ہی سہی

مجازی سے حق بین نظر ہو گئی
طبیعت کدہر سے کدہر ہو گئی

شب ہجر بہی لو بسر ہو گئی
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

پیامی نظر کی نظر ہو گئی
غم دل کی دل کو خبر ہو گئی

شب وصل ضد مین بسر ہو گئی
یہین لڑتے بہڑتے سحر ہو گئی

اونہین دل سے جس درجہ قربت بڑہی
نظر دور سے دور تر ہو گئی

ادہر بات کی دل بہر آیا ادہر
طبیعت بہی کچہہ چشم تر ہو گئی

اونہین الفت غیر ہرگز نہ تہی
مری ضد سے مدِ نظر ہو گئی

شب و روز آنکہون مین کہیرتی ہین غیر
نگہہ کیا ہوی رہگذر ہو گئی

وہان عرض عاشق پذیرا نہین
چلو داستان مختصر ہو گئی

تمہین پردہ داری سے رسوا کیا
خموشی مری پردہ در ہو گئی

مجھے بات دشمن سے کرنی نہ تہی
اونہین اوسکی جانب نظر ہوگئی

وہان جسقدر دلمین رنجش بڑہی
محبت یہان بیشتر ہوگئی

سہنی تہی جو کچہہ شب ہجر مین
ظہیر دل افگار پر ہو گئی

غرور حسن اونہین موجب زوال ہوے
وہ رشک بدر ہین جہپ جہپ کی اب ہلال ہوے

قتیل رشک ہین کیون طالب جمال ہوے
فروغ حسن ہوا ہم جو پایمال ہوے

وفور شوق سے نکلین نہ حسرتین دلکی
ہزار بار جدائی ہوی وصال ہوے

وہ دل نہین وہ محبت نہین وہ تم بہی نہین
الہی کیا وہ مہ و مہر وماہ وسال ہوے

ظہیر عشق بتان مین یہ فیض کو پہونچے
کہ خوار وزار و ذلیل و شکستہ حال ہوے

وہ زود رنج ہے اور کسقدر ہی کیا کہیے
اور اپنا حال دل اک دردسر ہے کیا کہیے

یہان امید سے قطع نظر ہے کیا کہیے
کہ بے کہے اوسے دلکی خبر ہے کیا کہیے

برس رہی ہے مرے موتہہ سے خانہ ویرانی
سخن سخن میرا وحشت اثر ہے کیا کہیے

غضب مین آئی تمہارے فراجدان بنکر
کہ بات بات مین رنجش کا ڈر ہے کیا کہیے

وہ پوچھتے ہین بہای متاع حسن اپنی
اگر نہ کہیے کہ جان وجگر ہے کیا کہیے

وفای وعدہ تری شوخیون سے دور نہین
مری زبان ہی کچہہ بے اثر ہے کیا کہیے

نہین ہے حشر تمہارا اگر خرام ناز
تو غلغلہ یہہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

گھڑی گھڑی ترے کوچے سے حشر اوٹہتا ہے
اگر نہ کہیے کہ فتنہ کا گھر ہے کیا کہیے

نہ کیجیے اگر اخفاے راز کیا کیجے
وہ راز دان ہے تو ہو نامہ بر ہی کیا کہیے

ظہیر قصۂ زلف بتان ہے طولانی
زمان عمر بہت مختصر ہے کیا کہیئے

ہے صبح شب وصل قیامت اگر ایسی
دشمن کو نہ دکھلائیو یا رب سحر ایسی

وہ وصل کی شادی یہ جدائی کی مصیبت
کیون گردش ایام شب ایسی سحر ایسی

دشمن بھی مرے حال پہ کرتے ہین ترحم
کچھ آن بنی ہے مری اب جان پر ایسی

دل اب کے اگر اوس بت کافر سے بچا لون
ہوگی نہ خطا مجھ سے کبھی عمر بھر ایسی

کیا فرض ہے قاصد یہ جو تہمت ہی وہ سچ ہے
دشمن بھی اوڑا دیتے ہین اکثر خبر ایسی

معدوم کی توصیف بیان ہو نہین سکتی
دیکھین تو کہین کچھ دہن ایسا کمر ایسی

کیون ملکے کوئی مفت مین بدنام ہو تم سے
اغیار سے خلوت ہے جو دو دو پہر ایسی

کیا پوچھتے ہو مجھ سے درازی شب ہجر
اللہ نہ دکھلائے شب ایسی سحر ایسی

پرسان کمال اپنا نہین کوئی جہان مین
کیا خاک ہے رکھتے ہین طبیعت اگر ایسی

جو تو نے وفا کی ہے ظہیر جگر افگار
کرنے کا نہین کوئی بشر سے بشر ایسی

ہے یہی جوش جنون تو فائدہ تدبیر سے
ہم نکل جائین گے ناصح خانۂ زنجیر سے

عمر کے دن کٹ نہین سکتے کسی تدبیر سے
آپ ہی اپنا گلا کاٹینگے ہم شمشیر سے

آکے اس زندان مین گھبراتی ہین کیا کیا حسرتین
تنگ تر ہے خانۂ دل خانۂ زنجیر سے

آب حیوان اپنے حق مین زہر کا سا گھونٹ ہے
الفت دشمن ٹپکتی ہے تری تقریر سے

دیکھکر نقشے کو اوسکے بدحواسی چھا گئی
ہم گلے ملنے کو دوڑے پیکر تصویر سے

دیکھ کر ویرانۂ صحرا اوڑا جاتا ہے دل
ہو چلی وحشت نکل کر خانۂ زنجیر سے

ای ظہیر اب جی مین ہے پڑھیے کوئی ایسی غزل
ہون منور تر مضامین مہر پر تنویر سے

ی

وہ بزم غیر سے یون آے سر جہکائے ہوئے
کہ دل سے مٹگئے شکوے زبان پہ آئے ہوئے

نزاع شیخ و برہمن نہین ہے صلح پذیر
کسی نگاہ کے فتنے ہین یہ اوٹھائے ہوئے

بسانِ نقشِ قدم جابجا ہین بیٹھہ گیے
اوٹھینگے خاک تری خاک مین ملائے ہوئے

غبار طبع عدو ہین تری کدورت ہین
رہے دلون مین ترے خاک مین ملائے ہوئے

یہ تم کہ دل مین بہی تھمتے نہین ہو شوخی سے
یہ ہم کہ ضعف سے اوٹھتے نہین اوٹھائے ہوئے

نہ دل مین دوست کی جا ہے نہ چشم مردم مین
بسانِ اشک ہین آنکھون سے ہم گرائے ہوئے

تم اور برق وشی اسقدر کہان تو یہ
کسی کے دل کے یہ انداز ہین اوڑائے ہوئے

وہ اس لیے مرے حال زبون کو سنتے ہین
گمان نہو کہ نہین کی ہین یہ ستائے ہوئے

رقیب اور ترے پہلو مین کیا قیامت ہے
یہ ناز وہ ہین کہ اوٹھتے نہین اوٹھائے ہوئے

بھلا ہو جوش جنون کا کہ آبرو رکھہ لی
گیے تھے ہم در دشمن پہ تلملائے ہوئے

وفور یاس مین کیا کچھہ نہ کہہ گیے ہے ہے
گلے زبان پہ رکتے نہین ہین آئے ہوئے

ہزار فتنۂ خفتہ جگا کے آئے ہین
اور اوسپہ خیر سے بیٹھے ہین مونہہ چھپائے ہوئے

ظہیر راہِ فنا مین نہین مجال کلام
چلے چلو سرِ تسلیم کو جھکائے ہوئے

بتکدہ چرخِ چہارم ہے تری تصویر سے
ہین در و دیوار روشن حسن کی تنویر سے

رہ گیا قاتل ہی میرے قتل کی تدبیر سے
دن کچھہ ایسے سخت ہین کٹتی نہین شمشیر سے

ہے عجب خلوت سرا گر جوشِ وحشت چین دے
دل ہمارا لگ چلا ہے خانۂ زنجیر سے

گر نہین ہے تری چہاتی پہ ای دشمن پتہ — رنگ کیون اوڑنی لگا ہے غیر کی تصویر سے
گفتگو دشمن سے اور روی سخن میری طرف — دل اوڑا جاتا ہے اس اوڑتی ہوی تقریر سے
بندگو اوس زلف پیچان سے کوئی چہینا ہے دل — دم اولجھتا ہے تری اولجہی ہوی تقریر سے

ہے یہ وہ گنج جواہر مین نہ بدلون ای ظہیر
نسخہ دیوان کو اپنے نسخہ اکسیر سے

سوی دشمن التفات نرگس مستانہ ہے — گردش افلاک اپنی گردش پیمانہ ہے
بزم مین ہنگامہ آرا جلوہ جانانہ ہے — اشک ریزان شمع ہے سوزان ہر اک پروانہ ہے
لاکے گلشن سے مجہے چہوڑا کہان صیاد نے — آنکھ اوٹھا کر جس طرف دیکھا اودھر ویرانہ ہے
سب نشیمن ہین ترے کیا خانقہ کیا بتکدہ — شیخ ہے یا برہمن جو ہے ترا دیوانہ ہے
انقلاب دہر نے دکھلائین وہ نیرنگیان — جب زبان پر لائیے اپنا نیا افسانہ ہے
کسقدر موزون ہے مجھکو جامۂ عریان تنی — یہ مرا دلق گدائی خلعت شاہانہ ہے
دلبران ماہ وش کا حسن ہے ناز و ادا — کچھ جدا سب سے ترا انداز معشوقانہ ہے

ہو نہ ہو وہی ظہیر خانمان برباد ہو
سر ٹپکتا جو کہیں دیوار اک دیوانہ ہے

سرد ہے بازار تقوی گرم ہے میخانہ ہے — اندنون دوران مین دور نرگس مستانہ ہے
چل رہی ہے یہ سرور افزا ہواے میکدہ — جنبش موج صبا مین لغزش مستانہ ہے
ہون تو دور جام مین لیکن نہین امید جام — ساقی پیمان شکن کے ہاتھ مین پیمانہ ہے
خندۂ گل ہے کہین تو نغمۂ بلبل کہین — ہر جگہ پر داغ ہر لب پر ترا افسانہ ہے
ہین وہ آتش دل کہ پروانہ کو مجھسے احتراز — شمع وہ تو کہ تجھسے شمع خود پروانہ ہے

ہم گیے سو بار لیکن رشک سے اوٹھے پھرے — نقش پائی غیر دربان در جانانہ ہے

زلف و کاکل کو ہین دست شانہ سی آرائشین — اور تری کاکل پریشانی سے زیب شانہ ہے

سو رہا سن سن کے آخر زاہد شب زندہ دار — خواب آور بس کہ میرا نالۂ مستانہ ہے

جب ملا گردن سے میری چلتے چلتے رک گیا — اوسکے خنجر کو بھی کیا کیا ناز معشوقانہ ہے

شمع و گل سے اونکو شغل انجمن آرائیان — میری تربت پر ہجوم بلبل و پروانہ ہے

بل بے رنگ آرائیان تیری ظہیر بادہ نوش
کل مقیم کعبہ تھا اب ساکن میخانہ ہے

تغافل اور دل بیداد گر سے — محبت ٹپکی پڑتی ہے نظر سے

دکھا کر جلوہ چھپ جانا نظر سے — اوڑا لو کچھ دہن سے کچھ کمر سے

کمی کرتا ہے کچھ کچھ شوق دیدار — وہ بچ بچ کر نکلتے ہین نظر سے

کہے دیتی ہین شرم آگین نگاہین — چلے آتے ہو تم دشمن کے گھر سے

بجھا دن کیا چراغ صبحگاہی — مرے گھر شام ہوتی ہے سحر سے

جفای لطف آگین ڈھونڈھتا ہون — طلب ہے داد کی بیداد گر سے

قلق بڑھتا ہے کیسی اشک باری — اوٹھا لو دامن اپنا چشم تر سے

شب غم شام سے مرجاؤن ای کاش — بلا آئی ہوی ٹل جائے سر سے

ذرا سیکھو دل آزاری کے شیوے — ہمارے نالۂ حرمان اثر سے

مرے نالے سے ہمسر ہے ترا دل — وفا سے وہ تو یہ خالی اثر سے

ہماری حسرتین بن بن کے نکلین — الہی غیر اوس کافر کے گھر سے

مجھے رونا پڑا مرگ عدو مین — وہ آنسو پونچھتے ہین چشم تر سے

لڑی ہی اور روز دیدہ نگاہی — عیان ہین صلح کی چھیڑین نظر سے
ہجوم شوقِ نظارہ تو دیکھو — دبے جاتے ہین وہ بارِ نظر سے
جنون سے کم نہین بیتابیِ شوق — بڑہا جاتا ہون آگے نامہ بر سے
سنبہالون آئینہ یا اونکو تہامون — گرے پڑتے ہین خود اپنی نظر سے

۳
تمنا ہے ظہیر آنکھون کو سے ملئے
غبار روضۂ خیر البشر سے

کسی کو لطف و ستم کا نہ اشتباہ رہے — ہر اک سے بزم مین لڑتی ہوی نگاہ رہے
نہ ہو وصال نہ ہو کچھہ تو رسم و راہ رہے — ادہر سے دلمین کدورت ادہر سے چاہ رہے
نگاہ عفو کو بہوسے ہوی ہین زہد پرست — بسانِ نامۂ اعمال روسیاہ رہے
دیت روا ہے پس قتل رنج بازو کی — ستم شعار ستم پر بہی داد خواہ رہے
کبہی کسی کے دل و چشم مین جگہہ ملی — گرہی پڑی ہوے ہم شکل اشک و آہ رہے
سوا ہے لطف تلافی کہین خطاؤن سے — حریص لذتِ آمرزشِ گناہ رہے
مزہ ملا درِ رحمت پہ روسیاہی کا — گناہگار کو تکتے ہی بیگناہ رہے

ظہیر چین نہ پایا کہین زمانے مین
جہان رہے ہین سراسیمہ و تباہ رہے

عدو دلمین ہین کچھہ بدگمان سے — میری خاموشیان گذرین فغان سے
پس اب جی بہر گیا آہ و فغان سے — اثر بہر دعا لاؤن کہان سے
دعا جو ہجر مین نکلی زبان سے — بلائین بنکے اوتری آسمان سے
سماجت ہو چکی اب ہونگے شکوے — نہ بولو تم نہ بولو تم زبان سے

وہ جادو کر رہی ہے چشم فتان — ادا ہوتا نہین جو کچھہ زبان سے
خدا لگتی ہوئی تم بھی تو بولو — عدو کہتے ہین کیا کیا کچھہ زبان سے
سنون کس کان سے فریاد دشمن — تمہارا سا جگر لاؤن کہان سے
جہان بیٹھے قیامت کی ہے برپا — اوٹھینگے حشر بنکر ہم جہان سے
وصال یار کی شب سو گیا مین — شمیم گیسوی عنبر فشان سے
لگا لو طرز جور مہربانی — ستم کش ہو گیے ہم امتحان سے

ظہیر اب کی کرین گے طوف کعبہ
اگر جیتے پھرے کوی بتان سے

اوٹھاتی ہے تمہاری آستان سے — زمین بھی کم نہین کچھہ آسمان سے
بڑے ہے کچھہ حوصلے تاب و توان سے — وہ نادم ہین ہمارے امتحان سے
لڑین آنکھین نگاہ دلستان سے — اجل سوجھی بلای ناگہان سے
کبھی تو ہو رہیگا کچھہ فغان سے — سمجھنا ہے سمجھنا آسمان سے
ستم کی بدگمانی ہے ستم کی — وہ آتے ہین تو آتے ہین کہان سے
ہمارے ذکر پر کیا کیا جلا ہے — عدو بھی کم نہین کچھہ رازدان سے
نہین مرتے ہین تم پر مرنیوالے — تمہین مطلب ہی کیا ہی امتحان سے
کہین سن لی تری نامہربانی — نصیحتگر ہین کچھہ کچھہ مہربان سے
نگاہون مین لیے پھرتی ہین دشمن — مرے شوخ خواب مین آئین کہان سے
بھلا دشمن تو کیا تم تو اوٹھا دو — ہمارا سر لگا ہے آستان سے
دھرا ہے اور کیا دیر و حرم مین — یہی سر پھوڑنا ہے آستان سے

جنازہ ہو نہ بار دوش احباب
بہت ارمان بھرے جاتے ہیں یاں سے

کہوں تو کیا کہوں ہے دوست دشمن
نہیں تو کیا نہیں اوس بدگمان سے

فریبی کے ساتھ ہے بے التفاتی
امیدیں ہیں دل نامہربان سے

ترے اقرار گو سچے ہوں کافر
تشفی کیا ہو دشمن کے بیان سے

تمہارے لب پہ مرگ و زندگی ہے
امید جانفزا لاؤں کہاں سے

تری خاموشیوں پر مر رہا ہوں
شکایت ہے لب معجز بیان سے

سبق دیتا ہے بیخود شوق منزل
رہے جاتے ہیں پیچھے کاروان سے

چلے آتے ہو کیوں ہر بار در تک
اوٹھانا ہے اوٹھا دو آستان سے

ظہیر ایسے کہاں سے جلکے آتے
کہ بوئی سوز آتی ہے بیان سے

۳

نگاہ صلح دشمن کب کسی کی یار بنتی ہے
اگر بنتی ہے جان زار پر دشوار بنتی ہے

بچے کیونکر دل عاشق نگاہ کینہ پرور سے
کبھی خنجر کبھی پیکان کبھی تلوار بنتی ہے

نہ مرتے ہوں تو مر جائیں امید چارہ سازی میں
مسیحا کب کسی کی نرگس بیمار بنتی ہے

یہی تقدیر کے عقدے وہاں جا جا کے پڑتے ہیں
بگڑ لینے دل عاشق کے زلف یار بنتی ہے

لبوں تک حرف مطلب بار رہا ہی آکے رہجاتا
وہ چشم سرمگیں مہر لب اظہار بنتی ہے

جگر میں چٹکیاں لیتے ہو تم ہر بار ہنس ہنس کر
کہ ہر موج تبسم بخیہ سوفار بنتی ہے

او نہیں اس بیخود نمائی پر ہیں بیخودی تن آنکے
تجلی پردہ دار جلوہ دیدار بنتی ہے

ادھر تیور ہیں چڑھے ہیں ادھر ہے تیغ و نشتر بھی
نگاہ مست ترکی وحشت کیا ہشیار بنتی ہے

وصال غیر کی چھیڑیں غضب جی کو لگاتی ہیں
نمک پاش جراحت شوخی گفتار بنتی ہے

یہہ سب نیرنگِ الفت ہین مجازی کیا حقیقی کیا
کہین بن کر انا الحق گو زبانِ دار بنتی ہے

بُری ہی زلف دنیا دام مین اسکے نہ آجانا
عروسِ سرو برنا ورنہ یہ مردار بنتی ہے

کف پا سے مری پوچھو حقیقت دشت گردی کی
کہ مونہہ مین آبلے کر اک زبانِ خار بنتی ہے

ترے کشتون کے سر پر ہے خدا کا سایۂ رحمت
شہیدِ ناز کی تربت پس دیوار بنتی ہے

کہین رندی کے دعوی مین کہین کچھہ پارسا بنکے
غرض ہر رنگ مین تیری ظہیر اب بنتی ہے

صلح کی چھیڑ بھی عتاب بھی ہے
شوخیون کا تری جواب بھی ہے

کچھہ تبسم تو کچھہ عتاب بھی ہے
کچھہ توقع ہے کچھہ جواب بھی ہے

شوخ چشمی بھی ہے حجاب بھی ہے
وضع کا پاس بھی شباب بھی ہے

شکوے بیساختہ نکلتے ہین
کچھہ قلق ہے کچھہ اضطراب بھی ہے

پھر کیا کچھہ نہین نگاہون مین
ناز بھی خواب بھی حجاب بھی ہے

دیکھہ لو دل کا رنگ گیسو مین
برہمی بھی ہے پیچ و تاب بھی ہے

خوفِ ہجران ہے ای واعظ
کیا جہنم مین یہ عذاب بھی ہے

زہد واعظ مین کچھہ کلام نہین
سب مسلم مگر شباب بھی ہے

خلد مین بھیج دو ہمین واعظ
آپ کو ہم سے اجتناب بھی ہے

طعنۂ وصل جور مرتے دم
بدگمانی کا کچھہ حساب بھی ہے

توبہ اسوقت مین بھلا ناصح
باغ بھی بادہ بھی سحاب بھی ہے

توبہ توڑو کہ جام بادہ ظہیر
سامنے جرم بھی ثواب بھی ہے

طعنے دیتے ہو بار بار کسے — ناصحو دل پہ اختیار کسے
وصل تک تاب انتظار کسے — اور وعدے کا اعتبار کسے
ہے شب ہجر ای اجل آجا کہ — کس سے کرتی ہی شرمسار کسے
وعدۂ وصل اور ترا وعدہ — قول دشمن کا اعتبار کسے
شوخیون سے ملا سیئے دل کو — مضطرب کون ہے قرار کسے
شکوۂ ربط غیر پر بوسے — ہے طبیعت پہ اختیار کسے
ہین برا اور سب سے دل میرا — اب بتاؤن جفا شعار کسے
اون پہ ہم وہ عدو پہ مرتے ہین — اب کہین ہم وفا شعار کسے
کیا سکہائین گے مدعی اونکو — احتیاج صلاح کار کسے
جبکہ غماز ہون نصیحت گر — پہر کہے کوئی رازدار کسے
شعلے شعلے پہ غش ہے پروانہ — لو وہ سمجھے ہین جان نثار کسے
کون ہوتا ہے کامیاب وصال — اور کیا تھا امیدوار کسے

آگ لگ جائے ای ظہیر اسکو
ہے محبت پہ افتخار کسے

وہ آکے دفعتاً جو ہم آغوش ہو گئے — جتنے گلے تھے دلمین فراموش ہو گئے
وہ کہتے کہتے کچھ جو فراموش ہو گئے — ہم فرط شوق مین ہمہ تن گوش ہو گئے
سب شکوے بعد قتل فراموش ہو گئے — بار گران سے وہ تو سبکدوش ہو گئے
ہوتی ہے آشنا سے شکایت کی چشمداشت — کیسے گلہ کہ خود ہی فراموش ہو گئے
جام ہم ہی وصال مین ہین تلخ کامیان — کیا زہر بوسہ لب مینوش ہو گئے

ذکرِ عدو پہ ضبطِ قلق کچھ نہ ہو سکا
لب ریز جملہ شکوہ سر جوش ہو گئے

بیرحم تم ہو یا مری نالے ہین بے اثر
فریاد عندلیب پہ گل گوش ہو گئے

دیکھو عدو کی خوبیِ طالع کہ میرے بعد
سب دستکش ستم سے ستم کوش ہو گئے

انداز دلفریب سے آواز دیکھنا
بلبل خموش ہو گئے گل گوش ہو گئے

سرگوشیون مین غیر نے کیا آگ کہہ دیا
سنتے ہی تم تو کچھ ہمہ تن گوش ہو گئے

کیا کام کر گئی ہے بد آموزی رقیب
وہ بردباریون سے خطا پوش ہو گئے

تلخ آب اشک یاس مین ہی اے ہمنشین
کیا کھا کے زہر غم کو بلا نوش ہو گئے

کیون چاک چاک شکل کفن ہو نہ رخت گل
کیا کیا نہ جامہ زیب کفن پوش ہو گئے

آتی ہے بوی رشک مجھے رخت خواب سے
وہ خواب مین عدو سے ہم آغوش ہو گئے

سمجھے نہ تھے کہ دام بلا ہے وصال دوست
قسمت سے پیچ حلقہ آغوش ہو گئے

مطلب کی ایک بھی نہ کہی اوس سے ای ظہیر
سب شکوے دل ہی دل مین فراموش ہو گئے

خموشی مین ہے کیفیت زبان کی
یہ صورت ہے تو کیا حاجت بیان کی

نہ پوچھو کچھ مرے دردِ نہان کی
کہے دیتی ہے صورت راز دان کی

نبھے کیونکر عجب ان بن ہے باہم
زمین کی ہم کہین تم آسمان کی

امیدون پر جفا سہتے ہین اغیار
ستم کیسے وفاداری کہان کی

تمہارے در پہ ہے دشمن کی تربت
غضب خاک اوڑ رہی ہے آستان کی

وہ نادم ہین ستم سے واہی قسمت
رہی حسرت عدو کے امتحان کی

مجھے اس خاک مین ملنا ہے اکدن
مری مٹی ہے اونکے آستان کی

تم اچھے غیر اچھے ہم برے ہین
اسی پر ختم ہمنے داستان کی

شکایت مدعی سے سن چکا ہون
تمہاری خاطر نامہربان کی

ستم پر مر مٹین گے اب ہو سکا
غضب سے تمنے سنا دی امتحان کی

ظہیر اب جوش پر بحر سخن ہے
طبیعت مین روانی ہے زبان کی

تڑپنے سے تھکے آہ و فغان کی
رہی حسرت ہی مرگ ناگہان کی

جفا سہنی پڑی ہمکو جہان کی
کہ خوشنودی ہے اپنے مہربان کی

ہم ایمان لائے ہین جام و سبو پر
کرامت دیکھنا پیر مغان کی

نہ مرنے دیگی ہرگز ناتوانی
کہان طاقت مجھے خواب گران کی

فغان کے ساتھہ اوڑ جاتا ہے کوسون
یہ طاقت ہے تمہاری ناتوان کی

عدو کو بھیج دو بہر عیادت
رہے حسرت نہ مرگ ناگہان کی

نوید قتل سے مردے جلا دو
شکایت ہے لب معجز بیان کی

کبھی تھی حضرت مومن کی شہرت
ظہیر اب دہوم ہے اپنی زبان کی

اب وہ غیرون کو آزمانے لگے
حوصلے جور کے ٹھکانے لگے

ولولے دلمین رنگ لانے لگے
شکوے بن بن کے لب پہ آنے لگے

وہ جو کچھہ کچھہ نگہہ ملانے لگے
ہم ہر اک سے نظر چرانے لگے

وان پیامی جو آنے جانے لگے
اپنی اپنی جدا جمانے لگے

غیر کی تاب التفات کہان
ہمکو اپنے پہ رشک آنے لگے

تلخکامی مین کچهہ تو لذت ہے / کہ عدو مجہسے زہر کہانے لگے
دیکہیے کیا ہو جور کا انجام / وہ مرے جو ستم بڑہانے لگے
یہ وہ کافر ہے عشق خانہ خراب / تم مرے غمکدے مین آنے لگے
غیر بہی رو دیے ہمارے ساتہہ / وہ جو رونے پہ مسکرانے لگے
شادیان ہین مرے ستانے سے / بارے اونکو بہی لطف آنے لگے
کاوشون مین بہی اب مزا نہ رہا / ہر کسیکو وہ جب ستانے لگے

موت آئی ظہیر کب ہمکو
جب محبت کے لطف آنے لگے

فخر یہ کم ہے کہ ٹہہرے تری امت والے / حق تو یہ ہے کہ ہمین لوگ ہین قسمت والے
پا گیے نور محمد کو حقیقت والے / دیکہتے جلوۂ وحدت کو ہین کثرت والے
کسکے شیدا ہین ترے درد محبت والے / ڈہونڈہتے جزو مین ہین کل کو بہی بصیرت والے
لذتِ دردِ محبت ترے اللہ اللہ / کہ گرفتار ہین خود اسمین نصیحت والے
یا رسولِ مدنی شافعِ عالم ارحم / نگہہ لطف کو تکتے ہین شفاعت والے
ایک ہی زمزمۂ فقر مین سب بہول گیے / شاد و خرم ہین بہت رنج و مصیبت والے
دور پایا ہے جو پایا ہے کسی نے تمکو / خوب سمجہے ہین جو سمجہے ہین طریقت والے
تمنے جانا ہے خدا کو تو خدا نے تمکو / کیا سمجہتے ہین تمہین فہم و فراست والے
خوف ہے ولولۂ شوق بڑا ہوتا ہے / کہہ نہ بیٹہین کہین کچہہ منہہ سے محبت والے
کچہہ تو دیکہا ہے کہ رویت کے طلبگار ہوے / کچہہ تو سمجہے ہین ترے شوق زیارت والے
کیا کہین کیا نظر آتا ہے ترے جلوون مین / منہہ سے کچہہ کہہ نہین سکتے ہین حقیقت والے

کم نہین فرقۂ زہاد سے کچھ ہم بھی ظہیر
طامعی وہ ہین تو ہم بھی ہین حمایت والے

سہہ سہہ کے ظلم اُنکو ستمگر بنائین گے
ہم خود بگڑ کے جان عدو پر بنائین گے

باتین بنا کے دوست مقدر بنائین گے
کیا اپنا سر بنائینگے پتھر بنائین گے

ہمکو خرابیون پہ کسی کی نظر نہین
کہتے ہو دل مین غیر کے ہم گھر بنائینگے

اب کیا رہا ہے کارکنانِ قضا کے ہاتھ
بگڑے ہوے نصیب کو کیونکر بنائینگے

ڈرتے ہین ہم جوان تری شکوی نکل گیے
کیا بات پیشِ داورِ محشر بنائین گے

پاتا ہے چین کون کسی کو بگاڑ کر
تجھکو بھی ہم بری دلِ مضطر بنائینگے

تصویر بنگیا ہے تمہارے بناو سے
آئینہ رونما سے سکندر بنائین گے

واغلط شکست جام و سبو فرض ہی اگر
ہم سب سے پہلے توبہ کو ساغر بنائین گے

کانٹون پہ لوٹنے کی تمنا نہ جائیگی
ہم نقش سوزنی سر بستر بنائین گے

تیرے ستم رسیدہ ہین تجھ سے ہی دادخواہ
تیری گلی کو عرصۂ محشر بنائین گے

بس ہے سر ظہیر کو تکیہ فقیر کا
کیا خاکسار بالش و بستر بنائین گے

نگہ نگہ مین دگرگونہ رنگ جان کا ہے
مزاج تم سے بھی نازک مزاجدان کا ہے

اوٹھا دو وصل مین یہ مدعی کہان کا ہے
حجاب چشم بھی اک پردہ درمیان کا ہے

نشاطِ وصل سے کھٹکا غمِ نہان کا ہے
مگر فریب وہی شیوہ آسمان کا ہے

تری نگاہ سے پہلے ہی پھر گیا کافر
مرا نصیب بھی ہم شیوہ آسمان کا ہے

ملی ہے زندگیِ خضر بھی شبِ غم مین
یہ پٹیا تو ہمین عمرِ جاودان کا ہے

بعید ہین ہون ترے کان سی سا ہے وہ
نصیب مجھسے تو بہتر مری فغان کا ہے

عبث فسانۂ دشمن مجھے سناتے ہو
نہ شوق خواب مجھے اور نہ داستان کا ہے

خوشی ہین وصل کی باتین رقیب سی کہدین
مری زبان کو لپکا بڑا بیان کا ہے

خدا کے آگے قیامت مین مین سناؤنگا
کہ سامنا مجھے تم جیسے بدگمان کا ہے

غضب ہے وہ ہین پشیمان ہماری قتل کی بعد
یہی تو وقت رقیبون کے امتحان کا ہے

امید وصل رکھے کس امید پر کوئی
کہ یان نہ دم کا بہروسا نہ وان زبان کا ہے

یہین نتیجۂ عالم محمد عربی
کہ فیض عام سے ممدوح ہر زبان کا ہے

ثنا طراز ہوا اوسکا ظہیر تا کہل جائے
زمین شعر کو اعزاز آسمان کا ہے

ہم اور شوق زیارت کس آستان کا ہے
کہان چلے ہین ارادہ ہمین کہان کا ہے

حریم ناز یہ کس شوخ دلستان کا ہے
حجاب نور جہان پردہ درمیان کا ہے

مدینہ وہ کہ دل و چشم اک جہان کا ہے
حصار روضۂ سلطان انس و جان کا ہے

جبین شوق سجود اوسکے آستان کا ہے
جہان فرو سر تسلیم آسمان کا ہے

گنہ سے رحمت حق کی سوا ہے ارزانی
جہان سے لو وہین سودا اسی دکان کا ہے

نمایشین ہین یہ جتنی ازل سے تا بہ ابد
غبار قافلہ سالار کاروان کا ہے

سوای رحمت حق کچھ نظر نہین آتا
وہ آستان کرم خواجۂ زمان کا ہے

بساط خاک کجا اور گوہر لولاک
عجب نصیب کچھ اس تیرہ خاکدان کا ہے

علو جاہ کو دیکھو فروتنی دیکھو
کہان ہین آپ تھے یہ کہان کہان کا ہے

کہین ہین جلوہ فروز آپ اور کہین ہے نگاہ
خیال عفو گناہان این و آن کا ہے

حجاب شاہد مقصود آج اوٹھا ہے — ظہور مظہر اسرار کن فکان کا ہے
وہی ہدایت عالم وہی سبیل نجات — عجب مآل خوش آغاز اس جہان کا ہے
بلند عرش سے ہے آستان کہوں کیونکر — یہاں عروج مکان کا نہ لامکان کا ہے
زہے ہوای مدینہ کی گلشن آرائی — کہ شوق بلبل سدرہ کو آشیان کا ہے

ظہیر میں ہوں ثنا سنج خسرو لولاک
مرا کلام بھی ہمرتبہ آسمان کا ہے

وہ ہمارے دلمیں ہیں اونکی شرارت دلمیں ہے — شوخیوں سے اونکی برپا اک قیامت دلمیں ہے
بجلیاں ٹوٹیں الہی آرزوی وصل پر — خاک میں تو مل چکی ملنے کی حسرت دلمیں ہے
مانع لطف وصال اونکی نزاکت دلمیں ہے — وہ مری پہلو میں ہیں اور دلکی حسرت دلمیں ہے
خود جھکی جاتے ہو تم پہلے نظر سے پیش غیر — کیا حیا آنکھوں میں ہے اور کیا مروت دلمیں ہے
شاہد و گل پہ فدا ہوں لالہ و مل پر نثار — ہے مجازی پر نظر رنگ حقیقت دلمیں ہے
کردیا شاہد پرستی نے ہمیں معنی پرست — جلوہ ہر صورت میں ہے جسکا وہ صورت دلمیں ہے
سنگین آنکھوں کے آگے ہای کیا کیا صورتیں — یہ مرقع بھی ہے تنگ نقش حیرت دلمیں ہے
ہے وہ بدخو بیوفا نا آشنا یہ سب سہی — شکوہ کس مونہہ سے کروں آخر محبت دلمیں ہے
کیوں ادہر ہوتی نہیں اونکی نگاہ التفات — دشمنی کے ساتھہ کچھہ تھوڑی سی الفت دلمیں ہے
جان و دل وقف ستم ہیں اور زبان صرف سپاس — وہ ہی آتی ہے زبان پر جو حقیقت دلمیں ہے
وہ نگاہیں کیا ملائیں مجھسے بزم غیر میں — دوست ہیں دشمن نہیں آخر مروت دلمیں ہے
وہ مری آغوش میں ہیں اور نہیں دلکو قرار — شوخیاں کرتی ہیں ابتک بھی شرارت دلمیں ہے
عرض مطلب پر سنا کیا کچھہ تہ تمنی ای ظہیر — اور کچھہ باقی ابھی حسرت سلامت دلمیں ہے

خالق نے کیا سمجھ کے بنایا حسین تجھے
الفت نہین کسی کی محبت نہین تجھے

باتین سبھی عدو کی اوٹھانی پڑین تجھے
آخر نہ تمکنت نے جھکائی زمین تجھے

ڈھونڈھا ہی کی سدا انگھہ دوربین تجھے
اللہ رے شوخیان کہ نپایا کہین تجھے

ہی خوبیِ جمال سے شوخی بڑہی ہوئی
انداز لے اوڑا ہے کہین کا کہین تجھے

نزار ہر پرستشِ حرم و دیر دیکھہ لی
داغِ جگر ملا مجھے داغِ جبین تجھے

اونکو خیالِ رنجشِ بیجا بھلا دیا
ای یاد ذکر غیر ہزار آفرین تجھے

اللہ رے دشمنی فلکِ کینہ دوست کی
میرے بگاڑنے کو بنایا حسین تجھے

کعبہ مین دیکھہ آئے کلیسا مین دیکھہ آئے
پایا تو دل مین اور نپایا کہین تجھے

سمجھا برہمنون نے مسلمان تجھے ظہیر
کہتے ہین بت پرست ادہر اہل دین تجھے

رنج راحت اثر نہ ہوجایے
درد کا دل مین گھر نہ ہوجایے

ہے تو آخر مری کدورت ہے
دیکھنا دل مین گھر نہ ہوجایے

شکوۂ غیر سے بہی ڈرتا ہون
زو سے مد نظر نہ ہوجایے

مونہہ چھپانا پڑے نہ دشمن سے
ای شبِ غم سحر نہ ہوجایے

بس گریبان دری نہ کر وحشت
وہ وہان پردہ در نہ ہوجایے

ای تصور نہ چھوڑنا دل کو
حسرتون کا گذر نہ ہوجایے

کفر منظور ہے مجھے دل سے
وہ مسلمان اگر نہ ہوجایے

ہے مجھی سا عدو بہی خانہ خراب
آپ کے دل مین گھر نہ ہوجایے

انتظارِ جوابِ خط کیسا
مدعی نامہ بر نہ ہوجایے

ہاتھہ اوبھارے ہے گریبان مین — چاک دامن اودہر نہ ہوجاوے
مین ستمکش ہون ظلم سہہ لونگا — کوئی بیداد گر نہ ہوجاوے

ہے ظہیر ایک مرد سنجیدہ
ہان جو آشفتہ سر نہ ہوجاوے

غم تغافل اثر نہ ہوجاوے — یاس کا دل مین گہر نہ ہوجاوے
ہم اسیر جنون ہین خانہ بدوش — کہین زندان بہی گہر نہ ہوجاوے
بخیہ گر چاک جیب سیتا ہے — ٹکڑے ٹکڑے جگر نہ ہوجاوے
بات چہپتی نہین ہے چہپنے سے — پردہ خود پردہ در نہ ہوجاوے
بس زبان بند رکھہ ذرا ناصح — مدعی کو خبر نہ ہوجاوے
کہتے کہتے بہی درد دل اونکے — داستان مختصر نہ ہوجاوے
پند ناصح سے ہے حذر دل کو — سنتے سنتے اثر نہ ہوجاوے
حد سے بیحد ہے شوق کی پرواز — نامہ خود نامہ بر نہ ہوجاوے

کچھہ رہا تہا نہ وان ظہیر لگاو
گہر یہان در گذر نہ ہوجاوے

کسی کے کفر سے مطلب نہ دین سے — محبت ہے مجہے ہر اک حسین سے
اوڑا لینا نگاہ شرمگین سے — اور اولٹی دلکی پرسش ہمچنین سے
مجہے کیا بحث چاک آستین سے — نگاہین کیون نہین اوٹہتین زمین سے
دکہادے کچھہ کرشمے بیقراری — وہ گہر بیٹہے چلے آئین کہین سے
نگاہین غیر سے لڑتی نہین ہین — نہانی چشمکین ہین سب ہمین سے

لیا ہے دل پہ اک بارِ کدورت
اوٹھیگا کیونکہ طبع نازنین سے

مجھے رونا پڑا مرگِ عدو پن
وہ آنسو پونچھتے ہین آستین سے

پڑا ہے مجھکو دو دشمن سے پالا
دلِ ناشاد سے جانِ حزین سے

ہوی جاتی ہین وہ نیچی نگاہین
اوٹھیگا پھر کوئی فتنہ زمین سے

مرا ایمان ہے شاہد پرستی
خدا کو بھی محبت ہے حسین سے

نہ پوچھو لطف سوزِ غم نہ پوچھو
ظہیرِ خستہ و زار و حزین سے

خدنگِ ناز ترا کاش دلنشین ہوجای
ستم اٹھاو وہ کہ سزاوار آفرین ہوجای

وصال ہو کہ قلق کچھہ ہو کہین ہوجاے
یہ گو مگو سے تو اچھا ہے گر نہین ہوجاے

بس اک نگاہ مین جھگڑے تمام ہوتی ہین
یہ فیصلہ نہین ہونا ہے اور نہین ہوجای

وہان یہ ضد کہ نہ رہ جای نقشِ پا باقی
یہان یہ شوق زمین بھی مری جبین ہوجاے

غضب مین جان ہے ایسے کو طعنہ کیا دیجے
اوڑے جو رنگ تو کچھہ اور نازنین ہوجای

کچھہ اور قلق اوٹھائی ہوں تو اوٹھا لیجے
رہی سہی جو قیامت ہو وہ یہین ہوجاے

وہ جائین کوچۂ دشمن مین اسطرح بیباک
قدم قدم پہ الٰہی مری جبین ہوجاے

وہ ایکبار ہی ہوے جو حشر مین ہو ظہیر
بلا سے چرخ بھی اس کوچہ کی زمین ہوجای

دعوے ہین ذرہ ذرہ کو حسن و جمال کے
دشمن ہین جو وصلون سے زیادہ کمال کے

پرتو پڑے جبین پہ کچھہ کچھہ ملال کے
رنجش نے اور لطف بڑھائی جمال کے

آثار وان جبین پہ جو پائے ملال کے
اتھی دیے جواب بھی اپنے سوال کے

دونی ہوئین خجالتِ ایفا سے نفرتین
اچھے کیے تھے آپ نے وعدے وصال کے

ہے دشمنِ مشاہدہ اپنا حجابِ چشم
پردے اوٹھے ہوے ہین حریمِ وصال کے

مجھسے سوا ہے کچھہ مری تدبیر نارسا
ٹوٹے ہوے ہین پانو جسارت خیال کے

یوسف عزیزِ مصر ہوے گر کے چاہ مین
بڑھتے ہین کچھہ زوال سے رتبے کمال کے

جوہر سے پہلے نقص کو تکتے ہین خردہ بین
دنیا مین عیب جو ہین شناسا کمال کے

نازک بہت ہو دل کو سنبھالا نہ جائیگا
دیکھو نہ آئینہ مین تماشے جمال کے

مجھہ کو مٹا دیا مرے ذوقِ نیاز نے
انداز ہین جبین مین دلِ پایمال کے

مرنا تمہارے ناز پہ اک بات ہو گیا
کیا سہل ہین مآل امیدِ محال کے

ہر دل مین بوی عشق ہے ہر گل مین رنگِ حسن
ہر جا نئے ہین تماشے جمال کے

اللہ رے حضرتِ ذوق کو ای ظہیر
ہم بھی وظیفہ خوار ہین اکلِ حلال کے

کیا جانے تو کسی کی ستمگر لگی ہوی
جبتک نہ چوٹ ہو کوئی دلپر لگی ہوی

اوسکی بلای زلف معنبر لگی ہوی
جائیگی دم کے ساتھہ برابر لگی ہوی

کیا مونہہ دکھاؤن شرم سے ای اہلِ رستخیز
ہے خاک کوی غیر جبین پر لگی ہوی

پھرتی رہی نگاہ بھی خنجر کے ساتھہ ساتھہ
رکھی نہ تو نے کچھہ بھی ستمگر لگی ہوی

انصاف اپنا داورِ محشر سے ہو تو ہو
کہتے ہین یان تو لوگ سراسر لگی ہوی

سینے پہ فتنہ گر ترے نقشے کو کیا کہون
تصویر غیر بھی ہے برابر لگی ہوی

کہتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو بلا سے بُری بھلی
ہے دل کو پند گو کے مقرر لگی ہوی

گریہ سے چارہ آتشِ فرقت کا کب ہوا
بجھتی ہے کوئی بیدلِ مضطر لگی ہوی

زاہد جو کہہ رہا ہے بتون کو برا بھلا
بت خانیکی ہے چوٹ مقرر لگی ہوی

اب اور ہی ہوا یہ صبا ہے کہ ساتھ تھا
ہے وہ شمیم زلف معنبر لگی ہوی

چاہت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہون بیقرار
دونو طرف ہو آگ برابر لگی ہوی

دیکھین گے تمکو آنکھہ سی باتین ہون نہون
مُہر دہن نہین ہے نظر پر لگی ہوی

ای کاشکے وہ شمع شبستان غیر ہون
یہہ آگ تو ظہیر ہے گھر گھر لگی ہوی

وان طبیعت دم تقریر بگڑ جاتی ہے
بات کی بات مین توقیر بگڑ جاتی ہے

چونک پڑتا ہون خوشی سی جو وہ آجاتی ہین
خواب مین خواب کی تعبیر بگڑ جاتی ہے

محتسب بزم خرابات مین آئے تو سہی
اب کوئی آن مین توقیر بگڑ جاتی ہے

شوخیان جذب تصور کو اڑا دیتی ہین
کھنچتے کھنچتے تری تصویر بگڑ جاتی ہے

ہای کیسا دم کشتن مرے مونھہ پھیر لیا
تجھسے پہلے تری شمشیر بگڑ جاتی ہے

کچھہ وہ پڑھتے ہین او سمجھتے ہین مرا نامہ شوق
کچھہ عبارت دم تحریر بگڑ جاتی ہے

بدگمانی مجھے کرتی ہے پریشان کیا کیا
جب تری زلف گرہ گیر بگڑ جاتی ہے

یاس مین شکوے لکھے شوق طلب کے بدلے
میرے ہاتھون مری تحریر بگڑ جاتی ہے

چارہ گر کیا مری وحشت سی جنون بھی ہے بتنگ
روز مجھہ سے مری زنجیر بگڑ جاتی ہے

رنگ جمنے نہین دیتا ہے خیال دشمن
دلمین کھنچکر تری تصویر بگڑ جاتی ہے

داغ الفت وہ بری شے ہے کہ کہتی ہی ظہیر
مہر و مہتاب کی تنویر بگڑ جاتی ہے

بنانے سے کہین تقدیر بنتی اور بگڑتی ہے
مگر تقدیر سے تدبیر بنتی اور بگڑتی ہے

کوئی پامال ہوتا ہے کوئی ممتاز عالم مین
نگاہون مین تری توقیر بنتی اور بگڑتی ہے

نظر ہر ہر سخن پر ہے امید و یاس کی جانب
عجب حالت دم تقریر بنتی اور بگڑتی ہے

ادھر کچھ شوق دامنکش ادھر رشک عدو مانع
یہین دل مین تری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

فلک پر پوچھتی پھرتی ہے اک اک سی دعا اپنی
وہ بتلا دو جہان تاثیر بنتی اور بگڑتی ہے

ادا ادائی بتون کی ہی صراط تیغ پر چلنا
نگاہ مہر و کین شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

مری دل سی کوئی پوچھے کہین اونسی الجھتا ہون
جہان ہر دم تہ شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

ہوا مین ناتوانی سے اوڑا جاتا ہی رنگ اپنا
تصور سے مری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

ظہیر اپنے جنون سی بن گیا ناصح بھی زندانی
کہ ہر دم اک نئی زنجیر بنتی اور بگڑتی ہے

ملک بتون سے چشم و دل حق نما ملے
ملتا ہون اونسی جنکو ملی سی خدا ملے

سب کچھ ملا ہمین جو ترے نقش پا ملے
ہادی ملے دلیل ملے رہنما ملے

جاتی رہی وعدوں سی تمہاری بلا ملے
ملتے سے ملتے سب ہین تملق سی کیا ملے

آئے تو تم آپ سے ملے تو خفا ملے
ایسے تنک مزاج سے اب کوئی کیا ملے

خود بین و خود نما و خود آرا و خود پسند
معشوق کیا ملی ہو کہ خود مبتلا ملے

عمر روان و بخت و جوانی و زندگی
جتنے ملے رفیق ہمین بیوفا ملے

پوچھی نہ بات پھر کے سکندر نے خضر کی
دنیا مین جو ملے وہ غرض آشنا ملے

دل مین ہی توبہ توبہ اگر لب پہ جام جام
رندان می پرست ہی کچھ پارسا ملے

زاہد تری عبادت و طاعت دھری رہے
اوس بت کی بندگی مین ہمین گر خدا ملے

ایسے سے غیر کیا گلہ دوستی کرے
ملتا نہو جو دوست سی دشمن سی کیا ملے

الفت کی تمکنت بھی اوٹھا دی ہی سہی — کھو دیے گیے تم اور بھی اغیار کیا ملے
گر مزد بندگی مین ملا حور بھی نہ لون — رحمت کے جوش جب ہین کہ بی التجا ملے
تم اور شوخیون سی ملو مجھسے جھوٹ جھوٹ — ہان کچھ ملے تو دل سی تمہاری ادا ملے
جو بھاگتا ہو سایہ سے اپنی ہزار کوس — ایسے گریز پا سے بھلا کوئی کیا ملے
جتنی زمانِ وصل کی مدت قلیل ہے — کوتاہ اوس سے کچھ مری دستِ دعا ملے

یہ حُبِ اہلبیت عجب چیز ہے ظہیر
یہ دل مین ہو تو دین ملا اور خدا ملے

مرا ارمانِ جان نقصانِ جان ہے — خموشی چارۂ دردِ نہان ہے
نیاز صرصرِ وقتِ خزان ہے — یہین برباد اپنا آشیان ہے
نموئی سبزۂ یادِ رفتگان ہے — غبارِ رہ سراغِ کاروان ہے
ہوائی گل اوڑاتی ہی قفس مین — مرا دوشِ صبا پر آشیان ہے
خموشی بھی ہے اک اقرارِ مبہم — نہ کہنا پھر مری مونہہ مین زبان ہے
پہونچنے دل سے اُمن تک ہین آنسو — روان منزل بمنزل کاروان ہے
رہے جاتے ہین ولیکن دل مین ارمان — دہن ہے وان نہ یان مونہہ مین زبان ہے
اوٹھا جب حشر اوس کوچہ سی اوٹھا — زمین کیا ہے ستم کا آسمان ہے
تمہاری بے نیازی دیکھتی ہے — جبین ہے اور سنگِ آستان ہے
نہ آئین دیکھین وہ کبتک نہ آئین — محبت آج تیرا امتحان ہے
ہنی جاتی ہے کچھ جان و جگر پر — لٹا جاتا ہمارا کاروان ہے
یہ پردی ہین فقط آنکھون کے ورنہ — وہین ہم بھی ہین وہ کافر جہان ہے

کرشمہ ہے نہ غمزہ ہے نہ شوخی
وہ خود ہی اک ادای جانستان ہے
یہہ کچھہ سامان یہہ کچھہ تزئین ہے کسکی
وہی مہمان ہے یان جو میزبان ہے

پڑا رہنے دو تم کوچے مین اپنے
ظہیر خستہ زار و ناتوان ہے

مردون کو جلا دی تری ٹھوکر تو نہین ہے
رفتار ہے رفتار ہے محشر تو نہین ہے
یہہ برق جہندہ کوئی اخگر تو نہین ہے
دیکھو تو کہین یہ دل مضطر تو نہین ہے
یہ منزل تسلیم ہے ای خضر بتا دو
ہموار ہے رستہ کوئی ٹھوکر تو نہین ہے
سچ تو کہو واعظ کہ قیامت کی وہ رات ہی
طول شب ہجران کی برابر تو نہین ہے
اصرار ہے اتنا ہمین کیون دینی مین آکے
یہ بوسۂ لب کچھہ زر و زیور تو نہین ہے
تم اور ادا ہای فسونکار تمہاری
دل ہی تو ہے آخر کوئی پتہر تو نہین ہے
سچ ہی بری شے ہی حسینونکی محبت
ناصح مرا قابو مرے دل پہ تو نہین ہے
کیا غم ہے جو مینا نہین شیشہ کوئی ہو ٹوٹا
ای محتسب اپنا وہ مقدر تو نہین ہے
اوٹھیگا نہ بے حشر اوٹھی کوی کبار و
یہ نقش کف پا ہے مرا سر تو نہین ہے
ہمکو در میخانہ پہ ہوا آنے دی واعظ
توبہ کا ہوا بند ابہی در تو نہین ہے

ممکن ہے کہ ٹل جای ظہیر جگر افگار
کوچہ ہے ترا عرصۂ محشر تو نہین ہے

رگ رگ مین اک تپش جو سمائی ہوی سی ہے
یہ آگ تو کسی کی لگائی ہوی سی ہے
تربت پہ بیکسی سی جو چہائی ہوی سی ہے
یہ نعش تو کسی کی ستائی ہوی سی ہے
ناصح نہ اوسکے ملنے کی قسمین دلا مجھے
سوگند اسطرف سے تو کہائی ہوی سی ہے

پرسش ہوا ونکی بزم مین اپنی یقین نہین
یہ بات تو کسی کی بنائی ہوئی سی ہے

کچھ رشک آفرین ہین کف پا کی شوخیان
یہ تو حنا کسی کی لگائی ہوئی سی ہے

بد مستی شبینہ کا ابتک خمار ہے
یہ مے تو پی نہین ہے پلائی ہوئی سی ہے

ظاہر ہین رنگ وعدہ سے وعدہ خلافیان
یہ طرز گفتگو تو اوڑائی ہوئی سی ہے

اچھی بھی گر کہون تو سمجھتے بری ہو تم
پٹی کسی بڑے کی پڑھائی ہوئی سی ہے

وہ کشتہ ستمزدہ شاید ظہیر ہو
اک نعش تازہ خون مین نہائی ہوئی سی ہے

تربت مٹے ہوؤن کی مٹائی ہوئی سی ہے
خاک مزار تک بھی اوڑائی ہوئی سی ہے

قاصد او نہین کچھ اور سمائی ہوئی سی ہے
اور یان لبون پہ جان بھی آئی ہوئی سی ہے

اے چرخ کجروی کا تجھے کیا شعور ہے
یہ چال تو کسی کی اوڑائی ہوئی سی ہے

کیا کہہ رہی ہے شرم مین شوخی نگاہ کی
یہ آنکھ تو کسی سے لڑائی ہوئی سی ہے

اے شمع کسکے سامنے یہ شوخ چشمیان
چربی تری نگاہ پہ چھائی ہوئی سی ہے

ہونی ہے تمسے قطع ملاقات ایکدن
یہ بات تو زبان پہ آئی ہوئی سی ہے

دخل شب فراق نہین بزم غیر مین
میری طرح سے یہ بھی ستائی ہوئی سی ہے

کیا پھر کسی حسین پہ کہین مر مٹے ظہیر
کیون مردنی سی چہرہ پہ چھائی ہوئی سی ہے

امید قتل نیم نگاہی مین رہ گئی
کھنچ کھنچ کے تیغ دست سپاہی مین رہ گئی

تقریب صلح تلخ نگاہی مین رہ گئی
سب کی زبان بند گواہی مین رہ گئی

کچھ کچھ حیا جو تلخ نگاہی مین رہ گئی
تھوڑی سی دیر گھر کی تباہی مین رہ گئی

اندھیر ہی رہا شب مہتاب ہجر مین
مل جل کے روشنی بھی سیاہی مین رہ گئی

تر دامنی نے نامۂ عصیان ڈبو دیا — فرد گناہ مٹ کے سیاہی مین رہ گئی

زاہد سے پارسا کی نہ پوچھی کسی نے بات — ناکردگی بھی کردہ گناہی مین رہ گئی

افسوس پاس شوق نے سمجھا دیا جواب — منزل کی سب خوشی دل راہی مین رہ گئی

اب سب طرف سے یاس ہے سب دیکھی جواب — ہان اب امید فضل الٰہی مین رہ گئی

کہتے رہے جو ہجر بتان مین خدا خدا — ایمان کی شرم یاد الٰہی مین رہ گئی

عزت بھی اے ظہیر گئی نوکری کے ساتھ
توقیر اپنی دفتر شاہی مین رہ گئی

عمر بھر آرزوے لذت کشتن مین رہے — روز مرتے رہے اور حسرت مدفن مین رہے

کیا رہے آکے جو آئے وہ دل بد ظن مین رہے — وہ ہوا ہی نہین وہ گل ہی نہ گلشن مین رہے

کشتۂ ناز نہ آرام سے مدفن مین رہے — حشر سے حشر تری جنبش دامن مین رہے

خوش ہون کیا خاک کہ وہ ماتم دشمن مین رہے — شادی و رنج بہم نالہ و شیون مین رہے

کچھ تبسم کی ادا قہر کی چتون مین رہے — کچھ محبت کا تقاضا دل بد ظن مین رہے

دل کو رویا کیے پیٹا کیے تقدیر کو ہم — عمر بھر تک اسی غم مین اسی شیون مین رہے

موت دشمن کی عوض کاش ہمین کو آتی — کب خوشی تھی کہ وہ یون غیر کے شیون مین رہے

حیف ہم سیر کو کب باغ جہان مین آئے — گل نہ گلدان مین رہے غنچہ نہ گلشن مین رہے

گور مین بھی قلق و رنج سے راحت نہ ملی — ہای وہ راحت جان یون مری شیون مین رہے

آپ کا جلوہ نہ ہو میری نگاہ مین رہ کے — کچھ نہ کچھ نور نظر دیدۂ روزن مین رہے

ہم جہان جا کے رہے خاک ہی اوڑتی دیکھی — خار جنگل مین رہے پھول نہ گلشن مین رہے

ہاتھ وہ ہاتھ ہین جو حلقۂ آغوش بنین — گل ہین وہ گل جو حمائل کسی گردن مین رہے

گریہ و رنج نہیں نعمتِ شادی ہی سہی / کچھ تمہاری بھی تو شرکت مرے شیون میں رہے
خار بن بن کے چبھے حسرت و ارمان دل میں / بہت کھٹکتے ہوئے کانٹے اسی گلشن میں رہے
بعد کشتن بھی ترے دل سے کدورت نہ گئی / دفن اس خاک کی مردے اسی مدفن میں رہے
چارہ گر زخم پہ دیتا ہے سمجھ کر ٹانکے / کہ جراحت کا مزہ کاوشِ سوزن میں رہے
پھونک دے کاش زمانے کو تری برقِ نظر / ایک کانٹا بھی الجھنے کو نہ دامن میں رہے
اوس کے گیسوئے پریشاں کو صبا تاب نہ دے / پر ہمی کاوش ہی خاطرِ دشمن میں رہے
عمر بھر ہم ترے ممنون رہیں اے شبِ ہجر / آج مہمان اگر خانۂ دشمن میں رہے
اب نہ تجھ ابن سے اک موج دمِ سرد کی ساتھ / ہم چراغِ سحری محفلِ دشمن میں رہے
ہم جلووں سے تسلی نہیں ہوتی دل کو / کاش تارِ نظر اپنا تری چلون میں رہے
حیف اوس کشتہ پہ جو خاکِ رہِ دوست نہ ہو / رحم اوس زندہ پہ جو حسرتِ مردن میں رہے
ٹوٹ جائیں دلِ غمگیں معاذ اللہ کرے / ہات وہ ہات جو شب بھر تری گردن میں رہے
وہ رہے پاس بھی تو رشک نے ملنے نہ دیا / بدگمانی کی طرح سے دلِ بدظن میں رہے
آتشِ رشک سے نے سرمایۂ دل سب پھونکا / چار تنکے نہ جلانے کو نشیمن میں رہے
ہم تو اس دل کی محبت سے الٰہی باز آئے / یہ بلا کاش کہیں سینۂ دشمن میں رہے
روز ہے صبحِ وطن شامِ غریباں ہمکو / ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ نشیمن میں رہے
صبر بنکر دلِ عاشق میں سمائے یکسر / وہ کرشمے کہ تری نرگسِ پرفن میں رہے
ہاتھ وہ خار ہیں جنکو نہیں کچھ تجھ سے لگاؤ / خار وہ گل ہیں کہ الجھے ترے دامن میں رہے
کاش اپنے ہی گلِ داغِ تمنا ہوتے / ہار بن بن کے جو غنچے تری گردن میں رہے
جو اشارے کہ تری نرگسِ پرفن سے سنچے / فتنے بن بن کے ہی دیدۂ روزن میں رہے

شیخ آگاہ ہو گر سرِ حقیقت سے ظہیر
سبحہ سے فرق نہ زنار برہمن مین رہے

رسم و راہ رازدانی اور ہے — گفتگوی بے زبانی اور ہے
بعد کشتن بدگمانی اور ہے — کیا ابھی تک سرگرانی اور ہے
وعدی سی ہوتی نہین تسکین دل — کچھہ نشاطِ کامرانی اور ہے
عاشقی اور آرزوی التفات — شیوۂ آداب دانی اور ہے
نامہ بر کہتا ہے اگر کچھہ سے کچھہ — ہمسے اقرار زبانی اور ہے
غیر سے ملنا تو کچھہ مشکل نہین — ہمکو فکرِ بدگمانی اور ہے
التفاتِ عام ہے کچھہ اور شے — اور الطاف نہانی اور ہے
ہای لطف تلخکامیہای شوق — لذت نا مہربانی اور ہے
رنجشین دل مین نظر مین کاوشین — اور تسکینِ زبانی اور ہے

طی ہوے جھگڑے شبِ غم کی ظہیر
اک مہمِ سخت جانی اور ہے

مہکی ہوی کسی کے جو عطرِ قبا مین ہے — کچھہ آج بوی مشک بھی شامل ہوا مین ہے
تاثیرِ دل جلون کے بہت کچھہ دعا مین ہے — آنکھون سے دیکھہ لوگے جو قدرت خدا مین ہے
موجِ نسیم صبح کی اٹکھیلیان نہ پوچھہ — شامل جو گرد راہ تری کچھہ ہوا مین ہے
کچھہ کم نہین ادای تغافل عتاب سے — شوخی مین کب ہے وہ جو قیامت حیا مین ہے
ہوتی ہے حسن و عشق مین کتنی مناسبت — میرے بیان کا رنگ تمہاری ادا مین ہے
لیتی ہے اوسکی زلف معنبر سے شہر کی — دیکھو دماغ موجِ صبا کس ہوا مین ہے

ملتے ہوے ہین عاشق مضطر سے رنگ و ننگ / بیتابیان ہین ناز مین شوخی ادا مین ہے
زاہد کو طاعتون سے ہے جس شے کی جستجو / رندِ سیاہکار کی وہ التجا مین ہے
منتے ہین روٹھ روٹھ کے عاشق سے خوبرو / من من کے روٹھنا یہ تمہاری ادا مین ہے
یکرنگ ہے ستم بھی عنایت سے کم نہین / رنگِ وفا نہفتہ تمہاری جفا مین ہے
جو غنچۂ ناشگفتہ رہے ہے وہ دل مرا / جو عقدہ وا نہو تری بندِ قبا مین ہے
ہر ہر قدم یہ ناز سے مٹ مٹ کے رہ گیا / عاشق کے دل کا رنگ تری نقشِ پا مین ہے
بیجا ہین اب تو خوگر ہجران سے کاوشین / آزار رنج مین نہ صعوبت بلا مین ہے

دل کھول کر شکایتِ ہجران کرو ظہیر
منت مین کچھ مزہ نہ اثر التجا مین ہے

یہ کیسی شوخیان ہونے لگین ہر بار دامن سے / کہ مونہہ کو ڈھانک لیتے ہو دمِ گفتار دامن سے
نہ رکھنا اے جنون باقی بدن پر تار دامن سے / کہ مجھکو ننگ ہے دامن سے تجھکو عار دامن سے
یہ کیون رہنے لگی میری طرح تکرار دامن سے / یہ کیون ہر دم اولجھتی ہو دمِ رفتار دامن سے
اولجھ کر تو نے دستِ شوق کیون گستاخ دستی کی / وہ کافر اور بھی رہنے لگا ہشیار دامن سے
چھپا لے بات کو ہو مجھسے یا تم آپ چھپتی ہو / یہ کیون ہونے لگے پردے دمِ اقرار دامن سے
یہ شوخی ہے کہ تمکین ہے الٰہی کیا قیامت ہے / اولجھتے ہین دمِ رفتار سو سو بار دامن سے
مین ان بھولی اداؤن پر تصدق کیون نہو جاؤن / کبھی گیسو سے ان بن ہے کبھی تکرار دامن سے
اولجھ کر خارِ دامن سے مری کیا کیا پشیمان ہین / کہ اب دامن چھوڑانا ہو گیا دشوار دامن سے
بہارِ جامۂ گلگون نہ مانون گا نہ مانون گا / یہ پونچھے ہین کسی نے دیدۂ خونبار دامن سے
کشودِ مطلبِ عاشق ہے اوس دامن سے وابستہ / کہ جس کافر کے دامن کو ہے ننگ و عار دامن سے

بھلا اوس وحشیٔ رم خوردہ سے کیا کام دل نکلے
رہے جو باخبر سایہ بھی اوس ہشیار دامن سے

یہ کیسی بیخودی غش پہ غش کیوں مجھکو آتی ہیں
وہ کیوں جھلنے لگے پنکھا مجھے ہر بار دامن سے

مری تردامنی سے ابر رحمت پانی پانی ہے
ہمیشہ مانگتی ہے توبہ استغفار دامن سے

شب وصل اوس ستمگر نے نیا پردہ نکالا ہے
کہیں چشم کھینچی ہے مری دیوار دامن سے

ہوا دامن کی سوز دل پہ کیا کیا روغن افشاں ہے
کوئی پنکھا سا جھلتا ہے دم رفتار دامن سے

قیامت تک اگر تھم جای گریہ تو مرا ذمہ
وہ آنسو تو مری پونچھیں پھرا اکبار دامن سے

کسی پردہ نشیں کی تیغ الفت دلکو کیا کھائی ہے
چھپا رکھا ہے ہمنے زخم دامن دار دامن سے

یہ دو کلمہ محبت کے نہ بھولینگے نہ بھولینگے
بندھے ہیں یہ ہمارے گوہر شہوار دامن سے

ظہیر اب سر پہ اوسکے دامن دولت کا سایہ ہے
گروے بستہ ہیں جسکے کافر و دیندار دامن سے

مرحبا صل علی سیر کو جانیوالے
خواب میں دولت بیدار کی پانیوالے

کیا غنودہ ہوئے شکر خواب میں آنکھیں کھولو
خواب خرگوش میں فتنوں کی سلانیوالے

کھول دی نرگس مخمور کو ای مایۂ ناز
مژدۂ وصل سناتے ہیں جگانیوالے

نرگسیں باغ ہی چشمان ملک سی جادہ
رکھہ قدم ناز سے آنکھوں میں سمانیوالے

دیدۂ عاشق بیتاب ہیں در ہای بہشت
چشم براہ ہیں پردونکی وہٹانیوالے

منتظر ہیں ترے سکان طباق اعلی
لینے آئے ہیں تجھے وحی کی لانیوالے

جلد لے اب مسند قوسین پہ ہو جلوہ نما
کہ بلاتے ہیں تجھے پاس بلانیوالے

ہے یہاں قرب ندای خندلی ہے
شوق سا شوق ہوا ای شوق بڑھانیوالے

ساتھ قنبر کے ہمراہ کا بھی چھوٹ گیا
گرد مثل دعا عرش پہ جانیوالے

جان سو جان سے اس نرگس شہلا پہ نثار
دیکھ کے سرمۂ مازاغ لگانے والے

جادۂ نعت ہے یا لغزش ہشیار ظہیر
گر بھی پڑتے ہین بہت پانو بڑہانیوالے

ہو مبارک تجھے معراج کے جانیوالے
بخت بیدار صفت خواب مٹانیوالے

ڈھونڈھتی ہے ترے سایہ کو عبث چشم ملک
کہ اوڑا لیگئیے آنکھون مین اوڑانیوالے

بخشش امت عاصی تو بڑی بات نہین
کہ ترے ناز اوٹھاتے ہین اوٹھانیوالے

روز محشر بھی تری لطف سی ہے چشم نجات
میری کشتی کو تلاطم سے بچانے والے

دے سہارا مجھے طوفان بلا مین دم حشر
میرے بیڑے کے سدا پار لگانیوالے

حسرت مردۂ عاشق کو جلا دے آکر
لب جان بخش سے مُردونکے جلانیوالے

مجھ گنہگار کے بیڑے کا نگہبان تو ہے
کشتی امت عاصی کے بچانیوالے

روز محشر ہے پر آشوب تو کچھ باک نہین
آپ ہین آپ ہین بگڑی کی بنانیوالے

دل شکستہ ہے گناہون سے ظہیر ناکام
تیرے الطاف ہین امید بندھانیوالے

رحم کر رحم کر او ناز سے چلنے والے
ٹھوکرون مین دل عاشق کے مسلنے والے

تیری شوخی نے بندھائی ہین امیدین کیا کیا
دمبدم مثل فلک رنگ بدلنے والے

وصل ہے وصل ترے ناز و ادا کے قربان
مان جا مان لے شوخی سے مچلنے والے

ہو رہے ہوتے ہی کہین صبر کی عادت پڑتی
رفتہ رفتہ ہی سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

شمع سے گرمی محفل ہے نہ پروانے سے
اور ہین اور ہین اس بزم مین جلنے والے

ایک زیور ہے تلون بھی حسینون کیلیے
خود بدل جاتے ہین پوشاک بدلنے والے

چھوڑ دے نبض کو ہٹ جا مری بالین سے طبیب
ایسے بیمار نہین تجھ سے سنبھلنے والے

سخت دل سنگ ہین خوبانِ گل اندام ظہیر
ایسے پتھر نہین نالون سے پگھلنے والے

ادو نگاہون کیطرح دل مین اوترنیوالے
داغ بن بن کے کلیجے مین ابھرنیوالے

ناخداترس ستمگار مکرنے والے
آدمی کیا کہ خدا سے نہین ڈرنیوالے

قافلے سوی عدم روز چلے جاتے ہین
یہہ مسافر نہین رستے مین ٹھہرنیوالے

خار بوے ہین جو اغیار نے سب جانتے ہین
یہ شگوفے ہین بہت جلد ابھرنیوالے

شکوۂ غیر یہ کہتا ہے کہ ہان ہان سچ ہے
تم سلامت رہو الزام کے دہرنیوالے

ناز کی شان ہے ضد حسن کی زینت ہے عتاب
کہ سنورتے ہین بگڑ کے تمھین سنورنیوالے

خود بد آموز ہو جب تم ہی تو کیا جرم رقیب
کہ اوبھار ایسے ابھرتے ہین ابھرنیوالے

لو وہ کہتے ہین مرے عرض سنا کر سب کو
آپ بہی نام خدا ہمیہ ہین مرنیوالے

داورِ حشر سے ہرگز نہ کرینگے فریاد
حشر کے دن بہی تری قہر سے ڈرنیوالے

باز آتے ہین وفا سے کہین جانباز ظہیر
کر گذرتے ہین ستم جان پہ کرنیوالے

ہو جب بے سبب جو وہ رنجیدہ ہو گیے
معلوم دل کے عقدۂ پیچیدہ ہو گیے

گھل گھل کے رنج ہجر سے کاہیدہ ہو گیے
ہم ہی تجہی سے ای دلِ غمدیدہ ہو گیے

کھو دی ہی سہی دل خانہ خراب نے
وہ کیا کھنچے ہم اور بہی گرویدہ ہو گیے

آئی نہین ہے نیند کہ وہ آئین خواب مین
کیہہ بخت نا صواب بہی خوابیدہ ہو گیے

جتنے اوٹھائے رنج امیدین سوا ہوئین
ہم کاہشون سے اور بہی بالیدہ ہو گیے

آشوب روزگار ہے وہ چشم نیمخواب
بیدار جملہ فتنۂ خوابیدہ ہو گیے

کہتے تہے یون کہین سے گے ٹکراؤنگی سامنے
سب نحو فقرہای تراشیدہ ہو گیے

پردہ اوٹھا اودہر کہ نظر پہ پڑا ادہر
وہ سامنے نہ آے کہ پوشیدہ ہو گیے

اللہ رشک غیر کی نازک مزاجیان
ہم اونسے بات بات پہ رنجیدہ ہو گیے

قاصد بہی جاکے کوچۂ جانان مین سو رہے
وہ بہی ہمارے طالع خوابیدہ ہو گیے

دشمن کا تذکرہ تہا بُری بات تو نہ تہی
تم تو ذراسی بات مین رنجیدہ ہو گیے

ہے کل کی بات رند خرابات تہے ظہیر
حضرت کہان سے عاقل و سنجیدہ ہو گیے

محبت مین ہم سب گوارا کرین گے
مگر وہ تو کہہ دین کہ وہ کیا کرین گے

وہ لیتے تو ہین دل مگر کیا کرین گے
جلایا کرین گے ستایا کرین گے

ملو تم رقیبون سے ہم دلبرون سے
تم ایسا کروگے ہم ایسا کرین گے

مری بیقراری وہ سن سن کے بولے
وہ دل ہین کہ اسطرح تڑپا کرین گے

دم واپسین کیون عیادت کو آے
وہ دشمن نہین ہین کہ دیکہا کرین گے

ہر اک ابتدا کے لیے انتہا ہے
ستم کر چکین گے تو پہر کیا کرین گے

یہ رفتار والے نہ چوکین گے وان بہی
قیامت مین بہی حشر برپا کرین گے

ستم ناز غمزہ تغافل تبسم
وہ اتنی نزاکت پہ کیا کیا کرین گے

مری حیرتین جنسے دیکہی نہ جائین
وہ کیا آئینے مین تماشا کرین گے

وہ کہتے ہین وہ میرے مشتاق کیون ہین
مین آئینہ ہون کیا کہ دیکہا کرین گے

برے وہ نہین بیچ والے غضب ہین
خدا جانے کمبخت کیا کیا کرین گے

چلے ہے خوش خوش مگر یہ نہ سمجھے / کہ اس دار فانی مین کیا کیا کرین گے
تم اور تمکو ملنے کی مجھ سے تمنا / یہی صاف کہدو ستایا کرین گے
وہ بیزار ہوتے ہین گر دوستی سے / او نہین خط مین دشمن ہی لکھا کرینگے
وہ تم ہو کہ ملکر ملو گے نہ ہم سے / وہ ہم ہین کہ پھر بھی تمنا کرین گے
تمہین وعدہ کرنے مین کیون ہے تامل / ہم ایسے ہین تم سے تقاضا کرین گے
کسی طرح وہ خط کو دیکھین تو قاصد / او نہین حال دشمن ہی لکھا کرین گے
وہ کہتے ہین مرنے کو مر جایے کوئی / دوا مرنے والے کی ہم کیا کرین گے
وفادار جو میری ضد سے بنے ہین / بھلا وہ عدو سے وفا کیا کرین گے
ہوس کار مرنے پہ جی دے رہے ہین / وہ خود بیوفا ہین وفا کیا کرین گے
بس اب ہمسے واجب ہے ملنے ہی ملیئے / کہ اغیار یون بھی تو رسوا کرین گے

ظہیر اون سے ملتے نہ لڑتے بنے گی
نہ ایسا کرین گے نہ ویسا کرین گے

کب کسی سے کلام ہوتا ہے / بیدہانی کا نام ہوتا ہے
لیجے رخصت خلام ہوتا ہے / آخری یہہ سلام ہوتا ہے
روز وان قتل عام ہوتا ہے / کار عالم تمام ہوتا ہے
جسکی آتی ہے وہ ہی مرتا ہے / خوبرویون کا نام ہوتا ہے
عرض مطلب پہ کیون برا مانا / سبکو دنیا مین کام ہوتا ہے
آج ہو جائین ہم سے دو دو حرف / کل کا قصہ تمام ہوتا ہے
یان پیام وصال آیا ہے / وصل کا وان پیام ہوتا ہے

جو کسی کا خیال رکھتے ہین — خواب اون کو حرام ہوتا ہے
ہے یہ تاکید وہ نہ آجائیے — بزم کا اہتمام ہوتا ہے

آج دنیا سے ہے وداع ظہیر
نظم کا اختتام ہوتا ہے

نہ سمجھو فغان بے اثر جائیگی — کبھی صاف دل مین اتر جائیگی
نہ اوپر ہی اوپر نظر جائیگی — زمانے کو تاراج کر جائیگی
رہین گے گلے حشر تک ای اجل — شب غم بھی آخر گذر جائیگی
طبیعت ہے آخر قیامت نہین — یہین آتے آتے ٹھہر جائیگی
تم اپنی نبیڑو تمہین اس سے کیا — گذرنے کو یان بھی گذر جائیگی
چلے تو بھی یہہ تو سوچو ذرا — کسی پر قیامت گذر جائیگی
ستم کرکے تم کیون ستمگر بنو — تمہاری ادا کام کر جائیگی
مصیبت کے مارون کی کیا زندگی — یونہین روتے دہوتے گذر جائیگی
حنا سے نہ تم ہاتھا پائی کرو — یہ نازک کلائی اوتر جائیگی
نہ مضطر ہو اتنا ترے ساتھ ساتھہ — مری جان اے نامہ بر جائیگی
دل مضطرب کا فسانہ لکھون — کہ اوڑکر وہان یہ خبر جائیگی
بہلا دیجیے وعدۂ غیر بھی — ہماری شکایت اوتر جائیگی
کدورت کے ہین چار دن چاہ بھی — بس آخر کو دل سے اوتر جائیگی
برے دن بھی اپنے نکل جائینگے — شکایت نہ یہہ عمر بھر جائیگی
بنے گی شب غم شب وصل غیر — یہ جتنی اودہر ہے اودہر جائیگی

شبِ ہجر ٹلتی ہے کوئی ظہیر
مری جان لیکر مگر جائیگی

نہ ہوئی مونسِ دشمن شبِ فرقت میری
مجھپہ قربان ہوئی جاتی ہی غیرت میری

دل سے مٹتی نہین اسپر بھی کدورت میری
روز آ آکے مٹاتے ہین وہ تربت میری

دل مین کس پیار سے رکھتی ہو عداوت میری
مجھسے بہتر ہے بہرحال کدورت میری

آپ اور غیر سے کرتے ہین شکایت میری
ٹپکی پڑتی ہے عداوت سے محبت میری

وہ جو بڑھ بڑھ کے تری چاہ کی دم بھرتی ہین
اونکو بیدرد دکھادے کوئی صورت میری

خواب مین بھی تو پسِ مرگ نظر آتا ہون
روز ہوتی ہے رقیبون کو زیارت میری

حشر آیا غضب آیا جدھر آئی ظالم
ملتی جلتی ہے تری ضد سے طبیعت میری

وہ مرا نام بھی لینے کے روادار نہین
غیر کیا جانکے کرین اونسے شکایت میری

ہون بھی دنیا مین نہین بھی ہون ننگِ عنقا
لے اوڑی ہے مجھے آفاق مین شہرت میری

میرے دعوے پہ وہ جھوٹا مجھے ٹھہراتے ہین
کہ طلب کرتے ہین مجھسے ہی شہادت میری

عرضِ مطلب پہ کبھی مونھہ سے نکلتی ہی نہین
آپ کی ہان ہے یہ کمبخت کہ حسرت میری

اوسکے کوچہ سے اوٹھاتے ہین جو احباب مجھے
بیٹھی جاتی ہے میری ساتھہ طبیعت میری

اب تو گھبرا کے محبت مین یہ کہتا ہون ظہیر
دے نہ دشمن کو بھی اللہ مصیبت میری

ناتوانی سے وہ نازک ہے طبیعت میری
کہتے پہلے ہی بدلنے لگی حالت میری

مین نہ کہتا تھا کہ غماز بڑے ہوتی ہین
تم نہ سنتے تھے رقیبون سے شکایت میری

چپکے بیٹھے ہوے تکتے ہین وہ صورت میری
بات کرنے نہین دیتی مجھے حیرت میری

یہ تو کہنے ہی کی باتین ہین بہت ہین تمسے | دل مین تم خوب سمجھتے ہو محبت میری

دور کر بین ہی تو اغیار کے گھر جاتا ہون | لوگ کرتے ہین تمہین سی تو شکایت میری

بے مروت انہین کہتے ہین وفادار نہین | دیکھہ لو اپنے چلن اور مروت میری

مین جہان ہون وہین مجہہ سے کوئی آگاہ نہین | اور ہونیکو تو کس جا نہین شہرت میری

آینہ دیکھہ کے اک اک سے وہ فرماتی ہین | گل مین رنگت ہے نہ غنچہ مین نزاکت میری

ایک عالم ترے جلوون کا طلبگار ہوا | پہونکے دیتی ہے مجھے گرمی شہرت میری

ٹک پیچھے کو ہٹاتی ہے محبت مین حیا | مجہسے آگے کئی فرسنگ ہی ہمت میری

داور حشر سے کہنے کی تو گنجایش ہو | غیر کے ہاتہہ سہی ہو کاش شہادت میری

حسن و الفت کے کرشمون کا تماشا ہے عجب | دل ہو تیرا سا محبت مین طبیعت میری

مین بہی اک شے ہون مری شرب ندی بیجا | سمجہہ کو زاہد نہین معلوم حقیقت میری

میگسار و مری توبہ کا بہروسا کیا ہے | دیر لگتی نہین پہرتے ہوے نیت میری

آپ دشمن کے طرفدار ہوے تو ہو جائین | بندہ پرور ہے مرے ساتہہ ہی قسمت میری

جو کہے سچ ہے وہ جو ناز کرے ہے وہ بجا | چہین لی روز ازل غیر نے قسمت میری

ٹوٹنے ہی کے لیے ہے مری توبہ زاہد | باندھنی ہی کے لیے روزہ ہے نیت میری

وہ نہون پاس نہون رشک تو ہی دلمین ظہیر
دخل اغیار سے خالی نہین خلوت میری

شرکت گناہ مین بہی رہی کچہہ ثواب کی | توبہ کے ساتہہ توڑیے بوتل شراب کی

سنتا ہے کون حضرت واعظ جناب کی | کیون میکدہ مین وعظ کی مٹی خراب کی

پیش رقیب بزم مین رکہہ لینا آبرو | اپنی حیا کی اور مرے اضطراب کی

بھر دین ادا ادا مین قیامت کی شوخیان
تصویر کھنچ رہی ہے مرے اضطراب کی

قاصد نے مدعای دلی سب جتا دیا
کچھہ بھی لگی رکھی نہ سوال وجواب کی

عاشق سے ملتی جلتی ہین شوخی کے رنگ ڈھنگ
دیوانہ پن کی عمر ہے عہدِ شباب کی

رکھہ لی خدا نے سامنے زاہد کے آبرو
ٹوٹی نشہ مین ہاتھہ سے بوتل شراب کی

اوچھا ہے دستِ شوق سے گستاخیان معاف
اب خیر آپ کی نہین بندِ نقاب کی

جب احتساب حضرتِ واعظ کا ہو بجا
جنت مین روک تھام کرین گر شراب کی

بس بس نہ موہنہ چھپاؤ شبِ وصل ہم سے تم
تمکو ہمارے شوق کی اپنے حجاب کی

دیکھا تمھارے زہد کو اے حضرتِ ظہیر
یہ قول فعل اور یہ صورت جناب کی

اپنے ہی عکس رخ سے جو آپہی حیا کرے
ایسے پہ نہ جایے تو پہر کوئی کیا کرے

تمسے ملے رقیب کی پہر التجا کرے
یہ دن خدا دکھایے نہ وہ دن خدا کرے

تم کیا کروگے اور کوئی تمسے کیا کرے
وہ وقت ہی نہین کہ کسی سے وفا کرے

بیطاقتی کے طعنے ہین لو بعد مرگ بھی
اب کس امید پر کوئی تمسے وفا کرے

کیا اعتبار اس نگہہِ التفات کا
ڈرتا ہون فتنہ گر سے نہ ملکر دغا کرے

جتنی برائیان ہین وہ سب ہین ملاپ مین
گر یہ نہو تو کون کسی کا گلا کرے

ہمکو تو پاس وضع نے ڈالا عذاب مین
سچ تو یہ ہے نہ کوئی کسی سے وفا کرے

یان اے ظہیر سب سے بھلی ہین خموشیان
اپنی کہے نہ اور کی ہرگز سنا کرے

خانہ آرائی ہے ویرانی مری
بیکسی کرتی ہے دربانی مری

موت سے بدتر گرانجانی مری
زیست سے دشوار آسانی مری

گر نہ دیکھو آئینہ مین دیکھ لو
اپنی صورت اور حیرانی مری

گر نہ حاسد نے رکھ لی آبرو
بات دشمن نے نہ پہچانی مری

کس خم گیسو سے ہے وابستگی
مجھپہ صدقے ہے پریشانی مری

کیون کہین منت کش غمخوار ہون
خود مری وحشت ہے دیوانی مری

لیچلے احباب نعش خونچکان
آج حورون مین ہے مہمانی مری

پاؤن ٹوٹے جسقدر کی جستجو
سعی بیجا اصل ہے نادانی مرے

سہل ہے تمکو مری قطع امید
شاق ہے مجھپر گرانجانی مری

کفر سے توبہ مری کم استوار
نامسلمانی مسلمانی مری

در یار کی جبہہ سائی سے حصول
مٹ چکی تحریر پیشانی مری

مین شب وصل عدو جیتا رہون
ہے سبک کتنی گرانجانی مری

تمکو زیبا ہے تمہارا ہی ہنسی
کھپ گئی مجھپر پریشانی مری

آپ تو اپنی خبر لین پندگو
کیا کرینگے وہ نگہبانی مری

اوسکی رحمت پر اگر کیجے نگاہ
زہد سے آلودہ دامانی مری

روز و شب آنکھون مین رکھتا ہی مجھے
فرض دشمن سے ہے نگہبانی مری

آئینہ ہے گر تمہارا عکس رو
ہے مری تصویر حیرانی مری

تھک کے بیٹھے جس جگہ منزل ہوئی
ہوگئی رہبر تن آسانی مری

ہے توقع پر مدار زندگی
موت کرتی ہے نگہبانی مری

ہے یہی شرط مسلمانی ظہیر
دست کافر اور قربانی مری

ہمراہ وہ اغیار کو لاۓ مرے آگے
یہ میرے بڑے بول ہین آۓ مرے آگے

دیکھا ہے جو آنکھون سے صحبت ہین تمہاری
اللہ نہ دشمن کو دکھاۓ مرے آگے

واقف ہو مری سوز سے گر شمع شب افروز
پروانے کو افزنگلی نہ لگاۓ مرے آگے

اندوہ شب ہجر کو کچھ اور نہ سمجھو
یہ میرے ہی اعمال ہین آۓ مرے آگے

اچھا ہے بلانے کی عوض آپ ہی جاؤن
محجوب ہے وہ آئی نہ آۓ مرے آگے

قاصد تو بڑی چیز ہے یہ رشک تو دیکھو
سایہ بھی مرا پڑھ کے نہ جاۓ مرے آگے

اللہ کرے تو بھی پھرے میری طرح سے
اور غیر تجھے موںھ نہ لگاۓ مرے آگے

صحبت مین وہی لوگ ہین اک عمر جنہون نے
طوفان یہ طوفان اوٹھاۓ مرے آگے

انکی تو سنو بیٹھے ہو کیا سر کو جھکاۓ
کیا کہتے ہین یہ اپنے پراۓ مرے آگے

لطف ستم انگیز کے کیا کیجیے شکوے
خط غیر کو لکھ لکھ کے مٹاۓ مرے آگے

دیکھا جو ظہیر جگر افگار کو بولے
کہہ دو کہ یہ کمبخت نہ آۓ مرے آگے

مجھے یان درد سر کیا جانئے کیا ہے
نگاہان چارہ گر کیا جانے کیا ہے

ہمین مدِ نظر کیا جانے کیا ہے
تمہارے دل مین شر کیا جانئے کیا ہے

یہ کیون بیٹھا ہو گنتا ہون گھڑیان
خیال آٹھون پہر کیا جانئے کیا ہے

خدائی کہہ رہی ہے اپنی اپنی
وہان مدِ نظر کیا جانئے کیا ہے

کوئی ناشاد ہے اور شاد کوئی
نگہ مین خیر و شر کیا جانئے کیا ہے

نہ ٹالو وعدۂ امروز کل پر
کہ کل کس کو خبر کیا جانئے کیا ہے

یہ کیا جاتی ہوئی دیکھی ہے دنیا
وہ آتے ہین ادھر کیا جانئے کیا ہے

جسے چاہو وہی دشمن ہوا اولٹا
محبت مین اثر کیا جانے کیا ہے

یہہ نالے اور یہہ چھوڑین گے باقی
لحاظ ای فتنہ گر کیا جانے کیا ہے

بڑی ہے آہ ظالم دل جلون کی
کہ تو اسکا اثر کیا جانے کیا ہے

نہین مجہہ سے ظہیر آگاہ کوئی
مرا عیب و ہنر کیا جانے کیا ہے

اونہین دہیان کیا آگیا سوتے سوتے
کہ وہ رہ گئے کچہہ خفا ہوتے ہوتے

بگڑنا ہنسی مین ادا اونکی ٹہری
مجہے لگ گئین ہچکیان روتے روتے

محبت مین دشمن بہین دل کاش ملتے
کہ رہتا کوئی ایک دو کہوتے کہوتے

لب زخم شاکی ہین اوناوک افگن
لگائے عجب تیر ہین تہوتے تہوتے

تمہاری محبت نے یہہ گل کہلائے
عدو تہک گئے خار غم بوتے بوتے

ہمین در گذر کر گئے خیر گذری
ابہی رہ گئی اون سے شر ہوتے ہوتے

وہ کب چشم پرخون پہ رکہتے ہین دامن
کوئی مر بہی جائے اگر روتے روتے

نہ چہوٹا ظہیر آہ داغ معاصی
بتنگ آ گئے ہم اسے دہوتے دہوتے

نہ باتین نہ آنکہین ہین وہ چاہ کی
ملاقات ہے گاہ بیگاہ کی

وہ سمجہتے ہین مونہہ سے اگر آہ کی
نہ امید رکہنا کبہی چاہ کی

جو ٹہرے ہین بوسے عنایت کرو
کہ میعاد گذری ہے تنخواہ کی

وہ کہتے ہین شکوون پہ اغیار کے
یہی شک گر تہا تو کیون چاہ کی

چلو بتکدے تک ذرا شیخ جی
دکہا دین تمہین قدرت اللہ کی

ہم اونکو نامے ہزار سے لکھتے جو کچھ بھی چشم امید ہوتی
جواب تقدیر او سے لکی ہے جواب ہم سے لیکے کیا کرینگے

نہو جو حاصل صفائی باطن لباس ظاہر ہی سب ریائی
یہی سہے گر نہ ہو پارسائی ثواب ہم لیکے کیا کرینگے

ترقیون پر ہے ضعف پیری مٹانہ دل سے سر جوانی
وہی ہے اب تک سیاہکاری شباب ہم لیکے کیا کرینگے

متاع صبر و قرار دل کو لیا ہے تمنے تو یہہ بھی لیلو
کہ ایک جان نحیف و زار خراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ بخت خفتہ کو ہو ہمایون یہ چشم دشمن کو ہو مبارک
شب جدائی رہے سلامت کہ خواب ہم لیکے کیا کرینگے

حباب آسا ہے عیش و ہستی کہ دم کی دم کی ہے اوج و پستی
یہ خاک تودہ ہے بحر ہستی سراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ ہمنے پہلی ہی کیون نہ جانا کہ قید ہستی ہے زندگانی
یہ مفت جان حزین کو اپنی عذاب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ جتنے نقش و نگار اب ہین یہ نقش بر آب سب کے سب ہین
قیام اس خاکدان مین مثل حباب ہم لیکے کیا کرینگے

نظر مین ہے سب جہان فانی کہلے ہین اسرار نکتہ دانی
یہہ دل ہے گنجینۂ معانی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

عطائیہ خلعت جنون سے ہمین تو ہی عشق باز رکھو

یہ جنکو حسرت ہے اون کو دست کے جناب ہم لیکے کیا کرینگے
مزہ تو جب ہے بروز محشر کہ جوش رحمت پکار اوٹھے
کہ جاؤ لیجاؤ عاصیون کو حساب ہم لیکے کیا کرینگے
دکھا دے ای گریۂ ندامت کہ پانی پانی ہو ابر رحمت
وگرنہ یہ جوش اشک چشم پر آب ہم لیکے کیا کرینگے
ظہیر دنیا کے جاہ و حشمت ہمارے احباب کو مبارک
ملا ہے تمغای فقر فخری خطاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمت بالخیر

## رباعیات

آنکھوں نے جہاں میں آکے کیا کیا دیکھا
شادی و ملال و زشت و زیبا دیکھا
لازم ہے نشیب ہر بلندی کے لئے
اونچا جو ہوا ہے اوسنے نیچا دیکھا

### دیگر

دنیا سے ہر اک کو دل لگاتے دیکھا
ہر قصر و چمن میں آتے جاتے دیکھا
ہے زیر زمین عجب سراے دلچسپ
جو یہاں سے گیا اوسے نہ آتے دیکھا

### دیگر

دلچسپ فضا ہے کعبہ و دیر نہیں
ہے جسکی تلاش ہمکو وہ سیر نہیں
کہتے تو ہیں سب مگر وجود ہستی
اک بات ہی بے تکی ہے سر پیر نہیں

### دیگر

ان آنکھوں نے ہمنے اک زمانہ دیکھا
مسجد دیکھی شراب خانہ دیکھا
طفلی و جوانی و شباب و پیری
سب کچھہ دیکھا مگر فسانہ دیکھا

### دیگر

ہے مثل حباب زندگانی تھوڑی
اور درد و الم سے شادمانی تھوڑی

کین دیدۂ غور سے نگاہین جو ظہیر — جھگڑے ہین بہت سے اور کہانی تھوڑی

دیگر

یارب زر و جان و مال تو دیتا ہے — علم و خرد و جمال تو دیتا ہے
کچھ کسب و تلاش پر نہین ہی موقوف — دیتا ہے جسے کمال تو دیتا ہے

دیگر

کیفیت حال و قال تو دیتا ہے — چشم و نظر جمال تو دیتا ہے
آنکھونکو نگاہ دل کو نور عرفان — اسے قادر بیہمال تو دیتا ہے

دیگر

محتاج کو رزق و آب تو دیتا ہے — بیتاب کو صبر و تاب تو دیتا ہے
یارب نہین کچھ تیرے خزانہ مین کمی — دیتا ہے تو بیحساب تو دیتا ہے

دیگر

مستوجب طاعت زمانہ تو ہے — بخشندۂ تاج خسروانہ تو ہے
یارب نہین دہر مین کسیکا کوئی — بیگانہ ہے خلق اور یگانہ تو ہے

دیگر

ہر شے مین کمال کبریا کو پایا — شہ رگ سے قریب تر خدا کو پایا
بیمثل و نظیر ذات مطلق دیکھی — اور بعد خدا کے مصطفیٰ کو پایا

دیگر

ہو کس سے ثنائے شاہ لولاک — عاجز ہین بشر کی فہم و ادراک
اللہ کے قول پر ہے اتمام کلام — لولاک لما خلقت الافلاک

دیگر

صد شکر کہ آدمی بنایا تو نے
ہستی مین عدم سے لا بٹھایا تو نے
تلخی و خوشی و عیش اندوہ و ملال
دکھیا وہ نظر سے جو دکھایا تو نے

دیگر

کب لاو نعم کا ہم کو مقدور رہوا
وہ تو نے کیا تجھے جو منظور رہوا
جس بار کشی سے ہین فرشتے معذور
انسان ضعیف اوسپہ ما مور ہوا

دیگر

قسام ازل نے جو بنائی تکلیف
خاصانِ خدا نے وہ اوٹھائی تکلیف
دنیا کی ہر اک شے کو سمجھا بے اصل
اک دولتِ بے زوال پائی تکلیف

دیگر

جو کچھ ہے کیا کیا خدایا تو نے
خالی نہین سے جو بنایا تو نے
شایان ہے تجھی کو کبریائی تیری
ناچیز کو چیز کر دکھایا تو نے

دیگر

حکمت سے نہین خلاف قدرت تیری
دوزخ بھی تیری ہے اور جنت تیری
کچھ اس سے نہ مدعا نہ اوسکا شکوہ
راضی برضا ہون مشیت تیری

دیگر

یارب غم و رنج ہین عنایت تیری
بندہ ہون تیرا یہ سب ہے دولت تیری
تو نے مجھے دی ہی اور تو نے لی لی
کیا منہ ہے کہ کر سکون شکایت تیری

### دیگر

یارب ہے مجھے فرض ہی عبادت تیری — کچھ مجھ سے ادا ہوئی نہ طاعت تیری
کیا کچھ نہ جہان مین تو نے بخشا مجھکو — افسوس ہوئی نہ قدرِ نعمت تیری

### دیگر

مکار ہین جتنے لمبی ڈاڑہی والے — قصاب ہین یہ چھری کٹاری والے
ہے ریش دراز اک دغا کی ٹٹی — کرتی ہین شکار خوب جہاڑی والے

### دیگر

عابد ہو فقیہ ہو گدا ہو یا شاہ — کرتی ہے ہر ایک کو یہ قحبہ گمراہ
صد شوہر و یک عروس زالِ دنیا — لاحول و لا قوۃ الا باللہ

### دیگر

بد اصل سے ہے خطا کی امید — نیکی کی امید سے ہے بدی کی امید
کرتی ہین حلال یہ اوسیکو پہلے — رکھتا ہو جو اونسے دوستی کی امید

### دیگر

انسان نہ بخیل کے کبھی ہمسا رہے — سایہ سے بھی تا بتک کہ بچا جاوے بچے
اپنے پہ ہو بخیل نہ جو پا جائے رسوخ — سچ ہے کہ خدا لے گنجے کو ناخون نہ دے

## تخمیس بر غزل مولانا محمد خان قدسی

عیدا جانِ جہان نازشِ عالی نسبی — شورش حسن نہان مظہر سرِ عجبی
آب و رنگ چمنِ ہاشمی و مطلبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اللہ اللہ رے ای عشق تری بو العجبی
گفتگو وحدت و کثرت مین ہے اب بے ادبی
لے اوڑھی حسن کو خود حسن کی شہرت طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر کسکے کرشمہ سے ہوئی دیر و حرم
تجھ سوا کون ہے اے چشم و چراغ عالم
کسکی آئینہ طلعت ہین حدوث اور قدم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بو العجبی

مرحبا شوخی نیرنگ جمال اکبر
ہر دو عالم مین دکھایا غرض اپنا عالم
ہے ادہر نقش حدوث اور اودہر رنگ قدم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بو العجبی

ننگی ہے میرے اعمال سے کیا کچھ مجھپر
نگہ لطف سوا کوئی نہین جاے مفر
جادہ جادہ ہر دم تیغ کدہر جاؤن کدہر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

آرزومند ہین طوبیٰ و بہشت و کوثر
زمزمہ سنج ہے ہر حور بہشت انور
کہ تیری ایک نگہ لطف و کرم ہو ہمپر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

طے کئے تو ؤنے اِکدم مین بعزم گلگشت
عرش اعظم ہے تیری توسن چالاک کا دشت
اول گلشن فردوس سے لیکر تا ہشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یاں نہ اب موسیٔ عمراں ہیں نہ امیں ہے نہ وشت — عیسیٰ و چرخِ چہارم نہ بہشتِ ہشت
ہے مقامِ فتدلی پہ حدیثِ گلگشت — شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہو گی جب گرمیِ ہنگامۂ محشر بیتاب — آپ سے عرض سرا ہونگے رفیع الدرجات
اے سراپا کرم و جود و سخا و برکات — ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات

رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

حامیِ کشتیِ امت ہے تو اے خضرِ نجات — تیرے صدقے سے خطائیں ہوں ہماری حسنات
رستگاری ہو جو محشر میں تو ہے تازہ برات — ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

ہے تری ذات شہا چشمۂ جود و اکرام — تلخ کامانِ ضلالت بھی ہوئے شیریں کام
قلزمِ رحمتِ باری ہے تو اے شاہِ انام — نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

شد از آن شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

نزہتِ یمن قدم سے ترے اے رحمتِ عام — تر و تازہ چمنِ قدس و ریاضِ ایام
کیا دمِ صبحِ ازل تا سحرِ روزِ قیام — نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

شد از آن شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

خاک سے پہلے ترا نور ہوا جلوہ فزا — جوہرِ نور کجا و جسدِ خاک کجا
ذرہ و مہر میں ہے فاصلۂ ارض و سما — نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

دور پہنچا ہے قدم سے ترے عرشِ اعظم — شاد ہیں مدح نگاری سے تری لوح و قلم

زمزمہ لب پہ ہے ہر حرفِ دل بشر کی ہر دم — نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

دیکھنا لاف زنی اور میرا روے ورم — کیا کہا قہر کیا ہاے غضب وا ے ستم

سر خجالت سے گریباں میں فروہی ہر دم — نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بہ سگِ کوے تو شد بے ادبی

ہوئی آتی ہے کہ شاہانِ جہاں کی منشور — باقی رہتی ہیں اشاعت بزبانِ دستور

تھی مشیت میں مگر حرمتِ یثرب منظور — ذاتِ پاک تو دریں ملکِ عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

مظہر لطفِ خدا نورِ خدا شانِ خدا — ہوں ثنا سنج ترا اسکے سوا اور میں کیا

یا رسولِ مدنی صلے علی صلے علی — نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

راحتِ قلبِ حزیں دارویٔ دردِ جگری — دردمندانہ شفا جو ہے ظہیر و قدسی

یا معین الضعفا خذ بیدی خذ بیدی — سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

## تخمیس بر غزل مولا محمد صدر الدین خانصاحب بہادر مرحوم

## صدر الصدور دہلی متخلص بہ آزردہ

تردد ہے گر زہر کے باب میں — ملا آب زمزم سے تاب میں

تکلف سے کیا بزم احباب میں — پلا ساقیا مے خنک آب میں

کہ تھمتی نہین تو یہ مہتاب مین

سلامت اگر چشم بیخواب ہے | تو یہ خاکدان نذر سیلاب ہے
مصیبت مین کیا جان بیتاب ہے | ان آنکھو نسے پنجاب بہتا آب ہے
بڑہے اور دو حصہ پنجاب مین

یہین حسن و الفت کے راز و نیاز | ہوئی محو یکسر نشیب و فراز
سجود خدا مین بہی آئے نہ باز | گیا دین گیا حضور نماز
وہ یاد آئے ابرو جو محراب مین

الہی عدو جس سے شرمائی دے | الہی جہان جس سے گہبرائی دے
الہی زمین جس سے تہرائی دے | الہی فلک جس سے پہٹ جائی دے
وہ تاثیر آہ جگر تاب مین

نہ پائے جہان مین سراغ ابر کا | نہ سر سبز ہرگز ہو باغ ابر کا
نہ لبریز ہو پہر ایاغ ابر کا | نہو آسمان پر دماغ ابر کا
جو ہمت ہو کچہہ چشم پر آب مین

تغیر ہوا کیسے زمانہ مین کب | دگرگون ہوا حال دوران جو اب
فلک نے دکہایا یہ کیسا غضب | وہ عریان ہین سرما مین تہی جنکی شب
گذرتی سمور اور سنجاب مین

لگاتا ہے گر ہاتہ پورا لگا | کہ حاصل ہو بسمل کو لذت ذرا
نہین ہے جو سوزش تو پہر لطف کیا | ملے کچہہ تو زخم جگر کا مزا
بجہا کر رکہا تیغ زہراب مین

جو ہون ایک جا مصطفٰے خانے پہر ہنون ہم جدا مصطفٰے خانے پہر
کہان آشنا مصطفٰے خانے پہر خدایا ملا مصطفٰے خانے پہر
وہی ایک باقی ہین احباب مین

کسیکے کہو کوئی کیا دل کا حال کہ بیدرد کیا جانے گہائل کا حال
جو پوچھو تو بسمل سے بسمل کا حال کہون باغبان کیا عنادل کا حال
کہ سنکر رہیگا نہ تو تاب مین

بردنگی نہ جانون پہ بجلی گری نہ ان آسمانون پہ بجلی گری
کہ ہم بیزبانون پہ بجلی گری بلند آشیانون پہ بجلی گری
جو نیچے تھے ڈوبی وہ سیلاب مین

ظہیر آج بیتاب ہین دل جگر گیا شوقِ پابوس حد سے گذر
تلطف کی شاید ہوئی ہو نظر نہ آئے ہون آزردہ لینا خبر
پڑی دہوم ہے سارے پنجاب مین

## تخمیس بر غزل حضور پرنور ناظم بےنظیر ناثر بےمثال حضور امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی سی۔ آئی۔ ای فرمانروائے ٹونک دام اقبالہ

ترنم ریز مرغانِ خوش الحان ہوتی جاتی ہین نواسنجان گلشن تہنیت خوان ہوتی جاتی ہین
چمن شور عنادل سے پر افغان ہوتی جاتی ہین خزانکے پیرہن جیب و گریبان ہوتی جاتی ہین

گل و غنچہ چمن مین زیبِ دامان ہوتی جاتی ہین

جنون کا جوش ہے وحشت کے سامان ہوتے جاتی ہین — ہم ہیر ارتباطِ دست و دامان ہوتے جاتی ہین
کہین تارِ رفو نذرِ گریبان ہوتے جاتی ہین — بہار آئی ہے ہیر تازہ خیابان ہوتے جاتی ہین

مطرا سبزہ و گل سے گلستان ہوتے جاتی ہین

نوید وصل ہے عشرت کے سامان ہوتے جاتی ہین — وداعِ غم ہے رخصت رنج حرمان ہوتی جاتی ہین
فراہم ساز و برگِ خورمی یان ہوتی جاتی ہین — اثر اب آہ کے ایدل نمایان ہوتی جاتی ہین

جفا سے اپنے دلمین وہ پشیمان ہوتی جاتی ہین

ہوا ہے سوزِ غم سے سینہ اپنا صورتِ گلخن — ہوائی فصل گل ہے اور اُس آتش پہ دامن زن
گلِ داغِ کہن کھل کھل کے دکھلانے لگے جوبن — نہ مٹ جائے بہارِ گلستان اے غیرتِ گلشن

ہمارے داغہائے دل گلستان ہوتی جاتی ہین

یہ اندازِ ستم تو کچھ نرالے ہین زمانے سے — جفا عاشق پہ تم کرتے ہو ہر حیلے بہانے سے
دلِ برہم شدہ کی کیا تمہین حاصل ستانے سے — سنوارو آگے آئینہ کو رکھکر انکو شانے سے

ہوا سے بال گیسو کے پریشان ہوتی جاتی ہین

نہین وہ بھینی بھینی بو گل و نسرین کی خرمن مین — نہ وہ رنگت ہے رنگت مین نہ وہ جوبن ہے جوبن مین
اثر الباس ریزی کا ہے اب بلبل کے شیون مین — وہ رشکِ گل مگر گلگشت کو آتا ہے گلشن مین

وفورِ شرم سے گل چاک دامان ہوتے جاتی ہین

پڑی ہے اوس گلشن پر بہار روے خندانسے — خجل الماس و گوہر ہین صفائی آب دندانسے
لبِ جان بخش سے پھولے ہی رنگین رنگ مرجانسے — فزون تر اور بھی حسرت ہوئی ہے سرخئی پانسے

لبِ رنگین تیرے لعلِ بدخشان ہوتی جاتی ہین

تمہارے شعلۂ رخسار سے گلشن بھڑک اٹھا | ہر ایک نخلِ گلستاں ہے دہوکا نخل ایمن کا
بیانِ آتشِ نمرود کیا اور آتشِ گل کیا | جلایا آتشِ رشکِ قدِ موزوں نے کچھ ایسا

صنوبر باغ کے سروِ چراغاں ہوتی جاتی ہیں

ظہیر اپنا عمل ہی کیوں نہ حضرت کی سخن پر ہو | سخن ہی وہ کہ ریوڑ بنگ سے عاری سراسر ہو
بیانِ واقعی ہو فرق اس میں ہو تو کیونکر ہو | دلِ شوریدہ کیونکر اسے خلیل اپنا نہ مضطر ہو

ہوا سے یار کے گیسو پریشاں ہوتی جاتی ہیں

# قصاید

## قصیدہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدۂ اول در حمد و ثنای حضرت خداوند عز و جل و نعت حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و مناقب آلہ الاطہار و مدح اصحاب کبار سلام اللہ علیہم اجمعین

زہے کرامتِ توحیدِ ایزدِ غفار | زبانِ خامۂ معجز رقم ہے گوہر بار

مہیمن و ملک و قادر و رؤف و رحیم
نصیر و ناصر و دیّان و واحد القہار

مصور و صمد و ذوالجلال و الجبروت
محی و مالک و دارا و داور داوار

خدا سے برتر و برحق بری ز چون و چرا
بصیر و سامع و رحمن و ارحم و ستار

قوی و قادر و قیوم و لاشریک لہٗ
دلیل و ہادی و برہان خالق الجبار

غنی و باسط و منان و خالق سبحان
خداے جان و جہانبان و مالک و مختار

وہ نقش بند بدایع نگار جسکے ہین
نکات خامۂ قدرت ثوابت و سیار

وہ بادشاہ کہ فرمانروا ہے بیدستور
وہ کبریا کہ کسیکی نہین مدد در کار

وہ حکمران کہ قضا و قدر ہین فرمان بر
وہ تاجور کہ ازل اور ابد کا ہے مختار

وہ بادشاہ کہ جسکا نہین مشیر و ندیم
وہ بے نیاز جسکو مشورہ در کار

وہ ذوالجلال کہ ہے حکمران کن فیکون
وہ کردگار کہ بے کارکن ہے کاربرار

وہ بے نیاز کہ جسکا کرشمۂ قدرت
نیاز عاشق و ناز بتان لالہ عذار

وہ کبریا جسے شایان ہے کبریا و منی
وہ ذوالجلال کہ معبود کا فرو دیندار

وہ بادشاہ کہ جسکے گدائی ناصیہ سا
سپہر و مہر و نجوم و ثوابت و سیار

وہ دستگیر کہ جسکا جہان ہے دست نگر
اور اوسکے فیض کی محتاج ہین صغار و کبار

وہ حکمران کہ فقط حکم کن کی ہوتی ہی
جہان و کرسی و لوح و قلم ہوے تیار

زہے طراز نگار جہان بوقلمون
زہی نگارش تحریر کلک صنع نگار

نہ اوسکے کام مین کچھ پیشکار کی حاجت
نہ اوسکی کارگذاری مین دخل کارگذار

نہ اوسکی دست کو درکار آلۂ تعمیر
نہ اوسکے قصر عمارت مین حاجت معمار

وہ اوستاد کہ جسنے ظہور قدرت سے
بلند سقف فلک کو کیا ہے بے دیوار

نہ اوسکے حرف پہ جاوی بنانِ انگشت
نہ اوسکی قدرتِ کامل مین عقل و فہم کو بار

حکیم اور وہ ایجاد آفرین جسنے
کیا بخار سے قایم یہ گنبدِ دوار

کیا بروج سے زیبا سپہرِ نہ طارم
کیا زمین کو محصور آبگینہ حصار

بخار آب سے پیدا کیا سپہر برین
دیا زمین کو بالای موج آب قرار

بچھایا خاک پہ حکمت سے فرش بوقلمون
کیا سپہر کو انجم سے مطلعِ انوار

جو اوسکی قدرتِ نیرنگ کار یار نہو
ابہی یہ کارگہ بے ستون ہو مسمار

نہ صلب سنگ سے پیدا ہو لعل آتش رنگ
صدف کے بطن سے نکلے نہ گوہر شہوار

وہ بادشاہ کہ جسکا سریر عرش مجید
وہ بادشاہ کہ جسکا قلم ہے نامہ نگار

وہ بادشاہ کہ جسکا پیامبر ہے رسول
رسول وہ کہ رسولونکا سرور و سردار

یہین خلیفہ عالم محمدِ عربی
حبیب خالق کونین احمدِ مختار

اصول عالم ایجاد سیدِ لولاک
شفیع روزِ قیامت قسیم جنت و نار

ظہور نور محمد نتیجہ ایجاد
شہود جلوہ مستور مظہر الانوار

چراغ یثرب و بطحی امام جملہ رسل
امین سرِ حقیقت امانِ روز شمار

یگان گوہر دریای رحمت سبحان
نگین خاتم کونین مخزنِ اسرار

فروغ عرش مبین زیب مسندِ قوسین
سوار عرصۂ اوحی شہ براق سوار

حبیب خالق کونین سرور دارین
کہ انبیاء سلف کا ہے قافلہ سالار

وہ مقتدا کہ ملائک ہین مقتدی جسکے
وہ پیشکار کہ پیشینیان ہین پیرو کار

رکہے عدم سے نہ ملکِ قدم مین گر وہ قدم
کہلے حدوث و قدم کا نہ حال کچہ زنہار

نہ صلب نوح مین گر ہو وہ گوہر بیچون
تو غرقِ کشتی نوح بہی ہو سو سو بار

اگر وہ خلقتِ عالم کا ہو نہ پشت پناہ
تو آفرینشِ آدم کبھی ہنوز نہار

گر اوسکا نور جہانگیر آب پاش نہو
نہو وہ آتشِ سوزانِ خلیل پر گلزار

مفخر اوسکے قدم سے ہے ساحتِ افلاک
منور اُسکے سبب سے ہے گنبدِ دوار

وہ برقِ نور جو موسیٰ نے طور پہ دیکھی
اوسیکا جز ہے ضیائے جبینِ پر انوار

جو ذاتِ پاک نہ باعث ہو آفرینش کی
جہانِ کتمِ عدم سے نہ خلق ہو زنہار

فروغِ گوہرِ آدم شرافتِ حوا
امامِ سبحۂ ابرار آلِ اطہار

وہ آلِ پاک رسولِ خدا جنابِ بتول
ازل سے جنت و کوثر کی مالک و مختار

بتولِ پاک جگر گوشۂ رسولِ کریم
کہ نور عین کیے راہِ حق میں جسنے نثار

وہ نور عین تھے یعنے حضرتِ سبطین
دلِ بتولؓ و جوانانِ خلد کے سردار

شہید جادۂ تسلیم سید الشہدا
کہ جد پاک ہیں دونونکے سید ابرار

شہِ سریرِ رسالت مہِ فلک خرگاہ
وہ بارگاہ کہ رکن رکین ہیں جسکے چار

چراغِ بزمِ رشادت خلیفۂ اول
مشیرِ خاص و ندیم و وزیر عاشق و یار

وہ کون یعنی ابوبکرؓ دوستدارِ رسول
وہ کون حضرتِ صدیقؓ صادق الاقرار

نکو خصال و نکو واقش و نکو منظر
ستو وہ کار ستودہ عمل ستودہ شعار

یہ عدل و داد ہے اوسکی زمانِ نصفت میں
کہ مال و زر میں برابر ہیں بوذر و زردار

زبسکہ ہیچ سمجھتا ہے مال دنیا کو
نظر میں اوسکی نہیں قدر درہم و دینار

وہ سعی و جہد ہے راہِ جہاد میں اوسکی
کہ چھپتے پھرتے ہیں گوشوں میں مشرک و کفار

دیا رواج ہے وہ سنتِ پیمبر کو
کہ زہد و ورع کی ہر سو ہے گرمیِ بازار

یہ اجتناب نے اوسکے رواج پایا ہے
ہوئی ہے فاسق و فاجر کو زندگی دشوار

اور اونکی بعد خلافت ہین حضرت فاروق — عمرؓ خلیفۂ دوم مخالفِ اشرار
خدیوِ لشکرِ اسلام رائجِ سنت — معینِ اہل جماعت معاونِ انصار
کیا وہ صاف عدالت سے حق و باطل کو — کہ زید و بکر مین ہے عمر ہے نہ تکرار
سنیب لشکرِ اسلام سے زمانے مین — ہر ایک موبدِ ترسا ہے زاہدِ دیندار
یہ خوف سے کہ مبدل ہوا ہے رندی سے کفر — بنا ہے رشتۂ تسبیح رشتۂ زنار
وہ جنگجو کہ کیا اک جہان کو زیر و زبر — کہ اوسنے فتح کیے ہین جزائر و امصار
لیا ہے اوسنے زمانے کے خشک و تر سے خراج — کہ اوسکے قبضے مین ہین کل جہانکے دشت و کہسار
سمیم قرینِ پیمبر امیرِ ذوالنورین — کہ جسکا غلبۂ عالی سے ہے مشرقِ انوار
وہ کون حضرتِ عثمان خلیفۂ ثالث — غنی و باذل و جواد و سرور و سردار
وہ وہ غنی ہے کہ تونگر ہین جسکی دست نگر — کہ بے زرونکو کیا جسنے دفعتاً زردار
وہ وہ غنی ہے ہمہ عمر جسکے سایل نے — سنا زبان سے اوسکی نہ کلمۂ انکار
سخا و بذل مین حاتم کو اوس سے کیا نسبت — کرے گر ایک طلب اوس سے دے وہ ایک ہزار
خدا نے بخشی ہے اوسکو وہ ہمتِ عالی — کہ اوسکو لا و نعم سے نہین ہے کچھ سروکار
چہارم ابن عم مصطفےٰ امام ہدیٰ — قسیمِ کوثر و تسنیم حیدرِ کرار
ابوالحسن شہ دلدل سوار زوجِ بتول — اخی و ہمدم و داماد احمدِ مختار
کنندۂ درِ خیبر درندۂ اژدر — علیِ ولی اسد اللہ قاتلِ کفار
شہِ سریرِ خلافت خلیفۂ برحق — اخی و قوتِ بازوے سیدِ ابرار
وہ مرتضیٰ کہ جو سویا نبی کی بستر پہ — کیا نہ جانِ گرامی کا پاس کچھ زنہار
وہ مرتضیٰ کہ کہین جسکو لحمک لحمی — زبانِ پاک و مبارک سے احمدِ مختار

وہ مرتضیٰ کہ طریقِ شہود و عرفا نمین — سبک روانِ طریقت کا قافلہ سالار
وہ مرتضیٰ کہ رہِ حق مین دیدیا خود کو — وہ مرتضیٰ کہ دل و جان سے ہی نبی پہ نثار
وہ مرتضیٰ کہ وہ ہم جنگ جسکی تیغ کی آنچہ — مخالفانِ نبی کے لئے عذاب النار
وہ بوتراب کہ حمزہ ہے جسکا عم بزرگ — وہ بوتراب اخی جسکا جعفرِ طیار
وہ بوتراب کہ دوشِ رسول پر چڑھکر — بنائے کفر کو کعبہ سے کر دیا مسمار
ابوتراب شہ ذوالفقار تابِ علوم — خدا کا شیر یداللہ صفدرِ جرار
وہ بوتراب کہ جسکا ہے مولد و مشہد — حریم خاص خدا وند واحد القہار
ظہیر کیا مجھے یاد آیا مطلعِ استاد — زہے کرامتِ مداحِ حیدرِ کرار

علی سے کیونکہ ہو زیرِ لشکرِ کفار
علی سے ہے شکل علی اور علی سے ہے حرفِ جار

یہ التماس ہے خدمت مین یا رسول کریم — گدا ہے در ہون ترا اور غلام مدح نگار
نہ کہہ نگاہِ خلایق مین تو حقیر و ذلیل — شہنشاہا تیری امداد ہے مجھے درکار
نہی کسی نے جہان مین میری کمال کی داد — غضب ہے مجھکو نہ سمجھا کسی نے آدم کار
مٹا دیا میری نکبت نے میرے جوہر کو — رکھا زمانۂ ناساز نے ہمیشہ خوار
گلہ نہین ہے مجھے اپنی شکستہ حالی کا — کریگا قدر میری کیا زمانۂ غدار
بجا ہے ناز میرا جسقدر ہو نہین نازان — روا ہے فخر مجھے جسقدر کرون اظہار
مری نگاہ مین ہے ہیچ ثروتِ دنیا — کہ مجھکو دولتِ الفقر سے ہے شان و وقار
کہان سے سلسلہ میرا ہے کون ہین آبا — غلام خاص ہون کس شہ کا کسکا مدح نگار
ظہیر وقتِ مناجات ہے نہ وقتِ گلہ — دم گلہ ہے کہ یہ وقت توبہ استغفار

| | |
|---|---|
| ہزار توبہ بدرگاہ قاضی الحاجات | ہزار کردہ ناکردنی سے استغفار |
| شہنشہا ملکا داورا خداوندا | سوا تری نہین کوئی معاون وغفار |
| نہین سے ہے کچہہ تری رحمت کا اے رحیم حساب | نہین ہے کچہہ میری تردامنی کا حصر و شمار |
| الہی تیری رضا کا کیا نہین کچہہ کام | گناہگار و سیہ رو ہون عاجز و نادار |
| مرے گناہ کو کر عفو اے غفور رحیم | بحق سید ابرار و آلہ الاطہار |
| تری جناب سے اب مغفرت کا خواہان ہون | مرے گناہ کو کر عفو اے مرے غفار |
| غرض نہین ہے مجہے کچہہ بہشت و دوزخ سے | تری رضا پہ ہون راضی ہین امر مختار |

## قصیدہ دوم

قصیدہ دوم در تہنیت تقریب جشن جوبلی شہنشاہ دوران فرمانروای ہندوستان وانگلستان بخشندۂ تاج و دیہیم ستانندۂ ہفت اقلیم سلطان بنت سلطان خاقان بنت خاقان اعنی حضور ملکہ معظمہ مخدومہ ومکرمہ جہان قیصرۂ ہندوستان شہنشاہ انگلستان ملکہ کوئین وکٹوریہ اورنگ آرای سریر جہانبانی مربع نشین صدر سلطانی

ادام اللہ اقبالہا وضاعف اجلالہا

| | |
|---|---|
| کہولدی ہے تماشا چشم انجم آسمان | آج ہے تقریب جشن قیصرۂ ہندوستان |

آج سے اہل جہان کو وہ عیش و سرور — آج ہے مفتوح بابِ ہمتِ شاہِ جہان

وہ درِ عالی کہ ہے رفعت مین کیوان سے بلند — وہ درِ عالی کہ ہے شوکت مین سقفِ ہفتم آسمان

وہ درِ عالی کہ جسکا نام ہے بابِ کرم — وہ درِ عالی کہ ہے امیدگاہِ بیکسان

آج اس در سے کہلے ہین عقدۂ امیدِ خلق — آج ہین مفتوح بابِ رحمتِ حق بیگمان

جانتا ہے تو کہ ہے کس کاخ کا وہ بابِ فیض — جانتا ہے تو کہ ہے کس قصر کا وہ آستان

خاک ہے جس آستانکی سرمۂ اہلِ نظر — ہے زمین جس آستانکی آسمانکا آسمان

کاخ وہ جس تک نہین وہمِ رسا کو دسترس — قصر وہ جس تک نہ پہونچے طائرِ عقل و گمان

رفعتین جسکی عالی ہمتون کو پست ہین — ہے مکین کی ہمتِ عالی پہ خود نازان مکان

سرفرازونکو لئے افتادگی ہے پر ضرور — اسلئے ہے سایہ افگن بر سرِ اہلِ جہان

بسکہ ہے سایہ بہی اسکا اوج سے گذرا ہوا — ہے یہی اور ممکن نہین مثلِ مکانِ لامکان

ہے اگر پایئن تو ہان پایئنِ سقفِ عرش ہے — ہے اگر بالا تو ہے بالائی قصرِ آسمان

قصر کیا رفعت مین جو ہے ہفت آسمان سے بلند — قصر کیا وسعت مین ہے یکجا جہانِ صد جہان

خلد ہے روئے زمین پر از رہِ ناز و نعم — آسمانِ حسن و خوبی ہے بزیرِ آسمان

ہین صفا سے موجۂ آبِ گہر دیوار و در — یا بیاضِ صبحِ صادق جلوہ آرای مکان

ہے سراپا چشمۂ آبِ لطافت موجزن — یا محیطِ قصر سے ہے نورِ نگاہِ مردمان

ہے سفیدی مین بیاضِ دیدۂ اہلِ نظر — شک یہ ہوتا ہے طلوعِ صبحِ صادق کا گمان

باعثِ حسنِ صفا نقش ہین ہائی نگاہ — ہے لطافت سے لطافت جلوہ آرا آسمانکا

جہک گیا ہے آسمان بہرِ سلامِ پیش طاق — ہے خمِ محراب والان سجدہ گاہِ یک جہان

بسکہ ہر محرابِ ایوان ہے مثلِ ماہِ نو — ایک مطلع سے ہین طالع صد ہلالِ آسمان

سایۂ عکسِ نظر دکھلا رہا ہی دھوپ چھاؤں — رنگ آمیزی یہ ہی ہے رنگِ عذارِ گلرخان
یہ بلورین قصر رشکِ پیکرِ ارژنگ ہے — بلکہ نقشِ اختر نیرنگ سازِ آسمان
جلوہ گر ہی اک نگارین پیکرِ پروین پرند — اب کمی سی نقش نقشبندِ کن تو کہان
ہر ستون مانندِ عہدِ باوفا صاف و متین — نازکی شفاف مثل ساعدِ سیمین بتان
ہی عجب صحنِ محل ہیت کچھ فضای دلکشا — ہر دل پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ غنچہ سان
ہر خمِ محراب دالان یون شکن اندر شکن — تاب گیسو جسطرح زیبِ جبینِ گلرخان
کر رہی ہی یان نگاہِ نازنینان رفت و رد — ہر دل صافی سفت گرد کدورت بی نشان
بسکہ ہر ہر گام پر نور نظر سے جلوہ ریز — جادہ جادہ کہکشان صحن میں ہے آسمان
روشنی کچھ اسقدر ہی جھاڑ اور فانوس کی — ہو گئی شامِ غریبان صبحِ وصلِ بیدلان
عکس افگن ایسی ہیں آویزہ ہای رنگ رنگ — قصرِ بلورین ہے ہے قصرِ جواہر کا گمان
جھاڑ میں بلور کی ہیں لالہ ہای لال فام — برگ میں برگ زبرجد شاخ مرجان شاخسان
ہر شجر بلور کا رشکِ نہالِ طور ہے — یا فروزان ہی ثریا زیرِ سقفِ آسمان
ہانڈیان فیروزہ گون فانوس میں یا قوت فام — لعل گون گیلاس ہی لی الماس گون ہر جا عیان
وسعتِ آئینہ سی حیران ہوا آخر کیا لکھون — گرد سی جو خرد دیکھو وہ دکھلان ہی سے کلان
ہو گر ہی پڑی ہین کیا کہ پردہ ہای زرنگار — بسکہ ہی لعل و گہر کا گوش پر بار گران
سو تو نکلی جلوۂ فرشِ زمین ہونیکو ہین — دست گہر بار شہ کو دیکھکر گوہر فشان
ہے چھپا ر آبگینہ شمعِ محفل کے لیے — تا ہوا سر بزم میں پروانگی جی کا زیان
فرش ایوان کی لطافت پر بچھا جاتا ہی دل — بسکہ ہر رنگین بسانِ رنگِ طبعِ نکتہ دان
قاقم و سنجاب و دیبا ہی بچھا ہے گرد پوش — فرش پا انداز میں خرد حریر و پرنیان

شرم آتی ہے یہان رکہتے ہوئے پانے نگاہ — بسکہ ہین کلہای قالین فرش چشم گلرخان
صرف آرایش ہوئی اس قصر مین لعل و گہر — آج بر آئی تمنای دل دریا و کان
ہین اگر قصر حباب آسمان پر جلوہ گر — یان زمین پر قصر گوہر ہے یہ بلورین مکان
جسکے ہین پایہ قدم سے یہ محل قصر بہشت — جس مکین کی شانسے ہے یہ مکان عالی مکان
زیب اورنگ جہان بانی ہے وہ کیوان سریر — پائی رفعت اس محل کا ہے بفرق فرقدان
آج اس قصر معلی کا فلک پر ہے دماغ — قصر ہے قصر فریدون شاہ ہے شاہ جہان
آج ہے جشن جلوس داور جمشید فر — جشن ہے جشن سکندر تخت سے بخت کیان
خسرو اقلیم یورپ بادشاہ انگلینڈ — مرجع اہل جہان شاہنشہ شاہنشہان
صدر اقلیم فرنگستان کوین وکٹوریہ — تاج بخش تاجداران قیصر ہندوستان
آج ہین مفتوح روی خلق پر ابواب فیض — آج رشک خلد ہے یہ روضہ جنت نشان
آج دربار معلے مین ہے سبکو بار عام — آج بر آئی تمنائی دل خرد و کلان
آج طغیانی پہ ہے بحر کف دریا نوال — آج ہے بارندگی پر ابر دست درفشان
آج ہین صرف کرم معمورہ ہای سیم و زر — آج ہین وقف ستم لعل و در و دریا و کان
شکل چشم آز در ہاے خزاین باز ہین — ہے صلاے خوان یغما ہر گنج شایگان
آج وہ دن ہے کہ سونمین تاون مثل کلیم — آج وہ دن ہے کہ پر ہو لعل و گوہر دہان
بخشش سیم و طلا سے ہے رعیت شادکام — قسمت انعام و خلعت سے ملازم شادمان
ہے عطای شاہ سے شاہ و گدا از نعمت پوش — غرق بحر سیم و زر ہین ہر کہان و مہان
ایک جانب سر بسر شہزادہ ہاے نامدار — ایک سو جملہ وزیران و صفیران جہان
ایک سو رکن رکین دولتین عالیین — ایک جانب حاذق دوران اطباے زمان

ایک جانب ہمبرانِ صدر صدرِ مملکت
ایک جانب کو وزیرِ کشورِ ہندوستان

رونقِ دربار یک سو سرورانِ زر کمر
نیزہ باز و تیغ زن گردن زن گردن کشان

جوق جوق اہلِ قلم زرین قبا زرین کمر
خیل خیل اہلِ علم زرین لوا زرین نشان

ایک جانب فوجِ سرہنگان گروہ اندر گروہ
ایک سو ابلق سواران ہمعنان اندر عنان

بر سرِ اجلاس ہے تو شاہ گردون سریر
جلوہ گر تختِ سلیمان پر ہے بلقیسِ زمان

بانوی شیرین کنیز و خسرو دریا نوال
داورِ دیہیم بخش سرورِ کشورستان

یک نگاہ مہر زدان یک سپہر عدل و داد
یک جہان بذل و احسان یک سحاب درفشان

قیصر و فغفور چاکر داور داور پناہ
سرور سرور نواز و بانوے کد بانوان

سرمۂ چشم ہم اوسکی خاکِ بارگاہ
سجدہ گاہ سرکشان دہر اوسکا آستان

صولت گرزِ گرانِ پیکرِ سر نخوت شکن
سطوت تیغ دو دم گردن زن گردن کشان

جوہر ادراک کشاف ضمیر مستتر
طبع صافی چہرہ پرداز معانی و بیان

بار احسان سے ہی اوسکے پیر گردون پشت کوز
حلم سے اوسکے سبکتر کاہ سے کوہِ گران

قاطع بنیان جور شایعِ صلح و سداد
بانی عدل و عدالت ثانی نوشیروان

باعثِ رفع خصومت ہے ترا دوران عدل
پاسبان گلۂ بزغالہ ہے شیر ژیان

ہے نگاہ فیض مین کیفیت جر ثقیل
کچھ سبکتر کاہ کا ہے یدہ سے ہے کوہ گران

کشت دل مین ہے مسرت کو فواہی نامیہ
ہے نسیم خلق مین تیری خواص کہکشان

آبیاری گر کرے تیری نسیم مکرمت
ہو زمین شور مین نشو و نماے گلستان

دور عشرت مین ترے کوئی نہین ناکام عیش
ہے تری دشمن کو وصل گور عمر جاودان

کیون نہو آرایش گیتی کہ ہے دستور شاہ
داور عادل گورنر خسرو ہندوستان

بس ظہیر مدح خوان رنگین بیانی تا کجا
ہان ثنای شاہ کو درکار ہی ایسی بیان

اب دعای شاہ پر کر اختتام تہنیت
ناگوار طبع نازک تا نہو طولِ بیان

یا الٰہی تا زمانے مین ہی قایم زمین
اور بالاے زمین جبتک ہی سقفِ آسمان

حکمران اہل جہان پر قایم و دایم رہے
خسرو قیصر لقب فرماندہِ ہندوستان

ہو مبارک شاہ کو یہ بزم جشن جوبلی
اور ہوا خواہانِ قیصر ہون ہمیشہ شادمان

## ہو اللہ اکبر

## قصیدہ سویم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداوند نعمت آقای نامدار شہریار فلک اقتدار ناظم سلطنت یاور عظیم انتظام امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی-سی-آئی-ای-فرمانروا

دار الاسلام ٹونک خلد اللہ ملکہ

یہ کسکی سالگرہ کی خوشی سے عالمگیر
کہ موج موج صبا ہی چمن چمن مین بشیر

نوید امن و امان عام ہے جہانکے لیے
ہی نشاط سے مدہوش ہین صغیر و کبیر

زمانہ از سر نو آج ہے محو آرایش
بدل گئی ہے کواکب کی ایک قلم تاثیر

نہ وہ عناد فلک سے نہ وہ فساد زمین
نہ وہ عجوزۂ دنیا نہ وہ زمانۂ پیر

کچھ اور رنگ جہان ہے کچھ اور ناز و نعیم
قلیل رنج و الم ہین نشاط و عیش کثیر

زمانہ عیش و طرب سے ہوا ہے مالامال
نہال دولت شادی سے ہین غنی و فقیر

لباس اہل دول کا ہے جامۂ زربفت
گدا کا دلق گدائی ہے خلعتِ کشمیر

بغل مین اہل چمن کی قبا ہے استبرق
ردا ہے سرو و صنوبر پہ ہے پرنیان و حریر

نفس نفس سے ہے ہم آہنگ نغمۂ شادی
زبان زبان سے ہے ترنم سرا دم تقریر

ہر ایک نہال گلستان ہے غیرتِ طوبی
ہر ایک نورس گلشن ہے لعبت کشمیر

یہ انبساط ہوا سے ہے باغ کا عالم
روش روش ہے چمن اور چمن بہشت نظیر

چمن مین ہے یہ عروسان باغ پر جوبن
کہ گل ہے شاہد رعنا تو غنچہ ہے تصویر

نہال آرزو سے بیدلان ہین بارآور
کھلے ہین غنچۂ امید خاطر دلگیر

نوید سال گرہ کی ہے جشنِ اعظم ہے
در حضور پہ ہے مجمع صغیر و کبیر

ظہیر تو بھی وہین جا کے تہنیت خوان ہو
کہ تا رہے نہ تجھے احتیاج شاہ و وزیر

وہ شہریار کرم پیشہ آفتاب اکلیل
مہ منیر امارت شہ سپہر سریر

سپہر مرتبہ نواب آفتاب کلاہ
پناہ اہل جہان شہریار کشور گیر

خلیل کعبۂ ایمان محمد ابراہیم
سمیٔ اسم علی خان آسمان توقیر

سہیل کوکبہ فرمانروائے دولت ٹونک
وزیر ملک بہادر امیر ابن امیر

معین زہد و شریعت نصیر ملت و ملک
پناہ دین نبی سایۂ خدائے قدیر

بتاب نیر اقبال مملکت آرائے
بزور تیغ جہان تاب مہر عالمگیر

فروغ دودۂ آبا و رونقِ اسلاف
جہان حکمت و فرہنگ و دانش و تدبیر

سحاب جود وسخا وجہان بذل کرم
سپہر دولت واقبال وحشمت وتوقیر

پڑہون وہ مدح حضوری مین مطلع رنگین
کہ جسکے رنگ سے ہوجائے رنگ گل تغیر

اگر ہے تجہسے مشابہ تو کچہہ تری تصویر
ترے سوا نہین ممکن ترا عدیل ونظیر

ترا زمان عدالت ہے وہ نشاط افزا
کہ ہر خرابہ دلین سے ہے عیش کی تعمیر

ترے قدم سے وہ گلزار ہے ہر ایک بوٹا
کہ قریہ قریہ ہے ہم رنگ خطۂ کشمیر

تری نسق سے لئے اٹہادی جہانسے رسم ستم
بتو نہ ناز کرین کیون نہ عاشق دلگیر

نگاہ تیز سے دیکہے جو سودل شدہ گان
تو شعلہ سے نکلے اور ہی رنگ لعبت کشمیر

تری نہیب عدالت سے دو ہو سرتا پا
نگاہ گرم سے دیکہے جو شمع کو گلگیر

کچہہ ایسے مورد قہر وعتاب ہین کش
کہ موج آب سے ہے پای سرو مین زنجیر

وہ انتظام ترا ہے کہ شوخ چشمی پہ
ملی ہے نرگس فتانکو دار کی تعذیر

ہنسے جو شور عنادل پہ گاہ غنچۂ گل
تو پاے شاخ مین موج صبا بنے زنجیر

ترا نہیب سیاست وہ ہے کہ جو صیاد
عوض مین تیر کی ہاتو نین لی دل نخچیر

ستمکے نام سے ظالم بہی دور کہنچے ہین
نہ آے قوس کی خانہ مین ہو لکہی تیر

براے خاطر مظلوم ہے ستم کی سزا
دگرنہ حلم سے تیرے گران نہین تقصیر

نسیم صبح طمانچہ جڑہی رخ گل پر
چمن مین شور عنادل ہو گر بلحن نفیر

بتو تنکو زلف کے کوڑے لگاے تیر غضب
کسی پہ ناز وادا کی اگر چلے شمشیر

فرو ہے وقت غضب یون تری نگاہ غیور
تجل ہو جرم سے جسطرح صاحب تقصیر

ترا زمان عدالت وہ ہے کہ ملتی ہے
نگاہ شوخ بتانکو حجاب کی تعذیر

جلے اگر پر پروانہ بزم میں سرِ مو — تو حال شمع لگن روتے روتے ہو تغییر
مجال کیا دلِ عاشق چرائے دزدِ نگاہ — کہ دزدِ شمع کو ملتی ہے دار کی تعذیر
ترے نسق سے جو مسدود ہے دل آزاری — سیاہ ہے رخ زلفِ بتان بے تشہیر
تری نسیم کرم سے وہ آب یاری ہے — کہ دشت کوہ ہین بوباس مین بہشت نظیر
عجب نہین ہے تر و تازگی عالم سے — کھچے گلاب کی جا عطر مین گل تصویر
کبھی نہ کاغذ تصویر پر جمے نقشہ — ق — صفوفِ جنگ مرقعہ مین گر کرین تحریر
عدو تو کیا ہو کہ ٹھیرے ترے مقابل مین — تری نگہ سے اوڑہی رنگ پیکرِ تصویر
ذرا نہین تیری تعمیل حکم سے فرصت — کہ ایک پاؤن نہے گردش مین سپہر مدیر
چڑہائے چرخ پہ گردون ہر ایک ستارہ کو — گر ایک دم کی ہو تعمیل حکم مین تاخیر
ترے حسود کا نام و نشان مٹانیکو — نگاہِ قہر تری ہے مگر تری شمشیر
عطا کئے تجھے خالق نے ہین وہ دس اوصاف — نجوم سبعہ سموات جنکے عشر عشیر
سوائے ہمتِ عالی ہین اور کتنے وصف — دلِ حلیم و مزاجِ رحیم و خلق کثیر
کفِ کریم و نگاہِ بلند و فہم رسا — دماغ روشن و طبع سلیم و رائے منیر
نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ — کہ جیسے سفر سے بنتا ہے عشر خط عشیر
تری حضور مین بہر نثار لایا ہے — ثنا طراز ظہیر فقیر و زار و حقیر
وہ لعل ہائے مضامین و گوہر معنی — کہ بحر کان نہین ہی جسکا نہین عدیل و نظیر
تری ثنا کو ثنا گر ہی ہو تو ایسا ہو — کہ تو ہی آصفِ دوران ظہیر وقت ظہیر
عجب نہین تری دریا دلی کی شہرت سے — کہ بہر دی لعل و گہر سے دہان حرص فقیر
بس اب دعا پہ تیری اختتام کرتا ہون — کہ تا گرانی خاطر ہو نہ شمار کثیر

| زمین پہ تا ہو حدا یا سپہر مینائی | سریر سپہر ہون تا حکمران سخجوم منیر |
|---|---|

جہان مین تو رہے قایم بحشمت واقبال
خدائے جل وعلی ہو تیرا معین ونصیر

# قصیدہ چہارم

## قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

| | |
|---|---|
| وقت ہے وقت کہ اے خاطر اندوہ مآب | حجلۂ شاہد مقصد سے اوٹھا دی جلباب |
| یک نظر خصت نظارہ تمنا بیحد | یک جہان شوق بیان دولت صحبت کمیاب |
| تا کجا ضبط سخن مہر خموشی تا چند | خامشی اہل سخن کے لئے ہے سخت عذاب |
| اور کب تک رہین مستور عروس افکار | وقت آیا ہے کہ ہون باز طرب کے ابواب |
| بیحجابانہ ہو یکبار عروس مضمون | چہرۂ شاہد مقصد سی اولٹ جائے نقاب |
| فیض سے مبدع فیاض کی کہلجائے زبان | اور خلوت کدۂ دل سی سرک جائے حجاب |
| بالمشافہ ہون ادا دل کی زبانسے پیغام | بیحجابانہ ہون آپسمین سوال اور جواب |
| ہان دکھا طبع رسا جوہر قطرے اپنے | ہان لٹا بحر زبان گوہر نایاب شتاب |

چہرہ پرداز ہوا سے خامۂ اعجاز نگار — کھینچ تصویر خیالی کو کی بدست شباب
ہمہ تن ناز و کرشمہ ہمہ شوخی و ادا — ہمہ اغماض و تنفر ہمگین خشم و عتاب
یار عاشق کش و بیباک و حسین و طرار — مست و مغرور و جفا پیشہ و شوخ و بیتاب
نہ اوسے پاس مروت نہ طبیعت مین لگاو — نہ ملائے وہ نگاہین نہ وہ دے موہنہ سے جواب
نہ عنایت نہ مروت نہ محبت نہ وفا — نہ اشارہ نہ تبسم نہ تکلم نہ خطاب
ناز و انداز سے ہو جلوہ نما وہ عیار — شوق دیدار مین ہون اہل نظارہ بیتاب
لا کے دکھلاؤن وہ اک شاہد رعنا سے خیال — کہ نہو جسکا مرقعہ مین حسینونکے جواب
ہون مین وہ شاعر شیرین سخن و نغز بیان — نہ غزل مین میرا ثانی نہ قصیدہ مین جواب
بزم مین نغمۂ دلکش ہی میرا سحر حلال — رزم مین چامہ مرا دفتر جنگ سہراب
لب دریا جو طبیعت کی روانی دکھلاؤن — ابھی پابوس کو آئین مرے موج و گرداب
کوہ پر جا کے سناؤن جو کلام رنگین — پانی پانی ہو ابھی شرم سے لعل خوش آب
صحن گلشن مین اگر نغمہ سرا ہون جا کر — ساتھ بلبل کے گلستان مین اوڑے رنگ گلاب
گر فسانہ میری شیرین سخنی کا چہڑ جاے — تخم حنظل بکس شہد کا بنجاے لعاب
مجھکو شایان ہے اگر دیجے نظیری سے نظیر — مجھکو زیبا ہے ملے گرچہ ظہوری کا خطاب
مجھکو واجب ہے کرون جتنی ستائش اپنی — خودستائی کے سوا کیا ہین خوشی کے اسباب
ہے سمندر کی طرح سوز نہانی میرا — آگ مین اپنی ہوا آپ ہون جل جل کے کباب
ہائے ناقدری ایام نحوست آثار — واے ناسازی تدویر سپہر دولاب
پھونکے دیتی ہے مجھے شعلہ بیانی میری — دے کے کہا ہے مجھے کیسا میری قسمت نے جواب
ورنہ مین اور سر اسیمہ پھرون یون در در — اور اسطرح جہان مین میری مٹی ہو خراب

تو نے مارا مجھے اے ہمتِ جرأت فرسا
ہون بہت تنگ ترے ہاتھ سے اے خانہ خراب

حوصلہ چاہیے تھوڑا سا تو خانہ نشین
چل مرے ساتھ بتاتا ہون تجھے راہِ صواب

آجکل ملکِ دکن مین ہین فراہم یکسر
قدردانِ سخن و اہل ہنر کے طلاب

وقت آیا ہے کہ ہو گرمی بازارِ سخن
قدردان بیشتر و اہل سخن ہین کمیاب

سنکے یہ مژدۂ جان بخشِ مسرت انگیز
یاد آیا مجھے یہ مطلعِ برجستہ شتاب

وقت ہے وقت کہ ہین باز خوشی کے ابواب
خندہ برق پہ ہے خندہ زنان موج شراب

مقدم بادبہاری سے جہان ہے سرسبز
باغ دنیا مین چمن زار ہے ہر نقش سراب

لہلہاتے ہین چمن سے شجر خشک نہال
نقش خاکستر صحرا ہے حباب و گرداب

قوتِ روح نباتی سے گل انگیز ہے خاک
سنگ سے جائے شرر اڑکے چھٹتا ہے گلاب

جوش تفریح سے تاثیر ہوا سے ہے گمان
کہربا بال نکالے نہ کہین مرغ کباب

ہوگئے بالیدہ ابھی زلف بتانِ سیہ دراز
دے اگر موج صبا گیسوئے سنبل کو نہ تاب

خاک کے جسم مین ہے روح نباتی پرجوش
جوش مین نشو کے اطفال شگوفہ بیتاب

دیدۂ نرگس شہلا کی سوئے تاک ہے تاک
ساغر لالۂ حمرا مین چھلکتی ہے شراب

کیا تعجب ہے کہ سرسبز ہوائے شاخ گوزن
کیا تعجب ہے گلِ شمع اگر ہو شاداب

دود گلخن گہر افشان صفتِ ابر مطیر
بحر مواج نظر ریگ روان ہے سیلاب

کثرتِ لالۂ خودرو سے گلستان کہسار
آبیاری رطوبت سے بیابان شاداب

جیتی بھرتی ہے مستانہ روش بادبہار
مستیِ عیش و مسرت کی نہ حد ہے نہ حساب

جوش روئیدگی سبزہ سے کچھ دور نہین
خواب آور ہوا گر جسم پہ رختِ کمخواب

شفقِ صبح سے گلرنگ ہی کیا ریشِ سپہر
زاہدِ خشک نے مہندی سی لگایا ہی خضاب

شورِ مرغانِ چمن زمزمۂ رقص و سرود
نغمۂ بربط و طنبور صدائے دولاب

کثرتِ عیش سی معمور ہے اکنافِ جہان
ہر طرف شادی و عشرت کی کہلی ہین ابواب

کس جوان بخت جوانسال کا ہی جشنِ جلوس
کہ نئے سر سے زمانیکو ملا عہدِ شباب

آج ہے سالگرہ اوس شہ دریا دل کی
جسکی ہمت سے سمندر ہی کم از قطرۂ آب

نیرِ دولت و اقبال مہ جاہ و جلال
رونقِ تاج و نگین زینتِ اپشت و اصلاب

ظلِ حق شان خدا مشتریِ اہل کمال
شاہ جم مرتبہ نواب ہمایون القاب

آبیارِ چمن دہر شہنشاہِ دکن
مایۂ نازشِ ایام بشارت اسباب

نائبِ ختم رسل حامی دین و اسلام
آصفِ عہد شہنشاہ سلیمان القاب

میر محبوب علیخانِ سکندر طالع
افتخارِ ابو الآبا و بطون و اصلاب

خسرو ملکِ دکن یعنے خداوند نظام
گوہرِ تاج کیومرث و قباد و دارا ب

وہ جہاندار فلک رخش و ثریا دیہیم
وہ جہانگیر و جہان بخش و گہربار سحاب

خسرو و جم خدم و داورِ دارا دربان
عہد مین جسکے فراہم ہین خوشیکے اسباب

واہ کیا نام مبارک ہے جو لب تک آجاے
غنچۂ خاطرِ دلگیر ہو فوراً شاداب

واہ کیا نام گرامی ہی مسرت افزا
کثرتِ عیش و مسرت ہی الم ہی کمیاب

اوسکے دوران طرب خیز مین گم نام ہوا
بسکہ آرام کے برعکس ہے نام محزاب

بسکہ اس دور مین ہی رسم سیاست مسدود
ہو کبہی دستِ مہوس سی نہ کشتہ سیماب

پیچ و تابِ دلِ عاشق کی سزا ملتی ہی
زلف شبگونکا خم و پیچ سہی ہی حال خراب

اوسکے دشمن کو جو دلمین ہو خیالِ راحت
نہ رہے بستر مخمل مین ذرا نام کو خواب

خود کشون کے لیئے ہی بسکہ سزاے تشہیر
تو بس مرگ بھی ہوتے ہین شر بردن یہ عذاب

اپنے انجام پہ خود شمع لگن ہے گریان
اور پروانہ جانباز کی مٹی ہے خراب

واہ کیا دور ہے کیا عدل ہے کیا نظم و نسق
نگہ ناز بتان کو ہے جفاؤن سے حجاب

شوخ چشمی سے ہوئی نرگس شہلا بدنام
بے حجابی کے سبب دار پہ کھنچتا ہے گلاب

کیا عجب ہے کہ اگر راست ہو زلف سرکش
کیا عجب ہے نگہ مست اگر ہو تواب

مدح حاضر ہین لکھون مطلع روشن ایسا
کہ ہو مہر جہانتاب بھی اوس سے ہمتاب

وہ ترا عدل ہے اے داور فرخندہ خطاب
رحم بیکس پہ ستمگار پہ ہے ظلم ثواب

دست فیاض کو آگے ترے قطرہ قلزم
سامنے قلزم ہمت کے ترے بحر سراب

دوستونکو ہے ختن زار ترا خلق عمیم
دشمنونکے لیئے پیکان ہے ترا ابر شہاب

روے نیکو یہ ترا اور وہ خوے نیکو
حسن صورت کا نہ ثانی ہے نہ سیرت کا جواب

بحر مواج ہے دل ہمت عالی قلزم
دست زرپاش ہے نیسان کف دُربار سحاب

حسن صورت ہے ترا حسن معانی کی نظر
وصف ذاتی ہے ترا جوہر فطری کا جواب

قابض طبع روان ہی تری اوصاف کا حصر
بست خاطر کو لیئے فیض ترا ہی جلاب

ترے اوصاف جمیلہ کی ہے توصیف محال
نکتہ نکتہ ہے اگر باب تو ہر باب کتاب

کوہ کاہیدہ ہوا حلم گران سے ہے ترے
کف ہمت کی روانی سے ہوا بحر سراب

سوتے رہتے ہین ہمیشہ ترے دشمن کے نصیب
اور تابندہ و بیدار ہین بخت احباب

بحر و کان جب سے ہوئے وقف سخاوت ترے
نگران ہے کف ہمت کو تری چشم حباب

تیغ قبضے مین تری اور تری تیغ مین دم
دل عاشق کیطرح جان عدو ہے بیتاب

نام دشمن کبھی ارحام میں پائے نہ قیام — تیغ بران ہے تری قاطعِ نسلِ اصلاب

دیکھ لے آنکھ سے گر دست دُرافشان تیرا — پانی پانی عرقِ شرم سے ہو جائے سحاب

وہ ترا زہد وہ تقویٰ ہے کہ کچھ دور نہیں — نشہ ہو جائے ہرن کھینچتے ہی سر کو شراب

عمر سب صرف ہوئی اور نہ آیا ہم کو — تیرے اوصاف کی گنتی تری بخشش کا حساب

قطعہ

اک تماشا ہے مگر اشہب گلگون تیرا — بادِ صرصر ہے چھلاوہ ہے پری ہے کہ عقاب

سر عنون سے دمِ جولان نہیں جمتی ہے نگاہ — نگہ ناز ہے یہ یا فرس برق شتاب

ہے ترے پیل سواری کی وہ مستانہ روش — جس طرح جھوم کے چلتا ہے کوئی مست شراب

اب دعا پہ تری خاتمہ کرتا ہے ظہیر — اور ہے شان رحیمی سے امید ایجاب

سطح آب پہ ہو تا سطح غبرا تو بسیط — تار ہے نور مہ و مہر کی افلاک پہ تاب

عمر و دولت سے زمانے میں بہرہ مند ہو تو — مدعی ہوں ترے پامال خوشی ہوں حباب

## قصیدہ پنجم

## در تہنیت تقریب شادی کتخدائی فرزند ارجمند اعلیٰ حضرت فلک رفعت حاتم ہمت نائب الریاست جناب معلی القاب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فیروز جنگ دام اقبالہٗ و اجلالہٗ

ترانہ سنجِ مسرت ہے عندلیبِ قلم — بذوقِ شادیٔ فرزند سرورِ اعظم

صریر خامہ سے ایک نغمۂ مبارکباد
فراز صفحۂ کاغذ بساط بزم نغم

عجب طرب ہے کہ ہر باعث مسرت خلق
عجب خوشی ہے کہ شادان ہر خاطر عالم

زبسکہ صیت طرب ہے نوید عالم گیر
نوائی تہنیہ پہونچی ہے تا بگوش اثم

عجب نہین ہر کہ رقصان ہو لولئی گردون
عجب نہین ہر کہ ناہید چھیڑی صوت نغم

زہے نوید طرب ساز محفل شادی
می نشاط سے مسرور ہر دل عالم

شب برات ہے شب روز روز عید ضحی
عروس دہر کو ہے فکر زیب تن ہر دم

ہوا ہے از سر نو نوجوان جہان پیر
یہ بزم عقد ہے بزم عروسی عالم

فلک نے ڈہونڈ کی تقریب یہ نکالی ہر
کہ تا جہان ہو دوبارہ شگفتہ و خورم

یہ بزم وہ ہے کہ جس سے جہان ہر بزم طرب
فضا سے دہر ہے رشک فزائی باغ ارم

ہوئی ہر اسلئے تقریب عقد زہرہ و ماہ
کہ وا ہون عقدۂ دشوار مقصد عالم

ہوا ہے اسلئے یہ اتصال زہرہ و ماہ
بنا بنی مین رہے تا کہ ارتباط بہم

گل مراد سے گوندہا ہر حور نے سہرا
پروکے رشتۂ جانکو بسوزن مریم

ہوا ہے بانی بزم ایک امیر یادل
وہ کون وہ جو ہر دنیا مین افضل واکرم

ضمان دولت و دین جم حشم عبد اللہ
جہان دانش و فرہنگ خان مہر خدم

وزیر نائب و نواب آسمان تمکین
معین و مالک و مختار دولت اعظم

سہیل قدر وارسطو منش فلاطون رائے
سپہر قدر ثریا لوا و مہر حشم

کریم باذل و فیاض منصف و عادل
جہان جود و سپہر سخا سحاب کرم

نصیر و ناصر و منصور و حاکم و عادل
امیر و آمر عالی و افضل و اکرم

قمر جمال و سہی قامت و حسین و جمیل
فلک جناب و ثریا علم نجوم خدم

ہنر پسند و ہنر پرور و ہنر آرا
معین اہل کمال و ندیم اہل قلم

سہم ہے نائب و نواب مین وہ نسبت خاص
کہ جیسے رسم کتابت مین لفظ علم و علم

عزیز خاطر آبا و اشرف اجداد
سرور سینۂ حوا و نازش آدم

ظہیر مطلع تازہ کو ہی پڑھو ایسا
کہ ہمزبان ہو زبان سخنوران عجم

جو آبیار چمن ہو تری نسیم کرم
در خوش آب پہ ہو خندہ زن ہم شبنم

جو بات بات تری ہے نتیجۂ حکمت
تو لفظ لفظ ترا ہے دلیل اہل حکم

خطا ہمیشہ تری طبع پاک سے منفک
صواب رای متین سے ترے سدا منضم

تری درستی تدبیر نسخۂ فطرت
صلاح کار ارسطو ترے غلام و خدم

تری نمود نمود رخ ریاض حدوث
ترا حدوث دلیل بہار باغ قدم

عقول اہل جہان ہو جو فی المثل اک نسخہ
تو اوس مین عقل تری ایک جزو ہو اعظم

گیا نہ دل سے کبھی پاس لطف و مہر عطا
زبان خامہ پہ آیا کبھی نہ لفظ ستم

کشود عقدۂ دشوار یون سمجھے آسان
کہ جیسے پیش کریمان خفیف نقش درم

نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ
کہ جیسے ایک کو کر دے ہزار صفر رقم

جو تو جہان کو لیا چاہے از رہ تدبیر
تو کار سیف کرے جا سے سیف تیرا قلم

تری وہ شہرت تہذیب ہے کہ سن سنکر
بنی ہین ناصح کل مردم وحوش شیم

تری صلاح کرم سے ہے وہ نطق سمع نواز
کہ پر ہے نعرہ کر و بیان سے گوش اصم

وہ انتظام ترا ہے کہ بہر نظم جہان
نوید امن و امان ہے ترا صریر قلم

ستمگر و نکے لئی دور عدل مین تیرے
بشکل آرہ ہین دندانہا سے سین ستم

اوسیطرف کو زمانہ ہو توجہ ہی پہر جاے
نزول رحمت حق ہے تری نگاہِ کرم

کہا جو محسن عالم سمجھے توکچہہ نہ کہا
کہ حصر فیض پہ ہے کسرِ شان اہلِ ہمم

سمائے یون ہین نظر مین تری قلم کے نکات
کہ جیسے دیدۂ عاشق مین غمزہ ہای صنم

شمیم خلق مین تیرے وہ جانفزائی ہی
کہ مثل گل ہی ہر ایک دل شگفتہ و خرم

ترا زمان عدالت ہے وہ طرب مانوس
کہ محو ہے دلِ عشاق سی فسانۂ غم

سنین ہے نام کو ایذا کہین زمانہ مین
جو ہو تو ہو دلِ دشمن مین جاے درد والم

جہانکو عیش ملا دشمنونکو رشک و حسد
لسان رحمتِ حق ہی تری صلاے کرم

کمان ابروے جانان ہی یا تری شمشیر
ہلال عید کہ محراب طاق بیتِ حرم

ترا ستارۂ اقبال خود ہے عالمگیر
نہ دست تیغ ہی درکار ہے نہ زورِ قلم

بری ہے زنگ خطا سے ترا ضمیر منیر
کہ جیسے تہمتِ عصیان سی دامنِ مریم

تری سحاب کرم سے جہان ہوا خورسند
قدم قدم سے ہویدا ہی فیض مین قدم

تری جو صیتِ عدالت ہو مصلح دوران
نوید سمع سے بہر جاے گوش خیر الحشم

غنی ہے فکر ثنا سنج سے تری شمشیر
کہ جسکے وصف مین مقطوع ہی زبانِ قلم

قطعہ

ستم ہے قہر ہے آفت ہی برق خاطف ہے
نہ صاعقہ ہے نہ شعلہ نہ ابروے پرخم

غرض کہ کچہہ ہو مگر ایک قضای مبرم ہی
یہ تیغ ہے کہ کوئی اژدہا ہے آتشدم

ظہیر خستہ بآہنگ نو ہو نغمہ سرا ہے
سرِ خامہ نواسنج ہے بصوتِ نغم

بلطف خویش خدایا بحق عظمتِ خویش
بحق کرسی و عرش و بحق لوح و قلم

بحق سرور عالم شفیع روز جزا
بحق موسی عمران و عیسی مریم

جہان نکے نام سی جبتک کہ ہو قیام جہان
فروغ روے جہان تا ہو نیر اعظم

رہے جہان مین سلامت سدا مرا ممدوح
بعیش و عشرت و جاہ و جلال و عز و حشم

## قصیدہ ششم

در تہنیت عید قربان فی المدح حضور فیض گنجور ملکہ دوران نوشابہ زمان دریا نوال مشتری خصال مہر سپہر عظمت و جلال اختر برج جہانداری و جہانبانی نیر کوکب بختیاری و کامرانی نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ فرمانروای ملک بہوپال ادام اللہ اقبالہا وضاعف اجلالہا

خسروا آج ہے وہ روز خجستہ عنوان
ذابح چرخ کرے گا وزمین کو قربان

آج کا دن ہے وہ اک شاہد زیبا طلعت
عید قربان کی تمنا ہے کہ خود ہو قربان

آج وہ دن ہے جہان مین کوئی غمناک نہین
کیا عجب ہے کہ برآئین ہر ایک کے ارمان

کیون نہ قربان ہون اسد نیہ حرم مین حاجی
خسروا عید ہے سو جان سے تجہپر قربان

حکم قربان کا شہا تیری زبان سے سنکر
ذبح ہونیکا رہا کفر کے دل مین ارمان

طوف کعبہ سے مشرف ہین حرم مین حاجی
آستان پر ہے تری طوف سپہر گردان

دست سنت مین شریعت کی ہے وہ تیز چھری
صورت گاو زمین ثور فلک ہے لرزان

ہے ترے دو دین ہاتھ صفت عروس اسلام
کفر ہوتا ہے ذبیحہ کی عوض مین قربان

وقت پہونچا ہے کہ اوٹھ جائین دلون پر دے
بتکدے مین لب ناقوس کرے شور اذان

حسن اسلام سے پتھرائین بتون کی آنکھین
برہمن سے ہون ادا طوف حرم کی ارکان

اہل زنار کی جاری ہو زبان پر کلمہ
لائین توحید پہ رہبان کلیسا ایمان

وقت پہونچا ہے کہ کعبہ کی پڑی ہے تعظیم
وقت پہونچا ہے کہ اسلام سجود پہ نازان

لاکھ طاعت کا ثواب اور تری ایک سخا
راست ہے راست کہ باذل حبیب یزدان

دست زرپاش ترا حج مین کفیل حجاج
ہمت جہد تری رکن رکین ارکان

تجھ سے رونق ہے شریعت کو عبادت کو فروغ
تجھ سے خوشنود خدا اور نبی ہے شادان

مدح حاضر مین پڑھون مطلع رنگین ایسا
جسکو سنکر کہے احسنت گل نافرمان

شاہ کے عہد مین ہے جرم شکست پیمان
دست گلچین پہ ہے واجب زر گل کا تاوان

اے جہاندار جہان پرور کیوان تمکین
اے جہانبان کرم شیوہ و کسری ایوان

بانوے شاہ جہان رب سریر بہوپال
خسرو مہر کلہ داور دارا دربان

شاہ جمجاہ گدا پرور و درویش نواز
حامی شرع نبی ظل خداوند جہان

اختر برج سعادت در درج شوکت
بدر برج کرم و مہر سپہر احسان

حسن سیرت کی تری وصف ہین دنیا دنیا
شہرت یوسف صورت تری کنعان کنعان

وسعت خوان کرم ہے ترے عالم عالم
رائحہ لطف کی خوشبو ترے ریحان ریحان

دست زرپاش کی شہرت تری دریا دریا
بحر ہمت کی روانی تری طوفان طوفان

نکہت خلق تری موج نسیم گلزار
نزہت فیض تری روح شمیم بستان

شاخسار چمن فیض ہی گلشن گلشن — نو بہار گل امید سے ہے دامان دامان
باغ عالم مین تری مین قدم سے شاہا — سبز و شاداب ہے گلزار تمنای جہان
قوت نامیہ سے ہے وہ شگوفہ کی نمود — دل دشمن مین گل داغ جگر ہین خندان
غنچۂ دل کی ہے کیا موج نسیم لب پر — نکہت گل کا گل شمع سی اٹہتا ہی دہوان
تاب کسکی تری دورا مین لکھی حرف ستم — تیز ہین بہر ستم سے مین ستم کی دندان
شاد ہون گر ترے اعدا تو خوشی سی مر جائین — ان کو سامان طرب بہی ہون اجل کو سامان
نکہت باد بہاری ہو دم یار سیاہ — زہر افعی عرق گیسوے عنبر افشان
خسروا کیون ہون نہ مردود نگاہ والا — سیم کو ہے مرض برص طلا کو یرقان
نطق سے ہے سحر بیا تو نکی دہن مین باقی — نمک خوان فصاحت ہے تمہاری زبان
وصف شیرین سخنی مین تری ہر گز نہ کہلے — لب غنچہ مین عذوبت سی کچہہ لپٹے چسپان
گر تری دست کرم سے ہو سعادت اندوز — سبز ہو شاخ ثمر ور کی طرح شاخ کمان
منکر امر ترا دشمن نسل خود ہے — خشک ہو شاخ ہی پہولی جو گل نافرمان
تا توانو نکو وہ طاقت ہے حمایت سے تری — پشۂ لنگ سے اٹکے نہ کبہی پیل دمان
برق خاطف ہے پئے خرمن ہستی عدو — ہے ثنا گر کی زبان یا تری تیغ بران
تن سے بیزار ہے اسطرح روان دشمن — تیر بیتاب ہو جسطرح بآغوش کمان
گر نسیم کرم شاہ ہو گلشن آراے — غنچہ سان ہو دل اعدا مین شگفتہ پیکان
خسروا تیری ثنا اور زبان مداح — آئے سید امین ہی گوئی ہے جو چوگان
ہان ثنا سنج ہو اے خامہ بمدح نواب — تاکہ ثابت ہو الانسان عبید الاحسان
صدر جم مرتبہ نواب ارسطو تدبیر — میر ذی جاہ فلک قدر مشیر خاقان

معنی آیۂ المنت علیکم نعمت ۔ مطلع تر رخشان مہر سپہر عرفان
مدح حاضر ہین وہ اب مطلع ترتاب لکہون ۔ آسمان جبہہ کرے گوہر انجم قربان

رشحۂ فیض ترا گر ہو کفیل نیسان
بارور دانۂ گوہر سے ہو شاخ مرجان

حکم سنت ترا نساخ قوانین ملل ۔ حجت حق تری قطاع دلیل وبرہان
قول فیصل ترا ابطال دلیل تکذیب ۔ دعوت صدق تری رفع نزاع ادیان
نور باطن ترا گنجینۂ رمز مخفی ۔ دل روشن ترا آئینۂ اسرار نہان
تری تحقیق نظر پردہ کشائے اوہام ۔ تری تصدیق بیان چہرہ نمای ایقان
تری تردید دلایل کو ہے نفی اثبات ۔ نفی اثبات تری رد ثبوت پنہان
حسن نیت پہ ہین شاہد تری حسن اعمال ۔ عمل خیر سے ظاہر ہے ثبوت ایمان
عدل تیرا ہے وہ اطفای شرور احرار ۔ گل و نرگس کو نہین خوف جنون و یرقان
طبع صافی نہ تری بحر کو گردین تشبیہ ۔ موجۂ آب گہر سے ہو روان بحر روان
شعر کی بحر مین ہو جوش مضامین پیدا ۔ نکتہ نکتہ ہو معانی کا تنور طوفان
طائر روح عدو کے لیے ہنگام جدال ۔ تیر شاہین اجل باز ترا زاغ کمان
عدل مین حلم و غضب کو تری یکسان پایا ۔ وہ سبک سیر مین جتنا یہ ثقالت مین گران
قبلۂ امن وامان ہے ترا باب عالی ۔ ہین غریب الوطن اسجا مری دل کے ارمان
سب ہے زمانہ تری ہیبت سے وہ اصلاح پذیر ۔ دردمندونکا دل زار ہین کرتے درمان
مرہم زخم جگر جنبش تیغ ابرو ۔ مومیای دل خستہ شکن زلف بتان
ناروا ہے تری سطوت سے جو سم پیدا ۔ تیغ کی نام سے چلتی نہین شمشیر زبان

حسن نیت سے تری ہے وہ جہان مین برکت
قطرہ قطرہ مین ہو باران کی خواص نیسان

خوشۂ دانۂ گندم سے گہر ہون پیدا
مزرعۂ شور مین گر تخم فشان ہو دہقان

شاخ نسرین کیطرح شاخ قلم ہو سرسبز
شمع کا گل ہو برنگ گل ریحان خندان

قطعہ

بخل اور قبض مین جلتے ہین مرکی چوٹین
اسراف کو تری ہمت سے او دہر کو فیضان

دیکھین وہ کان کو بہر دے کہ یہ خالی کردیو
وہ اگر قطرہ فشان ہے تو یہ گوہر افشان

آنکھ اوٹھا کر نگہ گرم سے گر تو دیکھے
رگ ہر سنگ طپان ہو صفت برق جہان

ق

شوخیان ہین تری توسن کی پری کی چھل بل
گردشون مین ہے نظر جست مین ہے برق جہان

آو جاوے نے غضب کی تو قضا کے ملتے
سر دشمن دم جولان اوسی گو سے چوگان

اے دعا گو سے کہین سال ظہیر خستہ
ختم کر مدح دعا پہ کہ نہین تاب بیان

یا الہی بجلال حرم و عظمت خویش
بشفیع دو جہان و بکتاب فرقان

تا ہون کعبہ کی زیارت سے مشرف حاجی
حاجیون سے ہون ادا طوف حرم کے ارکان

عید ہر سال مبارک ہو بجاہ و اقبال
اور سلامت رہی نواب عمیم الاحسان

خیر خواہون کو مبارک ہو سدا جشن جلوس
اور دشمن ہو ذبیحہ کے عوض مین قربان

# قصیدہ دوم

## حسب الارشاد فیض بنیاد اعلیٰ حضرت قدر قدرت رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار المظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

بسا ہے عطر محبت مین گلفشان سہرا — بنی ہے نکہت گلہاے بوستان سہرا

کھلا ہے کیا تجھے نوشاہ نوجوان سہرا — ہوا ہے خود تری سر چڑھ کے شادمان سہرا

نکیون ہو غیرت پروین آسمان سہرا — کہ ماہتاب ہے رخ اور کہکشان سہرا

گل مراد دل و اختر سعادت کا — یہ تیرے سر پہ ہے اے آصف زمان سہرا

سپہر حسن ہے دولہہ تو مہر نور دولہن — بہم ہے ربط و محبت کا رازدان سہرا

جبین سے تا بقدم ہے تمام نور و ضیا — بنا ہے خود ہمہ تن حسن مہوشان سہرا

وہ کیون نہوگا شگفتہ یہ کیون نہ بالیدہ — کہ محو ناز ہے طرہ تو شادمان سہرا

بنا ہے طول امل سے کہ رشتۂ اخلاص — مسیح و خضر کی یا عمر جاودان سہرا

کھلے ہین غنچۂ گل ان لیکا ور بڑھ بڑھ کر — نگاہ بد کا ہوا ہے نگاہبان سہرا

کھلے ہی جاتے ہین گل غنچے مسکراتے ہین — یہ کچھ نشاط و طرب سے ہے شادمان سہرا

جھکا ہے شوق قدم بوس مین زمین کی طرف — مزاج شاہ کا ہے خود مزاجدان سہرا

جبین پہ خسرو ملک دکن کی باندہا ہے
برہی نہ کیون یہ خوشی سی زمان زمان سہرا

رکھے ہین مصحف و آئینہ شہ کی پیش نظر
حجاب روی دل آرا ہی درمیان سہرا

صفا سے رخ لب خندان صباحت عارض
بنا ہی ہو کے بہم حسن گلرخان سہرا

کھلے ہین سہرے مین عالم کی گوہر مقصود
کہ زر فشان ہے کف دست در فشان سہرا

عجب نہین کہ مجھے موتیو نمین تولیں آج
بنی ہی لعل و گہر کی تری زبان سہرا

ہوا ہون کس شہ دریا نوال کا مداح
نگاہ مہر ہے جسکی گہر فشان سہرا

در خوش آب مضامین سی گوندہکر لایا
ترا ظہیر ثنا سنج خوش بیان سہرا

## قصیدہ نہم

## درتہنیت مہد جواہر نگار شاہزادہ کامگار فرزند دلبند بندگان عالی متعالی حضور نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان فرمائے ملک دکن حیدرآباد دام اقبالہ حسب فرمائش حضور والا

واہ کس شان سے کس دہوم سی آیا جہولا
ایک عالم مین ہوا شور ہے جہولا جہولا

خسروانہ وہ جلوس اور وہ تجمل وہ شکوہ
ہمنے دیکہا نہ سنا آجتک ایسا جہولا

وہ شہانہ تورک اور فوج ظفر موج کی زیب
نظر دیدہ انجم مین سمایا جہولا

روشنی کی وہ بہار اور وہ آرایشِ شہر — اوسنے پوچھے کوئی جس جب نے یہ دیکھا جھولا
باجے گاجے کی صدا چرخ برین تک پہونچی — واہ کس دہوم دہڑکے سے ہے نکالا جھولا
تھے سرِ راہ دو جانب شجرِ طور نصب — اور تھا صاعقہ مین رشکِ تجلی جھولا
وہ دمکتا وہ چمکتا وہ مرصع وہ نفیس — وہ نگارین وہ منقش وہ مطلا جھولا
قصرِ فردوس کی غرفون سے یہ حورین بولین — دیکھو دیکھو تو ذرا جھک کے وہ آیا جھولا
اک زمانہ کی نظر پڑتی ہے ماشاء اللہ — کیا ہی شہزادۂ عالم کا ہے پیارا جھولا
دیکھنا عظمت و توقیر ذرا جھولے کی — فرق پر خسروِ انجم نے اوٹھایا جھولا
آج افلاک سے اونچا ہے وہ جھولا جسمین — نورِ چشمِ شہِ والا کو جھولایا جھولا
جبکہ شہزادہ کا آرام گہہ ناز ہوا — اپنے جامہ مین خوشی سے نہ سمایا جھولا
منزلِ قوس مین خورشید ہوا جلوہ فروز — فخر سے خسروِ دوار اسنے جھولایا جھولا
فرقِ فرقداسی یا تختِ سلیمان کہیے — چشمۂ مہر ہے یا عقدِ ثریا جھولا
چلتے ہین حشمت و اقبال جلو مین اسکے — ساتھ اک دولتِ بیدار ہے لایا جھولا
آکے رقصان ہوئی محفل مین خوشی سے زہرا — نازنینانِ پریچہرہ نے گایا جھولا

ہے دعا حضرتِ سلطان کو مبارک ہو ظہیر
آج خالق نے یہ آنکھون نے دکھایا جھولا

## قطعات تاریخ طبع زاد مصنف

### قطعہ تاریخ واقعہ جانگاہ شہادت نور نگاہ فرزند دلبند مصنف شہید خنجر تسلیم و رضا کشتۂ زہر دغا عزیزی سجاد میرزا

آن کشتۂ زہر ستم دستِ جفا کار — سجاد جوان مرگ دریغا پسر من
چون رختِ سفر بست ز دنیا طرف خلد — بر بست کمر را بشکست کمر من
پنہان ز نگاہم چو شد آن نور نگاہم — خود رفت و بخود برد ضیائے نظر من
حالِ دلِ مہجور ظہیر آہ چہ پرسی — او سوئے جنان رفت و نشد ہمسفر من
تاریک جہان گشت ز بی نوریٔ چشم — شام شب تار است فروغ سحر من
حاصل نشد از بخت تمنائے کہ دارم — اے کاش فتادی بمزارش گذر من

این کوہِ الم بسکہ شکست است سر دل
تاریخ وفاتش شدہ داغ جگر من
۱۳۱۴ھ

### قطعہ تاریخ دیوان استاد شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند

ہوا مطبوع جب دیوانِ استاد — بہارِ گلشن گلہائے معنی
ظہیر آئی ندائے غیب مجھکو — کہ اے دردکش صہبائے معنی

تامل کیا ہے لکھدے بے تامل
بیانِ ذوق ہے دریائے معنی
۱۲۷۹ھ

## قطعہ تاریخ طبع دیوان بلبل ہندوستان فصیح الملک

## نواب میرزا خانصاحب داغ دہلوی

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید ۔۔۔ کہ تابان ہوا ماہ تابانِ داغ
بہارِ مضامین رنگین نہ پوچھہ ۔۔۔ شگفتہ ہین نسرین وریحانِ داغ
عجب حسن پہ ہی ریاضِ سخن ۔۔۔ عجب جوش پہ ہی گلستانِ داغ
فصاحت کا دریا ہوا موجزن ۔۔۔ زہے بارشِ ابرِ فیضانِ داغ
بلاغت کی پوچھو تو کچھہ حد نہین ۔۔۔ کہ مشکل سی مشکل ہی آسانِ داغ
اگر نکتہ نکتہ ہے بابِ سخن ۔۔۔ تو گنج معانی ہی دیوانِ داغ
ثناے سخن مین ہی قاصر زبان ۔۔۔ جہانتک ہو تحسین ہی شایانِ داغ
زہے پایگاہے کلامِ بلیغ ۔۔۔ زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ
مجھے فکر تاریخ کی تہی ظہیر ۔۔۔ ہوئی رہنمو طبع درشانِ داغ

سرافگندہ انجم ہین افلاک پر
کہ طالع ہوا نجم دیوانِ داغ
۱۳۱۰ھ

## قطعات تاریخ دیوان برادر مرحوم

## سید شجاع الدین حسین معروف بہ امراؤ میرزا انور

میرے بہائیکا چہپا دیوان ظہیر ۔۔۔ باغ انور آج پہر تازہ ہوا

از سر اندوہ ہاتف نے کہا
داغ انور آج پھر تازہ ہوا
۱۸۹۹ء

## دیگر

ہوا جب مشرق مطبع سے تاباں
کھلا پیش نظر گلزار معنی
مشامِ جانکو کرتی ہے معطر
کہاں ہیں اہل بینش آکے دیکھیں
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر مجھکو

کلام نیر رخشان انور
ہوا مطبوع جب دیوانِ انور
عجب ہے نکہت بستانِ انور
تماشا ہے گل و ریحانِ انور
لکھوں تاریخ کیا شایانِ انور

سر جودت سے اوٹھا شور دیکھو
یہ تعمیہ
یہ تازہ نسخۂ دیوانِ انور
۱۳۱۶ھ

## قطعہ دیگر

ہوا شایع عجب دیوانِ رنگین
نگارستان چین پر طعنہ زن ہے
گہر سنجان معنی آئیں دیکھیں
نگاہِ غور سے دیکھیں سخن رس
پیتین ہیں کہیں موتی کی لڑیاں
نمک انگیز ہے شور فصاحت

پھلا پھولا ہے کیا گلزارِ انور
بہارِ گلشن بیخارِ انور
سخن میں گرمئ بازارِ انور
کہاں ہے پایۂ اشعارِ انور
مسلسل ہیں در شہوار انوار
زہے نظم ملاحت بارِ انور

بلاغت سے بھرا کوزے مین دریا
جدا گانہ سے خوبان جہان سے
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر تاریخ

کہانتک سہل ہے دشوار انور
ادا کے شوخیے گفتار انور
تو بول اوٹھی یہ خود گفتار انور

سر اعجاز سے تحریر کر دو
عجائب گلشن اشعار انور
۱۳۱۶ھ

تمت بالخیر

## قطعات تاریخ و تقاریظ طبع دیوان ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بتقریظ دلپذیر فکر ارجمند آسمان پیوند نخلبند گلستان سخندانی نونہال گلشن شباب و جوانی مربع نشین چار بالش امارت و کامرانی سخن طراز جادو بیان سحر بیان معجز لسان نواب معلی القاب سید احتشام علیخان صاحب بہادر متخلص بہ جاوید شاگرد مصنف

وقت است کہ گل برفگند پردہ ز رخسار
زالسان کہ ز فانوس چراغے بدر آید

قابل ستایش اوسکی ذات پاک ہے جس سے موزونی رباعی چہار گانہ برقرار ہے صفحۂ افراد عالم رنگ آمیزی قدرت سے صد تختہ لالہ زار ہجید دہزار بیجو زخلق کو بندش صناعی آفرینش سے مرتب فرمایا تقطیع نہ آسمان کو باین رفعت بہر ردیف ارکان زمین کر دکھایا سبحان اللہ کیا قادر مطلق حکیم برحق ہے جسکی حمد و ثنا مین اوصاف کا قافیہ تنگ و مرکب فکر لنگ ہے ع

خاموشی از ثناے تو حد ثنای تست

ولنعت حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین بہترین نتایج سخن و مذاق کام و دہن ہے ؎

حبیب خدا اشرف انبیا
کہ عرش مجید ش بود متکا

تخلیق عالم و عالمیان و آفرینش جہان و جہانیان اوسکے باعث ہوئی کالبد خاکی کو شرافت اشرف المخلوقات بمصداق ولقد کرمنا بنی آدم اوسکے انوار قدوم میمنت لزوم سے حاصل ہوئی اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و منقبت صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین باعث تر زبانی و رطب اللسانی ہے خلافت اونکی عظمت کی اولی نشانی ہے ؎

درود ملک بر روان تو باد
بر اصحاب و بر پیروان تو باد

ولہ رباعی سخنوران خوش تحریر سید احتشام علیخان جاود خلف الصدق نواب میر ابراہیم علیخان صاحب بہادر مرحوم از اکابر امرا بڑودہ ناظرین کامل فن و عاشقین شاہد سخن کو مژدہ رسان ہے کہ ہمین نظارہ گیان جمال عروس سخن اور کہان ہین مشاطگیان زلف دل آراے علم و فن آئین اور ملاحظہ فرمائین کہ آجکل

دیوانِ بلاغت نشان فصاحت عنوان سرآمد شعرائے نو و کہن واقف نکات
سخن صدر نشین بزم سخنوری اریکہ آرائے نظم گستری واقف زبان ہمہ دان رشک
میرزا و میر حضرت اوستادی سید ظہیر الدین حسین صاحب ظہیر یادگار و ارشد تلامذہ شیخ
محمد ابراہیم صاحب ذوق خاقانی ہند حلیہ طبع سے مزین ہو کر تازگی بخش
دل عالم ہوا ہے ہر ایک کو بقدر لیاقت حصول لطف بے کیف و کم ہوا ہر
مصرعہ فصاحت مشحون موزون قدران عالم کو شرماتا ہے جلوۂ رعنائی دکھاتا
ہے ہر بیت جواب بیت ابرو چشم حاسدان کے لئے تیغ جنگجو بندش مین سلاست
مضمون مین متانت زبان اور محاورے مین فصاحت نازک خیالی مین بلاغت
آشکار ہے جسکی شمع آب و تاب پر جان سخنوران مثل پروانہ نثار ہے۔ نازک خیالی
مین ثانی مومن خان شوکت الفاظ مین میرزا غالب سے ہمزبان لذت زبان و
محاورات مین ہم مذاق ذوق اوستادانِ حال پر بہر نہج فوق سیج تو یہ ہے کلام ظہیر
بے نظیر ہے اگر کسی نے دیکھا ہو دکھا دے سنا ہو سنا لئے دیوان کیا ہے علم سخن
کا استاد شفیق ہے دلداد گان عروس سخن کا رفیق قادر الکلامی کلام سے ظاہر
ہے حاجت اظہار نہین محتاج گفتار نہین۔ قطعہ تاریخ۔

| | |
|---|---|
| کہہ ہر مین آئین مشتاقِ نظارہ | جمال شاہد معنی عیان ہے |
| کلام با مذاقِ ثانیِ ذوق | عذوبت بخش ہر کام و زبان ہے |
| سخن مین جوہر لاثانی جہانمین | وہ اوستادِ ظہیر نکتہ دان ہے |
| چھپا دیوان اوسکا شکر صد شکر | کہ جسمین لطف مضمون و زبان ہے |
| لکھی جادو سنے وہ دلچسپ تاریخ | تصدق جسپہ جانِ نکتہ دان ہے |

سنایہ مژدۂ راحت رسان جب | کہ جسکا ہر سخنور مدح خوان ہے

دل بلبل سے نکلا یہ ترانہ
یہی گلشن بہار بے خزان ہے
۱۳۱۶ھ

## تقریظ نتیجۂ فکر رنگین خاتم سخنوری شاعر نازک خیال ادا بند رنگین مقال منشی محمد رمضان علیصاحب اختر سہارنپوری پرائیویٹ سکرٹری نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر رئیس اعظم اجمیر شاگرد مصنف

ظہیر آج دعوے ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اونکو سنایا تو ہوتا

خدا کو ثنا ہے سب سے منتہا محمد پہ درود ثنا محمد و آل پر صلوات اصحاب پر سلام بارک اللہ سبحان اللہ میرے اُستاد کا دیوان زبان اردو کی جان ۔ فصاحت کی کان ۔ بلاغت کی شان ۔ نئی بندش نئی زبان ۔ نیا رنگ ۔ نیا ڈھنگ ۔ نئی اُمنگ ۔ نئی ترنگ ہر شعر بے نظیر ۔ ہر غزل دلپذیر ۔ ہر کلمہ اپنے رنگ مین نرالا ۔ ہر لفظ آتش کا پرکالہ ہر مصرعہ موزون قدون کا شرمانے والا ۔ ہر قطعہ اپنی قطع سے دوبالا ۔ تشبیہات سے معرّا ۔ تمثیلات سے مبرّا ۔ نشست الفاظ محبوب ۔ روزمرہ خوب خوش اسلوب ادا بندی مرغوب ۔ نازک خیالی مطلوب ۔ معاملہ بہت خوب ۔ بول چال شستہ

ورفتہ۔ نزاکت خیال شگفتہ۔ فصاحت الفاظ چھبیلی۔ بلاغت معانی نکیلی۔
کہین نالۂ عاشقانہ۔ کہین نعرۂ مستانہ۔ عجب آن بان۔ عجب شان سے
جلوہ آرا ے عالم ہونیوالا ہے۔ اللہ اللہ رے تمنا۔ اللہ اللہ رے آرزو۔
دلکا شوق۔ آنکھونکا ذوق۔ ایک مدت سے مشتاق ہوکر اپنے شوق دیدین دیدار
کا طلبگار تھا۔ المنۃ للہ اپنی مراد دلی کو پہونچا۔ حضرت ظہیر کی سحر بیانی۔ حضرت ظہیر
کی زباندانی۔ حضرت ظہیر کی رطب اللسانی۔ حضرت ظہیر کی نکتہ دانی۔ حضرت ظہیر
کی نازک خیالی۔ حضرت ظہیر کی خوش مقالی۔ حضرت ظہیر کی معاملہ بندی۔ حضرت
ظہیر کی خوش پسندی۔ اک زمانے مین مشہور ہے۔ جسکی شہرت دور دور ہے۔ کون
نہین جانتا۔ کون نہین مانتا۔ اوستاد مسلم الثبوت۔ بلبل ہندوستان کا ہمصفیر۔ فخر میرزا
دبیر۔ ذوق و مومن کا ہم تقریر۔ اردوے معلی کی تصویر۔ زبانِ دہلی کی توقیر۔ انہین
کے نام سے ہے۔ نازک خیال۔ خوش مقال۔ باکمال۔ صاف بول چال۔
ذوق و غالب کا ڈھنگ۔ قایم اور میر کا رنگ۔ نصیر اور سودا کا انداز۔ درد و سوز کا سوز و
گداز۔ انہین کا حصہ ہے۔ شوخی محاورہ سے ہمکنار۔ محاورہ شوخی پر نثار۔ چلبلاپن
بانکپن پہ قربان۔ بانکپن چلبلے پن پر نازان۔ فقرہ کنایہ کی جان۔ کنایہ فقرہ کی شان
استعارہ تشبیہ پر مائل۔ تشبیہ استعارہ پر بیدل۔ فصاحت بلاغت کے قابل۔ بلاغت
فصاحت کے قابل۔ ادا انداز کی بسمل۔ انداز ادا کا گھائل۔ ہر لفظ جام بادۂ سخن۔
ہر کلمہ طوطی شکر شکن۔ ہر شعر قمری باغ جنان۔ ہر قطعہ بلبل نوشین بیان۔ ہر مصرعہ
سرو روان۔ ہر بیت بیت ابروے مہوشان۔ صنعت ایہام ہر لفظ سے ہویدا۔
صنعت تضاد و تقابل مصرعہ مصرعہ سے پیدا۔ لف نشر مرتب ترتیب وار آشکار۔

ایجاد ترکیب پے ترتیب الفاظ نثار - ماشاء اللہ کیون نہ ہو کیون نہ ایمان آسے یہ اوس
شاعر نازک خیال سخنور بےمثال سحر بیان آتش زبان ظہوری ظہور نظیری نظیر فخر میرزا و
میرزا فخر الدولہ سید ظہیر الدین حسین ظہیر المعروف بہ نواب میرزا خانصاحب
خلف الصدق حضرت صلاح الدولہ صبح رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم
اوستاد حضرت بادشاہ عرش آرامگاہ سراج الدین محمد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی از
ارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند کا کلام ہے جسکی ایک عالم مین دہوم دہام
ہے - آج کسکو مقابلہ کی تاب ہے - آج کون انکا جواب ہے - اگر ہین تو آپ اپنی
نظیر ہین آپ اپنے ہم تحریر ہین - سبحان اللہ جنکے کلام بلاغت نظام پر آجتک
اعتراض نہین ہوا گویا خدائے سخن کا کلام ہے - تمام دنیا مین نام ہے - یہ انہین
کا کام ہے کہان ہین مشتاق سخن کہان ہین کاملین فن ذرا ادہر تشریف لائین
میرے اوستاد کے اچہوتے مصرعون سنئے تو نئی مضمونون نئی بندش نئی ترکیب
نئی تالیف نئی تصنیف اور دلکش اشعار کو ملاحظہ فرمائین - اور پیارے پیارے
جادو بہرے الفاظ گلزار ظہیری سے جنکر مشام جانکو تازہ کرین اور داد سخن کی
دین تو یہ تو یہ مین اور تقریظ نگاری کا دعوی کرون - زبان سے ناآشنا شاعری سے
بیخبر پریشان حال شکستہ بال ایسی لیاقت نہین قلم فرسائی کی قدرت نہین نثر لکہنے
کی عادت نہین ایسے سخنور شیرین گفتار کی مین صفت کرون جرأت نہین ہان چند ٹوٹی
پہوٹی سطرین پیش نظر کیجاتی ہین - گر قبول افتد زہے عز و شرف - آخری دعا بارگاہ
صمدی مین یہ ہے کہ یا الہ العالمین اس گلشن ظہیر کو ہرا بہرا اور تر و تازہ رکہیو کہ
کہ ہم سب شاگرد بہائی اس باغ بیخزان سے پہل پہول مراد کے چنتے ہین - آمین ثم آمین -

## قطعۂ تاریخ

میرے اوستاد کا دیوانِ اول — گلستانِ مضامین کی پھبن ہے
پیارے لفظ ہین دلچسپ مضمون — زبانکی شوخیونمین بانکپن ہے
ہر ایک مصرعہ ہے ہر برجستہ مصرعہ — غزل ہر اک رشکِ صد چمن ہے
دماغِ نظمِ عالی عرش پر ہے — زہے ترکیب کیا طرزِ سخن ہے
کنائے چٹکیان لیتے ہین دلمین — اشارونمین نرالا بانکپن ہے
بلاغت مین فصاحت ہے بلا کی — ادابندی مین مومن کا چلن ہے
محقق اور پھر یکتا محقق — زباندانی مین یکتائے زمن ہے
تعالے اللہ مرا اُستادِ کامل — عجب معجز بیان ہے سحر فن ہے
اوسیدن سے مجھے تھی فکر تاریخ — ہوا یہ بحر حب سے موجزن ہے
ہوئی جب حد سے بیحد فکر تاریخ — کہا ہاتف نے کیون غرق محن ہے

ندا ہے یہ دلِ بلبل سے اختر
ظہیر دہلوی کا یہ چمن ہے
١٣١٦ھ

قطعۂ تاریخ بطور تقریظ از نتائج طبع وقاد و ذہن نقاد کلیم طور سخندانی نظیری نظیر عرفی ثانی فارسیدان بلاغت فرمانروائی اقلیم فصاحت محقق والانظر سخن گستر سراپا جوہر اوستاد مسلم الثبوت سیدی سندی اعنی میر مہدی صاحب مجروح از کاملین دہلی

سخن سنج یکتا جناب ظہیر — کہ ہے ذات اونکی نہال سخن

فصیح اللسان عدیم النظیر — فزایندۂ عز و شانِ سخن
دقایق کشا ہے وہ طبع سلیم — نہو کیونکہ ظاہر نشانِ سخن
وہ دیوان رنگین مین ہر ہر غزل — زمین جسکی ہے آسمانِ سخن
حُدی خوان ہے اونکی صریر قلم — ہوا اب امن مین کاروانِ سخن
نہین کلک سے ہے بلبل خوشنوا — ترنم سرا ہے بیانِ سخن
کرے طے نہ کیون عرصۂ نظم کو — وہ ہے اشہبِ خوش عنانِ سخن
عجب طرز بندش مین ہے دلکشی — اسیکو تو کہتے ہین جانِ سخن
اسی سے تو ہین صیدِ معنی شکار — یہی ہے خدنگِ کمانِ سخن
نہ کیون قدر پائے جو ہر دم کہے — میرا سر ہے اور آستانِ سخن
یہی حال اسکا ہے وردِ زبان — یہی تو ہے گویا زبانِ سخن
بھلا کیا کوئی ہو سکے نقب زن — ہے طبع متین پاسبانِ سخن
یہ کثرت ہے معنی کے اشعار مین — بجا ہے جو کہیے جہانِ سخن
وہ گلہاے الوان ہین اشعار مین — بہار جس سے ہے بوستانِ سخن
نہ کیون زور دکھلائے فکر متین — وہ ہے رستمِ ہفت خوانِ سخن
یہ دیوان ہوا طبع اسواسطے — کہ دیکھین اسے قدردانِ سخن
وہ سرخوش ہون اس بادۂ ناب سے — کدھر ہین کدھر مے کشانِ سخن

پئے سال تاریخ مجروح نے
کہا ہے ہے گلستانِ سخن
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از رشحہ خامہ سخن بند گلزار معانی طوطی شکرستان

شیوا بیانی سرآمد شعرای ماضی و حال استاد ذی کمال سلطان

الشعرا مقرب الخاقان استاد السلطان بلبل ہندوستان ناظم

یار جنگ وزیر الدولہ فصیح الملک عالیجناب نواب مرزا خان صاحب

بہادر داغ دہلوی یادگار استاد ہی خاقانی ہند حضرت ذوق

مرحوم و مغفور

| | |
|---|---|
| ہوئی شہرت کلام خوش بیان کی | سنی ہے نے تو یہ جانفزا اب |

لکھا ہے داغ نے یہ مصرع سال
ظہیر الدین کا دیوان چھپا اب
سنہ [illegible]ھ

قطعہ تاریخ رشحۂ خامہ شاعر نازک خیال نادر بے مثال رشک شعرائے

ماضی و حال مصنف بوستان خیال سخن بند گلزار معانی حدیقہ سرا ریاض

سخندانی اعنی حضرت خواجہ قمرالدین خان صاحب عرف خواجہ مرزا خان صاحب

راقم نبیرہ حضرت مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب مرحوم مغفور

| | | |
|---|---|---|
| بعد حمد خدائے و نعت رسول | قطعہ | مدح گر ہوں بحسن ذات ظہیر |

ذات وہ ذات ہے مکرم کی — ذات سے مبرہن صفات ظہیر
سید پاک ذات آل نبی — ہے نجیب و شریف ذات ظہیر
دہلی مولد ہے خاص حضرت کا — فخر عالم ہے کائنات ظہیر
حسن دیوان کی کیا لکھوں تعریف — جسکے ہر حرف میں نکات ظہیر
کیسی شیرین زبان برتی ہے — کسقدر صاف ہیں لغات ظہیر
صاف ہے صاف معنے مشکل — سہل ہے سہل مشکلات ظہیر
کہہ اوٹھینگے زبان سے اہل نظر — دیکھکر حسن کلیات ظہیر
آفرین آفرین کلام ظریف — مرحبا مرحبا نکات ظہیر
یہ وہ دیوان ہے مثل ماہ منیر — ہے درخشان یہ کائنات ظہیر
تا جہان ہے جہان میں دیوان — صفحۂ ہستی پہ ہے ثبات ظہیر

طبع دیوان کا سال لکھہ راقم
کان زر کی ہے کلیات ظہیر ۱۸۹۹ع

ولہ

کیا چھپا ہے ظہیر کا دیوان — کہے ہر بزم کا ایاغ فیوض
ہر نظر کی یہ سیر کرنے کو — ہر سخن پہ کہیگا باغ فیوض
ارمغان ارمغان ہے اہل سخن — بہ بہ بہ ہے یہ بلاغ سخن

کہدو راقم کہ ہر نظر کے لئے
ہر گلگشت ہے یہ باغ سخن ۱۸۹۹ع

قطعہ تاریخ بطور تقریظ از نتائج عرالبس افکار نصیری ہمدانی ثانی ہندی نژاد اصفہانی عرفی زمانی شاہباز رعنائی خیال ہم آغوش عروس کمال مولانا محمد نجم الدین احمد صاحب از ارشد شاگردان مصنف

قطعہ اول در صنعت توشیح

| | | | |
|---|---|---|---|
| ١ | اے ظہیر طوطئے شیرین مقال | ٢ | جوہر ہستی و پنہانی ہنوز |
| ١٠٠ | قدر جوہر نیست اکنون در جہان | ١ | اے بجوہر لعل پیکانی ہنوز |
| ٢٠٠ | راست بازم من چرا مضطر شوم | ٥٠ | نظم و نثرت را کجا ثانی ہنوز |
| ١ | از بلاغت ہاے تو اندر جہان | ٥ | ہست زندہ نام خاقانی ہنوز |
| ٦ | واز فصاحتہا کہ داری در سخن | ٥ | ہست سعدی را پشیمانی ہنوز |
| ١ | از تماشاے جمالِ خویشتن | ٩٠ | صورتِ آئینہ حیرانی ہنوز |
| ٢ | پردہ ہا بر روے خود افگندہ | ٦٠٠ | خویشتن را خود نمیدانی ہنوز |
| ١٠٠ | قول ما اے خواجہ ما نشنوی | ١٠ | یوسفی و خود یزندانی ہنوز |
| ١ | از سر یک مصرعہ یک حرف گیر | ٦٠ | ہست فصلی است امکانی ہنوز |

| ٢٠ | گفت ثاقب سال دیوانت چنین |
|---|---|
| ٥٠ | نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ١٣١٦ |

قطعہ دیگر بطور تقریظ

رفت چو آفرزدہ ہر آمدہ اردی بہشت | رو بگریز آمدہ باد خزان ناگزیر

سبزۀ خوابیده را نامیه در بر کشید　　برگ خزان دیده شد تازه ز ابر مطیر

قطرۀ شبنم بگل جلوۀ اختر گرفت　　آتش رخسار گل روکش مهر منیر

ذره ز بالا دهی سود با نجم کلاه　　پاے زمین را مگر سقف فلک شد حصیر

باز عروس چمن طرح نو انداخته　　باز زبر در کشید رخت کتان و حریر

زمزمۀ عندلیب آتش گل را فزود　　طوطی شیرین زبان آئینه را کرد زیر

مهر بتاک عنب چیده ز کان لمعه　　از زر اصفر چکید بادۀ خم غدیر

کاهکشان آمده طرۀ دستار گل　　غنچه سربسته را گشته کله از حریر

چشم بسوداے چشم ز نرگس گرفت　　گل به تماشاے گل چون زر گل شد زریر

شاه بزم سخن آنکه در ره نهاد　　دیدۀ امید خلق گشت چو انجم بصیر

دیدۀ یعقوب بد چشم سپیدگان　　در مژه برهم زدن آمده یوسف نظیر

ناز بخود نامه را از اثر فیض او　　حرف غلط هم بخود از نظرش حرف گیر

جان فصاحت همین کان بلاغت همین　　نظم به نظم اندرش هست چو شکر به شیر

گنج مضامین همین معدن معنی همین　　از کرش بهره یافت ساغر برنا و پیر

بسکه بهر نقطه اش نقطۀ نیر خجل　　بسکه بهر مرکزش کاهکشان هم حقیر

بسکه بهر نظم او نظم جهان در نظام　　بسکه بهر صنعتش صنعت رب قدیر

بسکه بهر مصرعه اش مصرعۀ طوبے فدا　　بسکه بهر بیت او بیت مه نو اسیر

هست همه رشحۀ کلک ظهوری ظهور　　هست همه لمعۀ طبع نظیری نظیر

آنکه بمیدان فن گوے ز عالم رباے　　آنکه به بزم سخن صاحب تاج و سریر

مالک ملک سخن قادر اصناف فن　　همسر سوز و لقا هم فن مرزا دبیر

مومن و غالب کجا نیر و طالب کجا | رفت کجا زین جهان جرأت و ذوق و نصیر
رفت کجا مصحفی ماند کجا میر درد | ناسخ و آتش نماند هم ز جهان شد اسیر
زو بجهان هر یکے نوبت خود بنجر روز | بست همه رختها سوئے عدم زود و دیر
گرمی این آفتاب شعله بعالم فگند | بد بچراغان مگر رونقتے از لفت و قیر
طبع که شد این کلام هست نخستین ازو | شعر ز بر روز ازل هست ازو نفع گیر

ثاقب مهزون ثبت ماده سال او
نظم فدا شد مگر بر سر طبع ظهیر
۹۹ ۹۰۲۹

## قطعات تاریخ از افکار دُربار جان بلاغت کان فصاحت

## ناظم نظامی خیال شاعر بے مثال مولانا نادر علی صاحب برتر والا

## نظر یادگار رابطہ مرحوم حال شاگرد مصنف

چو شد جلوه آرا کلام درخشان | سن این سال تاریخ زیبا نوشتم
خماسی سه الفاظ نادر گرفته | بهم شش حروف از سر و پا نوشتم

به آئین نو چون رقم گشته برتر
رباعی ـ قصیده ـ غزلها ـ نوشتم
۲۱۰ + ۱۰۵ ـ ۱۰۰۱ ـ ۱۳۱۶ھ

ولہ

شده چون طبع دیوان مرصع | پسند خلق شد نظم غریبش

[illegible]

بہار گلشن مضمون دلکش
سنہ ۱۸۹۹ء

ولہ

شکر صد شکر وہ چھپا دیوان
جسکے شایق تھے نکتہ دانِ زمن
نظم رنگین شگفتہ مضمون ہین
لہلہاتا ہوا ہے باغِ سخن
شاہد نظم کی وہ آرایش
جیسے قربان ہو پہلے شب کی دولہن
آب و تاب ایسی دیکھکر جسکو
دیدۂ حاسدان بہی ہو روشن
داغ بلبل نے رشک سے کہا یا
گلِ معنی کا دیکھکر جو بن
گلِ مضمون چنے ہین آنکہو نسے
بہر گیا ہے نگاہ کا دامن
فکر تاریخ جب ہوئی بہر تر
داد ہاتف ندا بسمع من

لکہدے یہ مصرعۂ تر و تازہ
آج دیکھی بہار باغِ سخن
سمت ۱۹۵۵

قطعہ تاریخ از نتایج افکار منشی بدایع نگار شیرین گفتار شاعر رنگین بیان منشی محمد ابراہیم خانصاحب رمز شاگرد سید نیاز احمد صاحب خرد در صنعت توشیح و صوری و اعداد ہر سنہ سمت و ہجری و عیسوی

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵ | طرفہ دیوانِ ظہیر خوش بیان مطبوع شد | ۴ | دیدہ ہاے شایقین ہیت سندہم اہل خرد |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵۰ | نکتۂ باریک دارد معنی ہر شعر او | ۳ | جودت طبع مصنف خود گواہی میدہد |
| ۵ | ہر کہ مے بیند کلامش از نگاہِ عاشقی | ۴ | در صفت ہر لفظ باشد شاہ خورشید خد |
| ۳ | چون براے سال ایما کرد یا من آن نجیب | | از خرد جستم پے تاریخ طبع او مدد |
| ۶ | وا نمودم در زبانے ہر سہ تاریخ سنین | ۱۰۰۰ | غور و اندیشہ نکردم اندران بیحد وعد |
| ۱۰ | یادگاری را ہمین تحریر نقشِ محکم است | ۳۰ | کین پس من باعثِ نام و نشان من شود |

| | |
|---|---|
| ۲۰۰ | رمز گفتم معنوی و صوری و توشیح نیز |
| ۱ | از مسیحی یکہزار و بیست صد و ہشت و نود |

سنہ ۱۳۱۶ ہجری سمت ۱۹۵۵ بکرمی سنہ ۱۸۹۹ عیسوی

## قطعہ تاریخ نتیجہ فکر و بیر عطارد نظیر منشی ہر پرشاد صاحب متخلص بہ شاد شاگرد حضرت رمز

| | |
|---|---|
| کہے کیا کے لکھے گا اسکی صفت | ایسا دیوان آپ نے دیکھا بھی ہے |

صفت عمدہ ہی نہین اے شاد یہ
خوشنما و نادر و زیبا بھی ہے

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

## قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند آسمان پیوند شاعر خوش مقال نازک خیال جناب راے کرپا شنکر صاحب المتخلص حشم از امرائے حیدرآباد دکن

| | |
|---|---|
| سیر دنیا کی اسمین ہے واللہ | خوب دیکھا ہے اسکو ہے حشم |

اسکی تاریخ کہد وا زحال
ہے کلام ظہیر جام جم
تعمیہ ۸ ـ سنہ ۱۳۱۶ ہجری

ولہ

اس نسخہ کو جب کہ مینے دیکھا ‫ سمجھا ہے کلام مرد کامل
پوچھا کہ مصنف اسکا ہے کون
ہاتف سے نے کہا ظہیر عاقل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

## قطعات تاریخ از نتائج طبع گوہربار شاعر نغز گفتار شیرین زبان صاحب دیوان پنڈت سورج بہان صاحب مسکش نہٹالوی وارد حیدرآباد

یہ اوسی اوستاد کا دیوان ہے پیش نظر
مستند ہے شاعروں مین آج جسکی شاعری
ڈہنگ ہے ہر شعر مین ذوق و نصیر و درد کا
اوسکے سب مضمون نئے ہین بندشین ہین نئی
ناسخ و آتش جو ہوتے آج لیتے اس سے فیض
داد دیتے اسکی میر و میرزا و مصحفی
سومن و غالب سے ہرگز کم نہین اسکا کلام
ہے یہ اپنے وقت کا بیشک ظہوری انوری

مصرعہ تاریخ بہی نکلا ہی مسکش کیا فصیح
خوب ہے زیبا ہے دیوان ظہیر دہلوی
۱۸۹۹ء

ولہ

چاپ گشتہ چو این حدیقہ نظم | ہر گلے راشدہ بقا حاصل

گفت ہاتف کہ ہان بگو سالش
باغ امید آرزوے دل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

## قطعہ تاریخ از نتایج افکار گہر بار شاعر لاجواب عالیجناب سید اظہر علیصاحب اظہر رئیس اعظم قصبہ سہسوان مقیم بڑودہ شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب

دیوان ہوا مرتب اوسکا | جو ہے فن شاعری مین کامل
یعنے وہ ظہیر نکتہ پیداے | جسکے کہ وہ مہرین سارے قائل

تاریخ لکھی یہ مینے اظہر
بے مثل کلام راحت دل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

## قطعہ تاریخ فارسی

ولہ

چو گشت طبع کلام ظہیر سحر بیان | بگوش جان درمعنی نمودم آویزہ

ندائے غیب بگوشم رسید از پے سال
کلام شاعر والا صفات پاکیزہ
سنہ ۱۳۱۶

ولہ

نازک خیالات ظہیر دہلوی
۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گوہربار عالم باعمل شاعر بے بدل واقف رموز فروع واصول کاشف دقایق معقول و منقول مولانا عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ تسلیم ملازم دربار ٹونک

| | |
|---|---|
| ہوا طبع زیبا کلام ظہیر | جسے لوگ کہتے ہین روشن ضمیر |
| مثال و معنی اور حسن تشبیہ مین | کلام مبین اوسکا ہے بے نظیر |
| سنہ و سال مین فکر ہے ای سلیم | رہے تاکہ یہ یاد برنا و پیر |

ندا آئی یہ ہاتف غیب سے
عجب بے بہا ہے کلام ظہیر
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ طبع گہربار شاعر شوخ طبع شیرین گفتار اسم بامسمی متخلص بہ عاشق زار نوباوہ گلزار خوش بیانی وسادہ آرائے مسند کامرانی نونہال گلشن نوجوانی نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر از اعظم روساء اجمیر تلمیذ مصنف سابق شاگرد حضرت داغ

| | |
|---|---|
| تعالی اللہ زہے بیچون سبحان | کہ خلاق دل و کام و دہن ہے |

اور اوسکے بعد لغتِ پاک اوسکی — کہ محبوب خدائے ذو المنن ہی
بنام معجب فرحت دہ روح — بہارِ معجزان باغِ سخن ہے
کہان ہین اہل بینش آکے دیکھین — کہ دیدارِ عروسانِ سخن ہے
ہوا مطبوع یہ دیوان کس کا — کہ شہرت ہند سے تا دکن ہے
نئے انداز ہین مضمون نرالے — انوکھا ڈھنگ ہے بانکا سخن ہے
نئی بندش نئی ترکیب ہر جا — نئے انداز مین طرزِ کہن ہے
مضامین در مضامین رمز در رمز — گل اندر گل چمن اندر چمن ہے
معانی در معانی بات مین بات — طراوش گر سخن اندر سخن ہے
فصاحت سے ٹپکتی ہے عذوبت — حلاوت بخش ہر کام و دہن ہے
فدا نازک خیالی پر نزاکت — ادا بندی مین سو معشوق پن ہے
اگر ہے حسن و الفت کا کہین ذکر — گل و بلبل کو رشکِ ہر سخن ہے
اگر ہجر و جدائی کا ہے مذکور — سراپا رنج و اندوہ و محن ہے
اگر چڑہتا ہے زنگِ عارفانہ — تو عرفان مین وہ معروفِ زمن ہے
اگر رندی پہ ہے میلانِ خاطر — تو پر لے درجہ کا رندانہ پن ہے
بجا ہے جسکی اوستادی کا ڈنکا — اوسی معجز بیان کا یہ سخن ہے
ظہیر دہلوی کہتے ہین جسکو — وحیدِ عصر ہے فخرِ زمن ہے
اسے کہتے ہین اردوئے معلی — زباندانی انہین لوگونکا فن ہے
یہی اردو کے ہین بانی مبانی — جہان مین مستند انکا سخن ہے
زبان بہی اور پہر اوس شخص کی جو — سر آمد آرائے اقلیمِ سخن ہے

جو سچ پوچھو تو اس قابل کہاں ہون — لکھون تاریخ کیا میرا دہن ہے
ندا یہ غیب سے آئی ہے عاشق — کہ بحر فکر مین کیون غوطہ زن ہے
قلم کر کے سر بستان کو لکھ دے — ہوا زیبا گلستان سخن ہے
۱۳۱۶ھ

**قطعہ تاریخ از فکر رسا طبع آسمان پیما شاعر خوش بیان بلبل رنگین الحان جناب مولوی محمود علی صاحب محمود اجمیری شاگرد حضرت تسلیم مرحوم کولوی**

اندنون سے بے طور تھا اسلوب دل — ہاتھ آتا ہی نہ تھا محبوب دل
چھپ گیا دیوان مولانا ظہیر — بیٹھے بیٹھے ملگیا مطلوب دل
چھوڑ کر دیوان سب محمود بس — اسکو کہنے اب کیا مرغوب دل
۱۳۱۶ھ

**قطعہ تاریخ طبع زاد طفل دبستان سخندانی نوباوۂ گلزار خوش بیانی سید اقبال حسین متخلص بہ مقبل نبیرۂ مصنف**

میرے نانا جانکا ہے دیوان چھپا — ہوا آج روشن ہے نام ظہیر
زمانے مین شہرت ہے خورشید وار — زہے عزت و احترام ظہیر
فصاحت بلاغت ہے اونی کنیز — مضامین ہین کمتر غلام ظہیر
جو عنقا صفت ہین بلندی گرا — وہ ہین صید مضمون بدام ظہیر
ہوئی مجھکو جب فکر تاریخ سال — ندا آئی اے مست جام ظہیر

گرا کر سر اوج مقبل لکھو
ہوا طبع اب یہ کلام ظہیر
۱۳۱۶ھ

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند طبع ارجمند شاعر نغز گفتار جادو نگار منشی کالیچرن صاحب انگلس کلرک متخلص بہ ہوش تلمیذ مصنف

چھپا دیوان مولانا ظہیر — پڑھ رہے تھے جسکے لالی واہ واہ
ایک ہین یہ خوبی بندش نہین — سب کے دیوان دیکھ ڈالی واہ واہ
بول اوٹھے اشعار شاعر دیکھکر — خوب ہی سانچے مین ڈھالی واہ واہ
ہوش ہان زیبا ہے استادی آہ — واہ کیا مضمون نکالے واہ واہ
طبع کی تاریخ تم ہی یون لکھو — ہوش ۔ ہین مضمون نرالی واہ واہ
۱۳۱۶ھ

## قطعات تاریخ طبع از مصنف دیوان

ہوا مطبوع لو دیوان گمنام — فغان دل شکن ہے یہ ہی کہدو
اگر پوچھے مصنف کا کوئی نام — ظہیر خستہ تن ہے یہ ہی کہدو
جسے کہتے ہین اب اوجڑا ہوا دیس — وہی اسکا وطن ہے یہ ہی کہدو
اگر پرسان ہو کوئی نام دیوان — گلستان سخن ہے یہ ہی کہدو
۱۳۱۶ھ

## قطعہ دیگر

دیکھا یہ کلام جسنے بولا — واضح ہے کیا ہے خوب موضوع
حاجت نہین طبع کی کہنے یہ — دیوان ظہیر آپ مطبوع
۱۳۱۶ھ

## قطعہ دیگر

مطبوع ہوا ہے کب یہ دیوان — جب ختم ہوا زمانہ شیب

| | |
|---|---|
| احباب نے کی جو فکر تاریخ | آئی یہ نداے ہاتف غیب |
| کیون فکر ہے کہہ دو بے تامل | دیوان ظہیر کا ہے بےعیب ۱۳۱۶ھ |

## قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شاعر نازک خیال شیرین مقال حافظ محمد نورالدین صاحب متخلص بہ نور شاگرد صاحبزادہ احمد سعید صاحب تخلص عاشق شاگرد مصنف

| | |
|---|---|
| ہوا آج مطبوع ہے اوسکا دیوان | کہ رنگ چمن جسکا رشک چمن ہے |
| مرادین بر آئین سنا جب یہ مژدہ | چھپا تیرے اوستاد کا اب سخن ہے |
| مچی دھوم جسکی ہے اہل جہان مین | فصاحت بلاغت کا وہ یہ چمن ہے |
| گدھر ہین نظر باز گلہاے معنی | اسے آکے دیکھین وہ یہ ہی چمن ہے |
| خوشی سے یہ کہتی ہین اہل جہان سب | یہ دیوان کیا ہے کہ اک نورتن ہے |
| یہ سب کہتے ہین حالی و داغ سخنور | جداگانہ سب سے یہ طرز سخن ہے |
| یہ ہے پیرو ذوق و ممنون و غالب | کہ مومن کی تقلید اسکا چلن ہے |
| روش اسکی وہ ہے کہ کہتی ہے سب خلق | انوکھی ہے بندش نرالا سخن ہے |
| غزل مین جو دیکھو تو ویسی ادائین | رباعی قصیدہ مین اک بانکپن ہے |
| رباعی قصیدہ مخمس مسدس | جسے دیکھیے وہ کٹھن سے کٹھن ہے |
| لکھون اور کیا اوسکی توصیف اب مین | زبان میری کیا ہے مرا کیا سخن ہے |
| وہی ہے وہ ہی یہ ظہیر سخن ور | کہ جسکا ہمیشہ سے دہلی وطن ہے |
| خدا اسکو زندہ بہت روز رکھے | یہی ایک شاعر وحید زمن ہے |
| ہوئی مجھکو جب فکر تاریخ دیوان | کہا عقل نے کیون اسیر محن ہے |
| [illegible] | تاریخ اسکی [illegible] ہے |

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر شیرین زبان رنگین بیان صاحبزادہ محمد عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ واقف شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خانصاحب عاشق شاگرد مصنف

ہوا یارب مطبوع دیوان وہ
سخن کی ذرا دیکھنا شوخیان
کیا اہل عالم نے اسکو پسند
ہوئی فکر جب مجھکو تاریخ کی
مرے دل نے واقف اسی حال مین

نہین آج دنیا مین جسکی نظیر
کہ ہر شعر ہے ایک شوخ و شریر
سخن اسکا کیونکر نہو دل پذیر
تو ذہن رسا یون ہوا دستگیر
کہا مجھسے یہ حسن کلام ظہیر
۱۳۱۶ھ

## قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر بلند صاحب طبع ارجمند میر عالم خانصاحب متخلص بہ نور شاگرد مصنف

نسبت نہین ہے انکی کسیکے کلام کو
جسکا نظیر ہند مین اب دوسرا نہین
اے نور خدا کا شکر ہے اسکا چھپا کلام

دیکھے جو شعر غور سے حضرت ظہیر کے
اشعار بے نظیر ہین اوس بینظیر کے
جسکے سخن مین رنگ ہین مرزا و میر کے

نکلینگے یکہزار و سہ صد او رشانزدہ
اعداد گر ملاؤ کلام ظہیر کے
تعمیہ ۸۰ ۱۲۳۶ ۱۳۱۶ھ

# تمت بالخیر